V.B.
11

Nizam-i-Usmani
by
S. Jalil Qarshi

٧٨٦

نظامِ عثمانی

جسمین

خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کی سوانح عمری مع مختصر فتوحات و انتظامات وغیرہ

کتب مستندہ و معتبرہ قدیمہ سے اخذ کر کے

مولانا سید جلیل صاحب قرشی نے درج کیے اور باخذ معاوضہ

جملہ حقوق بنام ایس۔ اے۔ بی بخشی۔ اینڈ کو کلکتہ ہبہ کر دیے الحال

حسب ایمائے

جناب محمد شفیع احمد صاحب مالک فرم ایس۔ اے۔ بی بخشی اینڈ کو کلکتہ

(بار سوم)

تجارتی پریس کانپور میں مطبوع ہوئی

عرق اکسیر اعظم

جبکہ ہزاروں شخصوں نے اکسیر اعظم کو آزما کر مان لیا ہو کہ بیشک اکسیر ہی اکسیر ہے تو پھر آپکو منگانے مین اب کیا تامل ہے زیادہ نہیں پہلے آپ ایک شیشی منگا کر قدرت خدا تماشہ دیکھئے- گیارہ دوانہ کیجاوے-

بچے سے لیکر بوڑھے تک یعنی مرد ہو خواہ عورت سب کے لیے اکسیر اعظم اکسیر ثابت ہوا ہے جسمین ہاف ڈوز عرق ہوتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ اور ایک درجن منگانے سے آٹھ روپیہ

دافع ہیضہ
دافع ضعف بصارت
دافع ورم جگر
دافع درد معدہ
دافع درد شکم
دافع تپاک قلب
دافع درد دندان
دافع قبض
دافع کاہلی
دافع دوران سر

عرق اکسیر اعظم جسکا اشتہار اسوقت جناب کے ہاتھ مین ہے ڈوس برس سے برابر بندگان خدا اس سے فائدہ اوٹھا رہے ہین- اس اکسیر اعظم کو مفید پاکر بہت سے لوگ مجھسے منگاتے ہین اور خلق خدا کو مفت دیکر ثواب حاصل کرتے ہین- ہم جن جس بیماریون کے نام اس مضمون کے داہنے بائین لکھ رہے ہین اکسیر اعظم ان سب کے دفع کرنے مین اکسیر ہے اگر ہمارا اکسیر اعظم کا یہ اشتہار کسی ایسے دوست کے ہاتھ مین اسوقت ہے جسنے اکسیر اعظم کا استعمال کیا ہو تو مین اس دوست سے درخواست کرتا ہون کہ جیسا اکسیر اعظم کو پایا ہے اپنے دوستون مین ذکر کرے اس سے دو فائدے ہین اول اگر اکسیر اعظم ایسا نہین ہے کہ جیسا ہم لکھتے ہین تو خلق اللہ کا بیجا ضائع ہونے سے بچیگا اور اگر ہمارے لکھنے سے زائد مفید ہے تو ضرور بندگان خدا کو فائدہ پہونچنا چاہیے- دوستو ہمارے خیال مین اکسیر اعظم ضرور ہر گھر مین رہنا چاہیے کیونکہ بعض بعض مرض اس قسم کے ہوتے ہین اگر دوا نہ دیجاوے تو مریض کی جان خطرہ مین ہو جاتی ہے اوس وقت یہ اکسیر اعظم آپ کو ایک نہایت تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کا کام دیگا-

علاوہ ان امراض کے جنکے نام مضمون ہذا کے داہنے بائین جانب ہمنے لکھے ہین اور بہت سے کمتر مریضون خدا کے فضل سے اکسیر اعظم سے صحت حاصل ہوئی اور جنکے بیشمار سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہین انتہا یہ کہ بعض دوستون نے تو اپنے خاندان کے لیے اس اکسیر اعظم کو حکیم حاذق مان لیا ہے خود میرے بچے کے پیر گرم گرم گھولتا ہوا گھی گر پڑا فوراً آٹھ سات مرتبہ اکسیر اعظم ٹپکایا گیا آن واحد مین سوزش کم ہو گئی اور لطف یہ کہ چھالہ بھی نہین پڑا- ایک شخص کے بچھو نے کاٹا فوراً اکسیر اعظم لگایا گیا صحت ہو گئی دوستو اگر تم یہ اکسیر اعظم ضرور اپنے یہان رکھو خدا جانے کیا سچ ہے کیا نہین ہم اور سیکڑون سرٹیفکیٹ بھی اوسکی تصدیق کے لیے ہمارے پاس آچکے ہین جو وقتاً فوقتاً پبلک مین مشتہر کیے جاتے ہین-

عالیجناب ڈاکٹر جی- اکبر صاحب سابقہ ملازم آنریبل گورنمنٹ حال ریذیڈنٹ پریکٹیشنر کلکتہ تحریر فرماتے ہین- جناب من مینے آپکا طیار کیا ہوا اکسیر اعظم اکثر مریضون پر آزمایا جو عارضہ اسہال پیچش ہیضہ قولنج و امراض عصبی الم دندان و دماغی او بہت قسم کی کیدرکی بیماریون وغیرہ مین مبتلا تھے چنانچہ انکے استعمال سے ان بیماریون سے نہایت درجہ فائدہ ہوا اسلیے مین تصدیق کرتا ہون- مرزاپور کلکتہ ۷ جولائی ۱۹۰۶ء

دافع طاعون
دافع ضعف دماغ
دافع بدہضمی
دافع پیچش
دافع گندہ ذہنی
دافع تشنگی
دافع کرم
مصفی خون
دافع گٹھیا
دافع نزلہ

اس پتہ سے منگائیے- ایس- اے- بی- بخشی- اینڈ کو- کوٹھی نمبر ۱۲- ہالیڈے اسٹریٹ- ڈاکخانہ بڑا بازار- کلکتہ

انعام عثمانی

یا جلیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلحَمدُ لِلرَّحمٰنِ الکَثِیرِ المَآ اَمَرَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الاَنبِیَاءِ وَاَفضَلِ البَشَرِ ۝ دوستو!

چونکہ مجکو مشرقی علوم کی تحصیل کے علاوہ تواریخ کے مطالعہ سے بھی ایک خاص شوق تھا۔ اور ساتھ ہی اثنائے مطالعہ مین جا بجا سے مین مفید باتون کو نوٹ بھی کرتا جاتا تھا۔ لیکن اوسوقت تک مجھے یہ خیال نہ تھا کہ ان بے جوڑ فقرون کو کسی وقت ترتیب دے کر پبلک مین پیش کرنے پر مین مجبور کیا جاونگا۔ کیونکہ در اصل میرے پاس تاریخ کا ایسا سرمایہ نہ تھا۔ کہ جن پر پورا اعتماد کرکے زمانہ حال کی ضرورتون کے موافق انتخاب کرسکون۔

لیکن جب مین اپنی خاص ضرورتون سے لکھنؤ چھوڑ کر کانپور آیا۔ تو اتفاقیہ طور سے منورد دست جناب منشی شیخ الٰہ بخش بخشی صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ اور کانپور کے چند روزہ قیام نے باہمی ارتباط مین ترقی دی شیخ صاحب موصوف کے اصرار نے مجھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی لکھنے پر مجبور کیا۔ مگر تاریخی عنصر کے موجود نہونے سے میری جرات نہ پڑتی تھی۔ شیخ صاحب نے خاص اپنی عنایت سے وہ بعض کتابین جو اس رسالہ کی ترتیب کے واسطے ضروری تھین میرے واسطے بہم پہونچائین۔ اور اون کی اس عنایت کا مین تہ دل سے شکر گذار بھی ہون۔ لیکن اس پر بھی میری طبیعت مطئین تھی۔ کیونکہ پرانی تاریخون کے مذاق اور زمانہ حال مذاق مین بعد المشرقین کا فرق ہے۔ اسلئے کہ صاحب حکومت کے خانگی جھگڑون اور اوسکے فتوحات سے ہر تاریخ مین نہایت تفصیل سے آپکو بحث ملے گی لیکن وہ بھی کچھ ایسی عامیانہ طریقے سے کہ اسباب وعلل کے سلسلہ کا کوسون پتہ نہین۔ انہی خانہ جنگیون مین سیکڑون صفحہ سیاہ کرڈالے لیکن ان سب کے پڑھنے کے بعد اگر آپ یہ دریافت کرنا چاہین۔ کہ فلان حکمران کے وقت مین خراج کا کیا انتظام تھا۔ بادشاہ کی انتظامی حالت کیسی تھی۔ رعایا کے ساتھ اوسکا کیسا سلوک تھا۔ تو پوری کتاب کی ورق گردانی کے بعد بھی ان باتون کا آپ کو کہین پتہ نہ ملے گا۔ اور آج انہی باتونکی زیادہ تر تلاش ہے تاکہ ماقبل کی -
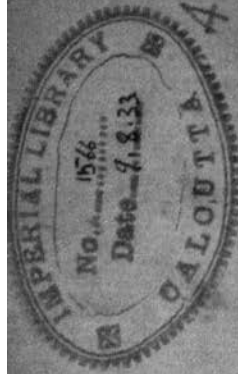
حکومتون اور اونکے نظم ونسق سے زمانۂ حال کی طرز حکومت کا موازنہ کرکے نتیجہ پیدا کیا جائے۔ جو تاریخ کا اصل منشا ہی آجکل جو تاریخین عام طور سے میسر ہوسکتی ہین۔ وہ سب متاخرین کے دور کی تصنیفات ہین۔ جن مین اس قسم کی باتون کی ہوا تک نہین پہنچی۔ ہان قدما کی کتابین اس مطلب کے لیے کیقدر کارآمد ہوسکتی ہین کیونکہ اونمین اکثر اس قسم کی جزئیات ضمناً آجاتے ہین۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اون کتابون پر دسترس میرے امکان مین نہین۔ ورنہ رسالہ کو مین اس قابل بنانے کی کوشش کرسکتا جس پر سوانح عمری کا لفظ صادق آسکے۔

یہی چند خیالات تھے جنکی وجہ سے مین بار بار ہچکچا تا تھا۔ اور قلم اوٹھانیکی جرات نہوتی تھی لیکن شیخ صاحب مذکور کے اصرار سے مجبوراً انہی موجودہ کتابون سے ٹوٹے پھوٹے حالات مین ترتیب دینی پڑی۔ لیکن اسباب وعلل کا سلسلہ پیدا کرنے مین مین نے خاص اپنے اجتہاد سے کام لیا ہی۔ جس کے بغیر چارہ ہی نہ تھا۔ عام مورخون کا طرز بیان اس طور پر ہوتا ہی۔ کہ وہ سنہ کو عنوان قرار دیکر اوس سنہ کے کل واقعات لکھتے ہین۔ اور واقعات کا سلسلہ بار بار ہاتھ سے جاتا رہتا ہی۔ مینے واقعات کو سلسلہ وار بیان کرنے کی کوشش کی ہی۔ سنوات کے سلسلہ کا لحاظ بالکل چھوڑ دیا ہے۔

شیخ صاحب کی عجلت اور اختصار پسندی کیوجہ سے مین خلافت کے متعلق بھی پورے حالات نہ لکھ سکا۔ اور حضرت عثمان کے ذاتی حالات اور اونکے صفات تو بالکل ہی رہ گئے۔ جس کے واسطے اچھی طور سے معافی مانگنے کے بعد وعدہ کرتا ہون۔ کہ دوسرے ایڈیشن مین اس کمی کو اچھی طور سے پورا کرونگا جس زمانے مین ان موجودہ حالات کو مینے مرتب کیا ہے۔ تو میرے قیام کی یہ حالت تھی۔ کہ مین کسیوقت بھی اس امر کا فیصلہ نہین کرسکتا تھا۔ کہ کل مجکو کانپور ہی مین قیام کرنا پڑیگا۔ یا کسی دوسرے مقام پر جانے کے لیئے مجبور ہونگا۔ لیکن اس بے اطمینانی کی حالت مین بھی برابر وقت بیوقت مین اس کتاب کی ترتیب مین مصروف رہا۔ اور ایک خاص موقعہ پر پہونچکے مجبوراً مجکو قلم ہاتھ سے چھوڑ دینا پڑا۔ بہرحال یہ رسالہ ابھی اس قابل نہین ہی۔ کہ اس پر سوانح یا تواریخ کا لفظ اطلاق ہوسکے۔ اور جو کچھ موجود ہے وہ آپکے سامنے حاضر ہے۔

سید جلیل قریشی
قصبۂ گلاوٹھی ضلع بلندشہر
از کانپور۔
جنوری سنہ ۱۹۰۰ عیسوی

یا جلیل

نام و نسب و ولادت

سلسلہ نسب یہ ہے عثمان ابن عفان - ابن عفان - ابن ابی العاص - بن امیہ - بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصیٰ - بن کلاب - بن مرہ - بن کعب - بن لوی - بن غالب - بن فہر بن مالک - بن نظر بن کنانہ بن خزیمہ - بن مدرکہ - بن الیاس - بن مضر - بن نزار - بن معد - بن عدنان - بن اد - ابراہیمی عدنانی قریشی - اموی -

انکی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ - بن حبیب بن عبد الشمس تھین - اور اروی کی والدہ بیضا ہین جو حکیمہ بنت عبد المطلب کی ان تھین - جوکہ رسول اللہ صلعم کی پھوپھی تھین - تو اس رشتہ سے حضرت عثمان رضہ رسول اللہ کی بھانجی کے بیٹے ہوے - جوکہ ایک طور سے نواسے بھی کہے جا سکتے ہین - یہ تو وہ قول ہے - جسکو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اختیار کیا ہے - لیکن تعجب کی بات ہے کہ مورخ طبری نے حکیمہ بنت عبد المطلب ہی کو حضرت عثمان رض کی والدہ بتایا ہے - حالانکہ سب مورخون کی تصریح اسکے خلاف ہے - تو حضرت عثمان کا سلسلہ ماں کی جانب سے اگر سلسلۂ امم مین لیا جائے - تو پانچوین پشت مین عبد المطلب پر پہونچکر رسول اللہ سے ملتا ہے - اور اگر انکی والدہ کا آبائی سلسلہ لیا جائے تو ساتوین پشت مین عبد مناف پر پہونچ کے رسول اللہ سے ملتا ہے اور حضرت عثمان رض کا آبائی آبائی سلسلہ چھٹی پشت مین عبد مناف پر پہونچکے رسول اللہ صلعم سے ملتا ہے - غرضکہ حضرت عثمان ماں اور باپ دونون کی جانب سے ہر اعتبار سے شریف النسب ہین - اور زیادہ خصوصیت انکو رسول اللہ سے یہ ہے - کہ انکی والدہ کا سلسلہ بہت ہی قریب عبد المطلب جد امجد رسول اللہ سے ملتا ہے -

ولادت - حضرت عثمان کی عام الفیل* کے چھٹے سال مطابق ۵۷۶ء مین ہوئی - اور رسول اللہ کی پیدائش

---

* عام الفیل اوس سال سے مراد ہے جبکہ ابرہۃ الاشرم حاکم یمن نے حبشیون کی فوج لیکر خانۂ کعبہ کو منہدم کرنیکے ارادے سے مکہ پر چڑھائی کی تھی واقعہ ۵۷۰ء مین ہوا تھا - اور اسی سال مین محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوے تھے ۱۲ قریشی

عام الفیل ہی کی ہی۔ اسواسطے وہ رسول خدا سے چھ برس عمر مین چھوٹے ہوئے۔ انکے بچپن کے حالات بالکل نامعلوم ہین۔ مگر چونکہ رسول اللہ کے زمانے مین یہ کاتب وحی وفرامین وغیرہ تھے۔ اس وجہ سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ طفولیت مین موافق رسم ورواج وقت انکی تعلیم اور تربیت نوشت وخواند کے متعلق کی گئی۔ اور انکا شمار بھی قریش کے اسی گروہ مین تھا۔ جو تقریبًا بائیس یا تیئس تھے وعلی اختلاف الروایۃ اور لکھنا جانتے تھے۔ مورخون کے طرز تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ عثمان کا آبائی پیشہ تجارت تھا۔ اور اکثر انکو دور ودراز کے سفر طے کرنا پڑتے تھے۔ اسواسطے اونکو اسکا موقعہ زیادہ نملا۔ کہ عرب کے آبائی اور پر فخر فنون مثلًا فنون سپہ گری۔ شعرگوئی وغیرہ مین وہ کامل مہارت پیدا کر سکتے۔ بلکہ اونکو بچپنے ہی سے اپنے بزرگون کے ساتھ امور تجارت مین مشق پیدا کرنے کی مہارت ڈالدی گئی۔ جو اتفاق سے اونکی طبیعت کے موافق بھی تھی۔ اور مناظرہ اور منافرت وغیرہ کی صحبتون مین انکو شریک ہونے کا بہت کم اتفاق ہوا۔ جسکی وجہ سے عرب کی وہ روتہ طاقت لسانی اور آتش بیانی اور بیساختہ پن کی مشق اونمین پیدا نہو سکی۔ یہی وجہ ہی کہ جب عہدۂ خلافت پر منتخب کیے جانے کے بعد خطبہ دینے محفل عام مین کھڑے ہوے۔ تو چند جملون کے علاوہ اور کچھ نہ کہہ سکے۔ مسٹر ڈورہی نے اور اونکی متابعت کرکے آنریبل میر علی صاحب جسٹس نے سخت غلطی کی ہے۔ جو اپنی کتاب سپرٹ آف اسلام مین حضرت عثمان کی اس کم مشقی کو بزدلی اور کم حوصلگی سے تعبیر کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہی۔ کہ ضعیف العمری کی وجہ سے اونکے قوی ضعیف تھے۔ لیکن اونکے خطبہ نہ دیسکنے کی وجہ یہ ضعیف العمری نہ تھی۔ بلکہ وہی عدیم المشقی تھی۔ جسکو مسٹر موصوف نے سخت توہین آمیز کلمات سے یاد کیا ہی۔

چونکہ صغر سنی ہی سے تجارت کی مشق ڈالی گئی تھی۔ اسواسطے جب اونھون نے اپنا کام بطور خود شروع کیا۔ تو اونکو بہت کچھ ترقی کے موقعے ملے۔ اور اپنے پیشہ مین اونھون نے ترقی کی تھی۔ یہی ترقی تھی۔ جس نے عثمان کو ایک باثروت اور قوم مین ذی رتبہ شخص بنا دیا تھا۔ وہ بطور خود قافلے تیار کرکے تجارت کے واسطے مصر وشام طائف۔ وغیرہ مین جانے لگے۔ اور در اصل یہی سفر اونکی ترقی کے بہت بڑے باعث ہوئے۔

جہان اونکو خداداد دولت نے غنی بنادیا تھا۔ وہان اونمین ایک سخاوت کا بھی ذاتی وصف ایسا موجود تھا جسنے اونکو شہرۂ آفاق زیادہ تر بنا رکھا تھا۔ انکا دسیع دستارخوان ہمیشہ مسافرون اور محتاجون کے لیے بچھا رہتا تھا۔ اونکی سلیم طبیعت جاہلیت کے اکثر امور سے اونکو روکے رہی۔ اور وہ بہت ہی بری نظرون سے ہمیشہ اونکو دیکھا کیے۔ زمانۂ جاہلیت مین شراب خواری عام طور سے رائج تھی۔ لیکن استیعاب کے باب ترجمۂ ابوبکر مین بسند متصل لکھا ہی۔ کہ ابوبکر اور عثمان نے جاہلیت مین اپنے اوپر شراب قطعی حرام کرلی تھی۔

ریاض النضرہ میں خود حضرت عثمان کا ایک قول نقل کیا ہے۔ " اِنَّہٗ قَالَ مَا زَنَیْتُ فِی جَاہِلِیَّۃٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّلَا سَرَقْتُ " (میں نے نہ جاہلیت میں کبھی زنا اور چوری کی۔ نہ اسلام میں) شاہ ولی اللہ صاحب جو بڑے بھاری محدث بھی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی اس سلیم الطبعی سے ایک عمدہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں " این دلیل است بر تشبہ او بانبیاے علیہم الصلوات در اصل فطرت " اور واقعی بات یہ ہے کہ ایسی آزادی کے زمانے میں (جب کہ عرب کی قوم پر آزادی اور جاہلیت اور ادبار کی گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی۔ کہ کیسا ہی برے سے برا کام ہو۔ لیکن اونکے نزدیک اوسکے مرتکب ہونے میں کسی قسم کا نقصان اور باک ہی نہ تھا) ایک متنفس کا بہت سی مجرب اخلاق چیزوں سے اپنے کو بچانا بہت ہی دشوار۔ اور قابل تحسین امر ہے۔

اسلام۔ جب رسول کریم نے عرب کو دعوت اسلام دینا شروع کی۔ تو قبل اسکے کہ آپ ارقم ابن ارقم کے گھر میں پناہ گزین ہوں۔ ابوبکر صدیقؓ کے ترغیب دینے سے ابوعبیدہ ابن الجراح۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک دن پہلے حضرت عثمانؓ نے دربار رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ عثمانؓ کا شمار بھی اُسی گروہ میں تھا۔ جنکی تعداد فاروق اعظم کو ملاکر چالیسؓ تک پہونچتی ہے۔

جب عثمان کے ایمان لانے کی خبر انکے چچا حکم بن العاص کو ہوئی۔ تو وہ بہت ہی چراغ پا ہوا۔ بھتیجے کو بلاکر سمجھانا شروع کیا۔ کہ نادان! تیری سمجھ کدھر چلی گئی۔ میں سنتا ہوں۔ کہ تو نے اوس دین کو چھوڑ دیا۔ جسپر تیرے باپ دادا چلتے اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ ہاے کیا تم اوسی دین کو چھوڑکر اپنے بزرگوں کی روح کو خوش رکھ سکوگے۔ عثمان! ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ لوگ تجھے کیا کیا کہیں گے کیسے کیسے آوازے کہیں گے۔ کہ فلان نے ایک بالکل پوچ اور بیہودہ۔ بالکل نیا دین اختیار کرلیا۔ اور افسوس وہ بھی کسکا ایجاد کیا ہوا۔ ایسے شخص کا جو ہمارا حریف ہے۔ اور جسکے سامنے ہماری گردن جھکنا۔ ہماری کل قوم کے لیے عار اور سخت ذلت ہے۔ عثمان میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ تو نے اس سب سے بڑی ذلت کو کیونکر گوارا کرلیا۔

عثمانؓ۔ پیارے چچا۔ آپ کا خیال کدھر ہے۔ آپس میں لڑنا بھڑنا بھلا کونسی اچھی بات ہے۔ چچا میں نے جسکا دین اختیار کیا ہے۔ اوس سچے پیغامبر کا خاص منشا یہی ہے۔ کہ وہ کل دنیا کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو خاصکر قوم عرب کو ایسا ملادے کہ سب آپس میں بھائی بھائی کی طرح مل جل کے رہیں۔ اور وہ لڑائیاں اور بغض وعداوت اور وہ خراب رسمیں اور بُری باتیں جو مدتوں سے ہماری قوم میں چلی آتی ہیں اون سب کو حرف غلط کی طرح قوم کے دلوں سے مٹادے۔ میرے پیارے چچا۔ کیا آپ اسکو پسند نہیں کرتے ہیں۔ کہ ہم سب لوگ جو ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے۔ آپس میں مل جل کے رہیں۔

حکم۔ ارے لڑکے میرے سامنے ایسی باتیں بناتا ہے۔ میں تیری ان باتوں میں آنیوالا نہیں ہوں

اور مین پھر تجھ سے کہتا ہون کہ نئے دین سے توبہ کرے اگر پھر اپنے پرانے دین پر آجاتے۔ تو خیریت ہے۔ ورنہ مین بہت ہی بری طرح سے پیش آونگا ۔

عثمانؓ ۔ مجھے تو جو کچھ کرنا تھا اور جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا ۔ اور اوس کے خلاف ہونا محال ہے۔ جو کچھ آپکو کرنا ہو کیجیے ۔ کیونکہ نیک کام مین ہمیشہ دشواریان اور تکلیفین ہی پیش آتی ہین ۔ مگر مین اونکے برداشت کرنے کو بھی موجود ہون ۔

حکم نے جب سمجھانے سے بھتیجے کو اپنے ارادے سے ہٹتے نہ دیکھا۔ تو ظلم و ستم پر کمر باندھی۔ اور زنجیرون مین باندھ کے عثمانؓ کو مارنا شروع کیا ۔ مگر سوا ے صبر و شکر کے اور چارہ ہی کیا تھا۔ نہایت جوانمردی اور تحمل سے اونھون نے اس کڑی کو بھی جھیلا ۔ مگر حکم نے جب بھتیجے کے ارادون کو مستحکم اور بات کا دھنی اور قول کا پکا پایا۔ تو مجبورًا اپنے فاسد ارادے سے باز آیا۔ گو قانون وقتی کے اعتبار سے حکم کو کچھ اختیار حاصل تھا۔ کہ وہ عثمانؓ کے ارادون مین دست اندازی کرسکتا کیونکہ عثمانؓ کی عمر اسوقت تقریبًا تیئیس یا چوبیس کے اپر پھیر مین تھی ۔ اور وہ جوانی کے انتہائی زینے پر پہونچ چکے تھے ۔ نہ عثمانؓ ہی اس امر پر مجبور تھے۔ کہ وہ ظالم چچا کے ہاتھ سے دنیا بھر کی تکلیفین برداشت کرتے رہین ۔ لیکن اس نیک نہاد بھتیجے کی یہ انتہا درجے کی نیک چلنی تھی ۔ کہ وہ اپنے ایک قابل تعظیم بزرگ کی (گو کہ وہ کیسا ہی سنگدل اور جفاکیش تھا۔) حکمون کی نہایت ادب سے تعمیل کرتا رہا ۔ اور اونکی مجوزہ سزاؤن کو نہایت خلوص اور عقیدتمندی اور صبر و شکر سے برداشت کرتا رہا۔ آفرین ! اے جوان صالح آفرین !! اسلام تمھارا تھا اور تم اسلام کے تھے ۔ انکے اسلام لانے سے اسلام کو مالی امداد بہت کچھ ملی ۔ اور اسلام کے اوپر سے انھون نے اپنا مال اس بیدردی سے تصدق کیا ہے ۔ کہ باید و شاید و شاید ۔ جسکو ہم مناسب موقعون سے آگے بیان کرینگے ۔

ذی النورین کی وجہ تسمیہ بعض لوگون نے یہ بھی بیان کی ہے ۔ کہ وہ قبل اسلام بھی غنی تھے ۔ اور بعد اسلام کے تو اونکی سخاوت کی دھوم مچگئی تھی ۔ تو وہ دو سخاوتون کے ساتھ متصف ہونے سے ذی النورین کہلانے لگے ۔

حضرت عثمانؓ کے مسلمان ہونے کے بعد رسول اللہ نے اپنی جگر پارہ رقیہ کے ساتھ اونکا نکاح کردیا۔ اور ان دونون کے حسن سلوک سے وہ بہت ہی خوش رہتے تھے ۔

تبری کا قول ہے۔ کہ نزول وحی سے پیشتر ہی رسول اللہ نے رقیہ کے ساتھ اونکا عقد کر دیا تھا۔ اسلام سے پہلے وہ اپنی کنیت ابو عمرو کرتے تھے ۔ جب رقیہ سے اونکا نکاح ہوا ۔ تو اوس سے ایک لڑکا عبداللہ

نامے پیدا ہوا۔ اوسوقت سے حضرت عثمان نے اپنی کنیت ابوعبداللہ کرلی تھی۔ اسلام کے بعد بھی وہ کبھی ابوعمرو کے نام سے اور کبھی ابوعبداللہ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ جب عثمانؓ نے پہلی ہجرت مکہ سے حبشہ کی جانب کی ہو۔ تو بی بی رقیہ اونکے ساتھ تھین۔

اور جنگ بدر کے زمانے مین وہ بیمار ہوئین۔ انھین کی تیمارداری کی وجہ سے حضرت عثمان جنگ بدر مین شریک بھی نہو سکے۔ اور اس خاتون نے اسی بیماری مین جان بھی دی۔ مین کتنا بھول گیا تھا رقیہ کے بطن سے جو لڑکا عبداللہ نامے پیدا ہوا تھا۔ اوس معصوم کا چارہی سال کی عمر مین اس جہان فانی سے انتقال ہوگیا تھا۔

عثمانؓ کو ادھر اپنے بیٹے کی موت کا غم تھا ہی۔ اور چند ہی سال کے بعد اپنی پیاری بی بی کا ابدی داغ مفارقت اٹھانا پڑا۔ اس وجہ سے وہ بہت ہی ملول اور رنجیدہ رہتے تھے۔ حضرت عمر نے اونکی دلجوئی کے لیے اپنی بیٹی حفصہ کے ساتھ شادی کا پیغام دیا۔ مگر عثمان کو ایسا صدمہ نہ پہونچا تھا۔ کہ وہ جلدی سے اوس داغ کو اپنے دل سے بھلا دیتے۔ اور حفصہ کے ذریعے سے اوس رنج کی تلافی ہوسکتی اسلیے عثمان نے انکار کر دیا حضرت عمر کو انکی یہ بات ناگوار گذری۔ اور انھون نے رسول اللہ سے اس امر کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر غم نکر۔ عثمان کے لیے ایک بہترین زوجہ موجود ہے اور تیری لڑکی کے لیے ایک بہترین شوہر موجود ہے۔ پھر آپ نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ اور اسکے بعد بی بی حفصہ بنت عمر فاروق سے اپنا نکاح کرلیا۔

مورخین نے اتفاق کرلیا ہو۔ کہ حضرت عثمانؓ کو ذی النورین کہنے کی وجہ یہی ہے۔ کہ رسول اللہ نے اپنی دو صاحبزادیان یکے بعد دیگرے اونکے نکاح مین دی۔

قضا و قدر نے ایسا اتفاق کیا۔ کہ چند سال کے بعد ام کلثوم نے بھی انتقال کیا۔ اوسوقت حضرت عثمان بہت ہی کبیدہ خاطر ہوئے۔ تو رسول اللہ نے اونکو تسلی دیکر مجمع عام مین لوگون سے کہا۔ کہ تم مین سے عثمان کو کوئی اپنی بیٹی دیوے۔ قسم ہو۔ اگر میرے چالیس لڑکیان ہوتین۔ اور سب مرتی جاتین۔ تو مین برابر عثمان کو یکے بعد دیگرے چالیسون لڑکیان دیدیتا۔ یہان تک کہ اونمین سے کوئی بھی باقی نہ بچتی اصحاب سیر اور مورخین کا اتفاق ہو۔ کہ کوئی شخص ایسا خوش نصیب نہین دیکھا گیا۔ جسکے عقد مین کسی نبی و رسول کی دو بیٹیان آئی ہون۔ مگر حضرت عثمانؓ ہی کے مقدر مین ازل سے یہ سعادت مقدر ہوچکی تھی۔ چنانچہ اونھین پر ختم ہوکے رہگئی۔

ہجرت ۔ جب سے رسول کریم صلعم نے عام طور سے دعوت اسلام شروع کی۔ اور کفار کے بتون

اور اونکے مذہب کو علانیہ برا کہنا۔ اور کفار کی غلطیان دکھانی شروع کین۔ اوسوقت سے کفار اونکے اور اونکے دوستون کے دشمن ہو گئے۔ اور ہر وقت اسکے در پے رہنے لگے کہ کن کن تدبیرون سے ان نئے مذہب والون کی تردید کیجائے۔ اور انکی ایذا رسانی کے کیا کیا طریقے نکالے جائین۔

مجبوراً رسول کریم نے نبوت کے پانچوین سال اپنے رفیقو کو حبشہ چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ نجاشی[*] حاکم حاکم حبشہ ایک نیک طینت اور منصف مزاج شخص تھا۔ اور اوسکی حکومت مین آباد ہو کر کفار مکہ کی دشمنی اور مکر و فریب سے نجات ملنے کی امید تھی۔ اور جب تک کوئی صورت امن اور آسائش کی پیدا ہو۔ یہ لوگ وہین مقیم رہین چنانچہ رسول اللہ صلعم کی اجازت کے بعد گیارہ مرد اور چار عورتین مکہ سے ہجرت کرنے کو آمادہ ہوئے۔

ان سب مین پہلے ہجرت کرنے والے حضرت عثمان تھے۔ جنھون نے اپنی بی بی رقیہ سمیت اہل مکہ سے پوشیدہ ہو کر حبشہ کی راہ لی تھی۔ انکے بعد باقی دس آدمی اور تین عورتین یکے بعد دیگرے خفیہ طور سے روانہ ہوئے۔ یہ ہجرت رجب کے مہینے مین نبوت کے پانچوین سال واقع ہوئی۔ یہ لوگ دریا کے کنارے تک پیادہ پا گئے تھے۔ پھر دریا مین کشتی پر سوار ہوکے حبشہ کی جانب روانہ ہوئے۔

ان لوگون کے جانے کے بعد بھی لوگ مجبوراً اپنے گھر بار کو چھوڑ چھوڑ کر بہت ہی اخفا کے ساتھ چلتے رہے کل مہاجرین حبشہ کی تعداد خرد سال بچون کے علاوہ اٹھاسی مرد اور گیارہ عورتون تک پہونچ گئی تھی۔ جو مسلمان اپنا وطن اور گھر بار چھوڑ کر حبشہ مین جاکے آباد ہوئے تھے۔ کفار مکہ نے وہان بھی انکا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور نجاشی کو بہت سے تحفے دیکر اوس سے درخواست کی۔ کہ یہ نوآباد لوگ ہمارے سپرد کردیے جائین۔ کیونکہ یہ اپنے آبائی دین سے پھر کر بھاگ آئے ہین۔

نجاشی نے ان نوآباد لوگون کو اپنے دربار مین طلب کرکے دریافت کیا۔ کہ تم لوگ نہ یہود ہو۔ اور نہ نصاریٰ کے مذہب پر ہو۔ نہ اپنے بھائیون کے طریقے پر ہو۔ آخر تم لوگون نے کون سا نیا دین تراش کے نکالا ہے۔

جعفر ابن ابی طالب نے اسکے جواب مین ایک نہایت فصیح اور بلیغ تقریر مین اپنی قوم کی خرابی اور بربادی کی حالت اونکے باہمی جھگڑے اور آئے دن کے فساد اور انکی خراب رسمین اور بت پرستی کی مت ملکی اور ایسی تبہ کاری کی حالت مین ایک ایسے شخص کا خدا کی طرف سے پیغمبر ہونا۔ جسکے حسب و نسب کے اعلیٰ اور افضل ہونے پر اور اوسکی دیانت داری اور نیک چلنی پر پورے عرب کو اطمینان تھا۔ جسے ہمکو تیرہ دن

تو حبشہ افریقہ کے مضافات مین داخل ہے۔ اور آج کل ابی سینیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ عرب کے لوگ سمندر عبور کرکے وہان جاتے ہین۔

[*] نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے۔ ہجرت کے زمانے مین جو نجاشی تھا۔ اوسکا نام اصحمہ تھا۔ ۱۲

اور بیجا معبودون کی پرستش سے روکنا شروع کیا۔ اور حرامکاری۔ چوری۔ اور کل خراب خصلتین بیجے روکے
ہمکو ایک خدا کی عبادت کرنے کے طریقے اور اوسکی خوبیان دکھائین۔ تو ہمنے اوس سچے راہبر کی ہدایت
پسند کی۔ اور ایک خدا کی پرستش کرنے لگے۔ اور بہانی کل خراب باتون کو ہمنے بالکل چھوڑ دیا۔
تو اے عادل بادشاہ۔ ان باتون کے چھوڑ دینے سے یہ لوگ ہمارے دشمن ہوگئے۔ اور ہمکو طرح طرح کی
تکلیفین دینا شروع کین۔ مجبور ہوکر ہمارے پیغمبر نے (اس خیال سے کہ ملک حبش کا بادشاہ نہایت ہی
عادل اور رحیم ہے۔ اور اوسکے ملک مین کوئی سرکش کسی مظلوم کو ستا نہین سکتا ہے) ہمکو اجازت دی۔
کہ ہم اپنے گھر بار اور وطن کو چھوڑکر تیرے ملک مین پناہ لین۔ اے بادشاہ عادل اب ہم آوارہ وطن ہوکر تیرے
ملک مین آباد ہوتے ہین۔ اور تیری پناہ مین آئے ہین۔ تاکہ ہم اپنے دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رہین۔
نجاشی نے اس معقول تقریر سے متاثر ہوکر اہل مکہ کے سفیرون کو صاف جواب دیدیا۔ اور مسلمانون کو نڈر
ہوکر رہنے کی اجازت دی۔ بعض آزادخیالون کی راے ہے۔ کہ نجاشی چونکہ عیسائی اہل مذہب تھا۔ اور
بت پرستی سے وہ بھی گریز کرتا تھا۔ اس لیے کفار مکہ کو اوسنے ناکام واپس کیا۔ لیکن اگر وہ خود بت پرست ہوتا
یا عیسائی المذہب مسلمانون کو اوس سے طلب کرتے۔ تو وہ اونکے سپرد کر دینے مین کبھی باک نہ کرتا۔
انگریزی مورخون نے بیان پر بڑا زور لگایا ہے۔ کیونکہ مسلمانون کا خیال یہ ہے کہ نجاشی کو بھی اس نئے مذہب
کی طرف ترغیب پیدا ہوگئی تھی۔ اور اسی خیال سے ان لوگون کو اپنے ملک مین بس جانے کی اجازت
دی تھی۔ ورنہ اگر وہ راغب نہوتا۔ تو مسلمانون کو بسنے کی اجازت نہ دیتا۔ کیونکہ اسلام دین مسیحی کی
بھی تردید بہا سوجہ سے آمادہ تھا۔ کہ مسیحیت نے بھی خلاف منشا ر قانون مسیح تثلیث کو جاری کر دیا تھا۔
اور اوسکے بہت فرقون نے پیشوایان دین کی تصویرین طیار کرا کے گرجون مین عبادت کے لیے رکھی
تھین۔ اور خدا کی خدائی مین بعض ایک اور خدا کو اور بعض دو خدا کو شریک کرنے لگے تھے۔
مسیح کے خلاف اونھون نے بہت سی چیزون کو اپنے اوپر جائز کر لیا تھا۔ اور اسلام پوری دنیا مین ایک
خدا کی عبادت کرانے اور ایک ہی مذہب کے جاری کرنے کے لیے آیا تھا۔ تو لامحالہ دین عیسوی کو
صدمہ پہونچنے کا خیال نجاشی کو ضرور ہوا ہوگا۔ تو اگر اوسکو اسلام کی طرف ترغیب ہوتی اور دین مسیح پر
سخت دلی کے ساتھ وہ قائم ہوتا۔ تو ہرگز اس بات کو جائز نرکھتا کہ مسلمان اوسکے ملک مین آباد ہون
کیونکہ انکی صحبت مین لوگون کے خیالات مین تغیر پیدا ہو جانے کا خوف تھا۔ پس ضرور یہ بات معلوم ہوتی
ہے۔ کہ اوسی وقت سے نجاشی کا خیال مسلمانون کے مذہب کی طرف سے اچھا تھا۔
اس پہلو کے بچانے کے واسطے عیسائی مورخ ہر چند کتابین کاٹتے ہین لیکن کوئی پہلو

مین نہین پڑتا۔ ایک صاحب بہادر لکھتے ہین۔ کہ نجاشی کا مسلمانون کو اپنی حمایت مین لے لینا صرف اسوجہ سے تھا۔ کہ وہ ایک رحمدل اور غریب پرور شخص تھا۔ اوسکو مسلمان عربون کی تباہ حالت پر رحم آگیا۔
دوسرے صاحب لکھتے ہین۔ کہ اسلام کی رفتار اوسوقت ایسی معدوم حالت مین تھی کہ نجاشی کو اوسکی ترقی کی طرف گمان بھی نہو سکا۔
غرضکہ اسی قسم کے حیلے وہ ڈھونڈھتے ہین۔ مگر چونکہ ہماری کتاب سے اس بحث کو زیادہ تعلق نہین ہے اسلیے ہم چھوڑ دینا ہی مناسب سمجھتے ہین۔
جب عثمان کو ہجرت کیے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا۔ اور میان بیوی دونون مین سے کسی کی خبر رسول اللہ کو نملی تو وہ بہت متفکر رہنے لگے۔ اور اپنے رفیقون اکثر ان دونون کا تذکرہ کر کے اونکے حق مین صحت اور سلامتی کی دعا مانگتے۔ اتفاقاً۔ قبیلہ قریش کی ایک ضعیفہ عورت حبشہ سے مکے کو واپس آئی۔ اوس سے رسول اللہ نے عثمان اور رقیہ دونون کی خیریت دریافت کی۔ اوسنے کہا کہ مینے اون دونون کو دیکھا تھا۔ رسول اللہ نے نہایت شوق اور اصرار سے اوس سے جلدی سے پوچھا۔ کہ کس حالت مین تو نے اونکو پایا۔ اوسوقت وہ کیا کہتے تھے۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ کہ مین نے اون دونون کو اس حالت سے دیکھا تھا۔ کہ عثمان رقیہ کو ایک خچر پر سوار کیے ہوئے خود اونکے ہمراہ پیادہ پا چل رہے تھے۔ رسول اللہ نے اونکو دعا دی۔ کہ اے اللہ عثمان نے ابراہیم اور لوط کے بعد پہلی ہی مرتبہ اپنے وطن سے ہجرت کی ہے۔ اے خدا اوسکا اور اوسکی بیوی کا نگہبان رہیو۔
جب تک ابوطالب زندہ رہا۔ باوجود اسلام سے منکر ہونے کے اپنے بھتیجے (محمد عربی صلعم) کی حفاظت کرتا رہا اور قریش پر بھی ابوطالب کا سردارانہ حیثیت سے کچھ ایسا دباؤ تھا۔ کہ قریش کو وہ ہر طرح سے دبا سکتا تھا۔ لیکن باوجود ان سب باتون کے قریش نے سوائے بنو ہاشم کے بالکل اوسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ فقط بنی ہاشم اوسکے ہمدم رہے۔ قریش کی عداوت اس درجہ بنی ہاشم سے بڑھی کہ معاملات دنیادی شادی بیاہ لین دین وغیرہ سب ایکدم سے ترک کر دیے۔ اور اس عہد و پیمان کے وثیقے لکھکر قریش نے خانۂ کعبہ مین لٹکا دیے۔ بنی امیہ کا پہ جہان تک ہمکو پتہ چلتا ہے۔ اس عداوت مین موروثی عداوت کی وجہ سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ اور ایک اعلیٰ رکن (عثمان غنی) کے مسلمان ہو جانے سے اس عداوت کو اور بھی ترقی ہو گئی تھی۔ اور سب سے زیادہ بنوامیہ کی عداوت عثمان ہی سے تھی۔ اسواسطے کہ وہ خاص اونکے قبیلہ کا ہوکر بیدین (اونکے خیال مین) ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عثمان سب سے پہلے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔
عثمان کو اسوقت دو مجبوریون اور دوہری خرابیون سے سابقہ پڑ رہا تھا۔ ایک تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے

کل قریش کی دشمنی۔ دوسرے اپنے ہم قبیلہ لوگون کی خاص عداوت نے اونکو زیادہ ترمجبور کر رکھا تھا۔ زیادہ قابل تعریف وہی شخص ہو۔ کہ ایسی ایسی مصیبتون مین مبتلا ہونے کے بعد بھی اپنے ارادے کا پکا اور نئے خیال کا پورا ساتھی بلکہ اور اوسکا معاون رہے۔

بنو ہاشم پر وقت ایسا تنگ ہو گیا تھا۔ کہ اونکو تقریباً تین برس تک ابو طالب کی حفاظت مین گھر محصور رہنا پڑا نبوت کے دسوین سال جبکہ محاصرہ ٹوٹنے کی وجہ سے بنی ہاشم کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی تھی۔ قریش کو اتفاقیہ طور سے چند لڑائیان ایسی درپیش آگئین۔ کہ جنکی وجہ سے اونکی توجہ بنی ہاشم کی طرف سے بالکل اوٹھی تو نہین۔ لیکن ہان کچھ کم ضرور ہو گئی۔ اور بنی ہاشم کو آزادی کا پھر موقع ملا۔ شاید اس زمانے مین رسول اللہ بھی اپنے ارادون کو ازسرنو تازہ کرنے کی فکر مین پھر کوشش کرتے۔ لیکن افسوس اونکے چچا اور سرپرست ابو طالب اور اونکی بیوی خدیجہ کی وفات نے اونکو ایسا صدمہ پہونچایا کہ مکہ مین رہکر اوس خیال کے پورا کرنے کی بنیادین ہل گئین۔ اور بنی ہاشم کی مجموعہ قوت مین تفرقہ پڑنے لگا۔ کفار قریش کے حوصلے پھر بڑھنے لگے۔ اور بنی ہاشم اپنے قبیلہ مین سردار کے نہونے سے رسول اللہ کی حفاظت اور حمایت نہ کر سکے۔ اور جو تکلیفین۔ کہ رسول اللہ کو پہلے پہنچائی جاتی تھین۔ وہ اب بہت کچھ زیادتی ہو گئی۔

مجبور ہوکر رسول اللہ نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ طائف مین جاکر وہان کے لوگون کو تلقین ایمان کیجائے۔ یہ سفر بھی کیا گیا۔ لیکن سوا اسکے کہ تکلیفون کا کچھ حصہ اور زیادہ ہو جائے۔ دوسرا نتیجہ پیدا نہوا۔ لاچار مکہ کو پھر واپس آنا پڑا۔

ہجرت مدینہ اور اسلام مین نیا دور

نبوت کے گیارھوین سال قبیلہ خزرج کے چھ آدمی جو سرزمین یثرب سے حج بیت اللہ کے لیے آئے تھے۔ رسول اللہ کے اون مواعظ حسنہ کی وجہ سے مسلمان ہو گئے۔ جو حج کے زمانے مین موقع پاکر وہ اکثر کیا کرتے تھے۔ ان لوگون نے یثرب (سرزمین مدینہ) مین ہو پہنچکر مین نئے مذہب اور نئی تعلیم کے چرچے شروع کئے جسکا اثر یہ ہوا۔ کہ بارھوین سال حج کے زمانے مین بارہ آدمی وہان کے اور مسلمان ہوئے۔ اور اونکی واپسی مین رسول اللہ نے عبداللہ ابن مکتوم اور مصعب بن عمیر کو ارکان اسلام اور قرآن (جسقدر کہ نازل ہو چکا تھا) کی تعلیم کے واسطے انکے ہمراہ بھیجدیا۔ ان مبلغ مسلمانون کے اثر نے یہ اثر دکھایا۔ کہ تیسرے سال جب اوس سرزمین کے لوگ حج کو آئے۔ تو ایکدم سے تہتر مرد اور دو عورتون نے اسلام قبول کیا۔ اور رسول اللہ سے اونھون نے التجا کی۔ کہ وہ اونکے شہر مین چلین۔ تاکہ اپنی جان اور مال اور ہتیارون سے

اونکی مدد کرنے مین وہ کوئی کسر و قیقہ نہ رکھیں۔
رسول اللہ کو اہل مکہ کی عداوت سے خاطر پر داشتہ کر ہی سکتا تھا۔ اہل یثرب کی حسن عقیدت اور انکی صاف باطنی کلا دیہی اونکی توجہ کو یثرب کی جانب مبذول کر دیا۔ اور اب انکا قطعی ارادہ ادھر ہجرت کرنیکا ہوگیا۔ جو کچھ مسلمان مکہ مین موجود تھے۔ وہ ایک ایک کر کے خفیہ طور سے روانہ ہونے لگے مگر علی ابن ابی طالب اور ابو بکر ابن قحافہ زیادہ لوگ جنکو کفار مکہ نے اونکے جانے کی خبر سنکر گرفتار کر کے قید کر دیا تھا) مکہ ہی میں رہ گئے ابو بکر صدیق تو اس غرض سے روک دیے گئے تھے۔ کہ رسول اللہ نے اس سفر مین اپنے ہمراہ چلنے کے لیے اونہین کو تجویز کیا تھا۔ اور علی ابن ابی طالب کو اس غرض سے رہنے دیا تھا۔ کہ جب رسول اللہ موقع پاکر ابو بکر صدیق کے ہمراہ مخفی طور سے یثرب کی جانب روانہ ہوئے تو علی کو اپنی جگہ پر اپنی چادر اوڑھاکے لٹا گئے۔ تاکہ کفار کو دھوکا ہو جائے۔ اور وہ رسول اللہ کو مکہ مین موجود دیکھین۔
غرضکہ نبوت کے تیرھوین سال آفتاب رسالت نے سرزمین یثرب مین طلوع کیا۔ اور اوسوقت سے یثرب مدینۃ النبی کے نام سے مشہور ہوا۔ اور انتقال نبی کے بعد فقط مدینہ پکارا جانے لگا۔
ان جو لوگ حبش کی جانب پہلے ہجرت کر گئے تھے۔ اونھون نے ہجرت مدینہ کی خبر سنکر حبش سے پھر ہجرت کی اور مدینے کے مہاجرین سے جا ملے۔ ہم اوپر بتا چکے ہین۔ کہ عثمانؓ نے پہلی ہجرت حبشہ کی جانب کی تھی۔ اب اونکو دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ کی جانب مع اپنی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ کے کرنا پڑی۔
عثمان کو ذی النورین کہنے کی وجہ بعض نے یہ بھی بیان کی ہے۔ کہ اونکو دو ہجرتین کرنا پڑین۔ یہ دوسری ہجرت عثمان کے واسطے بہت ہی سخت تھی۔ کیونکہ گرمیون کے زمانے مین یہ سفر اونھون نے اس طرح سے کیا تھا کہ ایک خچر پر اونکی بی بی رقیہ سوار تھین۔ اور یہ پیادہ پا اوس گدھے کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔ اس مصیبت اور جانکاہی سے یہ سفر طے کیا گیا۔
جب کل مہاجرین مدینہ مین جمع ہوگئے۔ اور رسول کریم کو بھی سفر ہجرت سے فرصت ہوکر آسائش ہوئی۔ تو اونھون نے مہاجرین (مسلمانان مکہ) اور انصار (مدینہ کے مسلمان) مین ربط و ضبط اور محبت بڑھانے کے لیے بھائی چارہ قائم کرنا چاہا۔ پچاس مہاجر اور پچاس انصار مین رسول اللہ نے مسجد نبوی مین جمعکر بھائی چارہ کرایا اس تعداد کے علاوہ چند مہاجرین کے آپس ہی مین یہ رشتہ قائم کیا گیا۔ جسمین انصار کو کچھ بھی دخل نہ تھا۔ چنانچہ عثمان غنی کا بھائی چارہ عبد الرحمن بن عوف سے اور ابو بکر صدیق کا عمر فاروق سے اور طلحہ کا زبیر سے کیا گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انصار نے اپنے مہاجر بھائیون کو اپنے مال و متاع وغیرہ مین سے نصف نصف تقسیم کر دیا۔ اور بالکل حقیقی بھائیون کا سا رشتہ قائم ہوگیا۔ اس رشتہ کے قائم کرنے مین رسول اللہ نے ہر ایک شخص کے مرتبہ اور

اخوت کا یہی اصول مد نظر رکھا تھا مہاجرین میں سے جو شخص جس مرتبہ کا تھا۔ انصار میں اوسی رتبہ والے سے اوس کا بھائی چارہ کیا گیا۔ مہاجرین میں سے بعض لوگ ایسے بھی تھے۔ کہ جنکی اخوت انصار سے بھی اور مہاجرین سے بھی قائم کی گئی تھی۔ جیسا کہ عمر فاروق کہ انصار میں سے عتبان بن مالک سے اونکی اخوت قائم کی گئی۔ اور مہاجرین میں سے ابو بکر صدیق سے سلسلۂ اخوت قائم کیا گیا۔

لیکن یاد رہے۔ کہ یہ عقد مواخاۃ آیۂ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ کے نازل ہونے سے پہلے قائم کیا گیا تھا اس آیت کے نزول کے بعد یہ سلسلہ منسوخ کر دیا گیا۔ لیکن میرے خیال میں مواخات کا وہ سلسلہ ایت کے مفہوم سے خارج نہیں ہے۔ جو ان دو مہاجروں کے درمیان میں قائم ہوا تھا۔ جو داخل رحم ہیں۔ جیسا کہ حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف کہ ان دونوں میں قرابت قریبہ تھی۔ اس لیے ان دونوں کا عقد مواخاۃ بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اور یہ خصوصیت سوائے عثمان اور عبد الرحمن۔ اور رسول اللہ صلعم اور علی مرتضی کے کسی دوسرے فرد بشر کو حاصل نہیں ہوئی۔

ہجرت حبشہ کے متعلق ایک اور اہم واقعہ ہے۔ چونکہ اوسکو حضرت عثمان کی ذات سے بھی تعلق ہے اسواسطے اوسکا ذکر کر دینا بھی مناسب ہے۔

ہجرت حبشہ کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد مہاجرین حبشہ کو یک بیک خبر پہونچی۔ کہ کفار مکہ سے اور اہل اسلام سے باہمی صلح ہو گئی۔ اس خبر کے سنتے ہی بیچارے شادان و فرحان مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہونچکر معلوم ہوا۔ کہ وہ خبر غلط تھی۔ بلکہ باہمی عداوت دونوں کی بدستور ہے۔ یہ لوگ رات کو خفیہ طریقے سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور واقعہ کو تحقیق کیا۔ تو فی الواقع وہ خبر غلط ہی تھی۔ ان لوگوں کو مجبوراً پھر واپس جانا پڑا۔ حضرت عثمان بھی اس سفر میں شریک تھے۔ اور اونکو دوبارہ مکہ سے مع رقیہ کے حبشہ جانا پڑا۔

اگر یہ واقعہ بعینہٖ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو حضرت عثمان کو گویا کہ تین مرتبہ ہجرت کرنے کا اتفاق ہوا۔

اس غلط خبر کے مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایکبار رسول کریم سورۂ والنجم مشرکون کو سنا رہے تھے۔ جب اس آیت اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى۔ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ پر پہونچے۔ تو مشرکین کو خوف ہوا کہ دیکھیے آگے چلکر ہمارے معبودون کے بارے میں یہ اور کیا کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور آیتون پر توقف کرتے جاتے تھے۔ کسی مشرک نے جسکی آواز حضرت کی آواز سے ملتی تھی۔ حضرت کے قریب ہی آیۂ مذکورہ کے بعد یہ جملہ باواز بلند کہہ دیا تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى۔ وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یہ جملہ کچھ اس چالاکی سے کہا گیا۔ کہ مشرکون کو یہ امتیاز بالکل نہو سکا۔ کہ محمد عربی نے اس جملہ کو پڑھا ہے۔ یا کسی اور نے۔

مشرکین اس جملے کے سننے سے بہت خوش ہوئے۔ کہ اب تو محمد ہمارے موافق ہو گیا۔ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ بت خدا نہیں ہیں۔ بلکہ خدا تک پہونچانے والے اور خدا سے ہماری شفاعت کرنیوالے ہیں۔ سورہ کو ختم کرنیکے بعد

رسول اللہ صلعم نے سجدہ کیا۔ مشرکین نے بھی اونکی اتباع کی۔ اور سب سجدہ مین گر پڑے محدثین کا اتفاق ہے کہ اسوقت مسجد الحرام مین کوئی ایسا شخص نہین تھا۔ جو سجدہ مین نہ چلا گیا ہو۔ مگر امیہ بن خلف جمحی نے سجدہ نہ کیا اور زمین سے ذرا سی مٹی اوٹھا کر پیشانی پر لگالی۔ اور ھذا حسبی کہکے کھڑا رہا۔ کفار نے وہ ایذائین جو تبلیغ میں رسول خدا کو اونکے ہاتھوں پہونچتی رہتی تھین۔ بالکل موقوف کر دیں۔ اور دونون فریق مین ایک امن وامان کی صورت قائم ہو گئی۔

یہ خبر چارون طرف مشہور ہونے لگی۔ یہان تک کہ مہاجرین حبشہ کو بھی اس واقعہ کی خبر پہونچی اور وہ مکہ آئے۔ لیکن واپس جانا پڑا۔ رسول اللہ کو اس واقعہ سے اور مہاجرین حبشہ کی دوبارہ مصیبت دیکھکر سخت رنج ہوا۔ آپکی اطمینان خاطر کیلئے یہ آیۃ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ الخ۔

حضرت نے جب آیت مشرکین کو سنائی۔ تو اون لوگون نے کہا کہ محمد نے ہمارے معبودون کی جو کچھ صفت وثنا کی تھی۔ اب وہ پشیمان ہو کر اپنے قول سے پھر گیا۔ پس ہم بھی اپنی صلح واپس لیتے ہین۔ اور پھر بدستور سابق وہی جور و تعدی شروع ہو گئی۔

دوسرے مورخون نے اس قصہ کو دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے۔ کہ جب رسول اللہ آیہ مذکور پر پہونچے تو شیطان کے وسوسہ سے اونکی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا۔

مگر افسوس ہے۔ کہ اس بیخبر اور مفتری راوی کو کیا اتنی بھی خبر نہ تھی۔ کہ وہ رسول جو خدا کے احکام کو بندون تک پہونچاتا ہے۔ اور خدا نے اوسکے اوپر سے خطا اور زلل کا نیا دہ ہٹا کر عصمت کے پیرائے مین اوسکو ڈھانک لیا ہے تو کیا اس امر کے تسلیم کرنے کے بعد بھی وہ بھول اور چوک اور ایسی فاش غلطیونکا مرتکب ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ مین شرور ھٰذا الافتراء۔

سچ ہے۔ قاضی عیاض کا وہ قول جو اونھون نے شفا مین لکھا ہے۔ کہ یہ قصہ اس پیرائے مین محض بے بنیاد اور اوسکے اصول بالکل موضوع اور سست ہین۔ اسی قول کی تائید امام عالیمقام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین کی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ یہ قصہ اس پیرائے مین بالکل باطل ہے نہ تو وہ کسی من گھڑت کا یہی ایک نمونہ ہے۔ بلکہ محققین نے اوس واضع کا پتہ بھی لگا یا ہے۔ ابن زبعری کی افترا نے یہ رخنہ ڈالا ہے اوسکی بے ایمان طبیعت نے شربت دین ہلاہل ملا یا ہے۔ سنبلستان مین دھتورے کا پھل لگا یا ہے۔

جائے تعجب ہے۔ کہ صاحب وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کو مداح اصنام ٹھیرا یا۔ بحث الصادق الصدوق اور یہ کہنے والا باوجود یکہ اس قصہ کے راویون کو مطعون بتاتا ہے۔ لیکن پھر بھی سلامت

واصل ہے اور اسکو ثابت بتاتا ہے۔

ہمکو زیادہ دھوکے مین بخاری کی وہ حدیث ڈال رہی ہے۔ جو اونہون نے اپنی صحیح مین درج کی ہے کہ رسالتماب نے سورۂ نجم ختم کر کے سجدہ کیا۔ اور مسلمین مشرکین۔ انس و جن سب نے سجدہ کیا۔

لیکن محدث بخاری نے غرانیق کے کلمہ کا ذکر تک نہین کیا۔ لیکن پھر بھی آگے اپنا دلی منشا اس کلمہ غرانیق کو شامل کر کے یون ظاہر کیا ہو اسمین کچھ شک نہین۔ کہ رسالتماب پر جو شخص بتون کی تعظیم کا بہتان لگاتا ہو وہ کافر ہے اور ارباب صحاح نے اس قصہ کو مختلف طریقون سے ذکر کیا ہو لیکن روایت اور درایت دونون کی رو سے یہ قصہ باطل ہو اور زنادقہ کی من گڑھت ہو،، فاضل بخاری نے جس قصہ کے غلط ہونے پر دعوے کیا ہو اوس قصہ سے بھی مراد ہو۔ جس مین رسول اللہ کے زبان سے کلمہ غرانیق کا نکلنا مشہور کیا گیا ہو یعنی قصہ کا یہ طریق بیان غلط ہو نہ کہ اصل قصہ۔ جسکو ہم خود صدر مین لکھ چکے ہین۔ کیونکہ اصل قصہ کی صحت مین تو گویا کہ اتفاق ہی ہو چکا ہے۔ لیکن ہم نہین سمجھ سکتے کہ محدث موصوف نے غرانیق والے جملہ کو حذف کر کے مشرکین کے سجدہ کرنے کی کیا وجہ قائم کی ہے۔

اس موضوع قصہ کی لوگون نے تاویلین بھی کی ہین جو گونشتر سے کم نہین نہ زمین مین۔ نہ آسمان مین۔ بعض۔ کہتے ہین کہ حضرت پر اوسوقت یک غنودگی کی سی حالت طاری ہوگئی تھی۔ وہ عدم شعور کے وقت یہ کلمہ زبان سے نکلگیا۔ اس قول کو طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے اور قاضی عیاض نے اس قول کی خوب دھجیان بھی اڑائی ہین۔

دوسرے صاحب فرماتے ہین کہ شیطان کے وسوسہ نے حضرت کو ایسا مضطر کر دیا تھا کہ بلا اختیار اون سے یہ کلمہ نکلگیا۔ یہ صاحب پہلے سے بھی بڑھے ہوئے ہین۔

تیسرے صاحب کہتے ہین کہ اوسوقت مشرکین اپنے بتون کے اوصاف بیان کر رہے تھے۔ حضرت کی طبیعت اوسطرف ایسی متوجہ ہوئی۔ اور اون کے حافظہ مین وہ الفاظ ایسے جم گئے کہ سہواً زبان سے بھی نکل گئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ قاضی عیاض نے ان سب تاویلون کو رد کر کے بہت عمدہ عمدہ الزامی جواب دیے ہین۔ قاضی ابن عربی جنکا پایہ علماے مالکیہ مین بہت بڑھا ہوا ہو۔ اونھون نے ایک نئی صورت پیدا کی ہو وہ کہتے ہین۔ کہ آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ الخ مین خداوند جل شانہٗ نے اس امر کی خبر دی ہو کہ عادۃ اللہ یہی جاری ہو کہ انبیا اور رسل جو کوئی بات کہتے ہین۔ شیطان اوس مین کچھ زیادتی کر دیا کرتا ہے۔ جیسا کہ اے میرے رسول تم نے سورۂ نجم پڑھی۔ شیطان نے اوسمین اوتنا کلمہ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔

اور یہ قول صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ کلمہ شیطان نے پڑھا تھا نہ کہ آنحضرت نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہو۔ صاحب مواہب لدنیہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ سخت تعجب ہے کہ محقق طبری نے بھی باوجود اس دقت نظر اور وسعت علم کے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر زور دیا ہے۔ مگر بعض محققین نے آیۂ مذکورہ میں لفظ شیطان کے معنی میں وسعت دی ہے۔ اور شیطان سے جنس کو مراد لیا ہے خواہ وہ نوع انسان سے ہو۔ یا نوع جن سے ہو۔ نوع انسان کے وہ افراد شیاطین میں داخل ہو جائیں گے جن سے کہ مثل شیطانوں کے افعال سرزد ہوتے ہیں۔

اور اسی وجہ کو میں بھی پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کلمۂ غرانیق کے کہنے والے کفار تھے۔ اسی وجہ سے آیۂ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِيٍّ میں ان کفار کو شیطان ہی کے لفظ سے یاد کیا گیا۔

ہماری اس پوری تقریر کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ سورۂ نجم میں جملہ الغرانیق العلٰی الخ۔ حضرت رسول کریم نے اپنی زبان سے نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ کسی مشرک نے آپ کی آواز میں مخلوط کر کے اس جملہ کو کہہ دیا تھا۔

ہمارے غور یہ ہے کہ رسول کریم کی عصمت عن الخطا۔ (جس کو ہمارے مفہوم میں خطا کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً کذب کا صدور ہو یا ورود۔ حالانکہ وہ معصوم ہیں۔ تو بمقتضائے عقل بھی ان سے خطا سرزد نہیں ہو سکتی۔

لیکن جو معصوموں کو معصوم کرنے والا (خدا تعالے) ہے۔ اس کے کذب پر کتنا زور دیا جاتا ہے۔ ان شاید ان لوگوں نے یہ سمجھا ہو۔ کہ دوسروں کو تو وہ خطا سے بچنے کی قدرت نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ) بقول فلاسفہ ملحدا کہ باریتعالے علۃ العلل تو ہے۔ لیکن عقل اول کو پیدا کرنے کے بعد وہ مجبور محض ہو کے رہ گیا۔ کچھ نہیں کر سکتا تھا اسی قول سے ان لوگوں نے اس قول کو بھی مستنبط کیا ہوگا۔ کہ وہ حالانکہ وہ مجبور محض ہے۔ بضرورت۔ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد وہ خطا سے بھی۔ بچ نہیں سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک فعل ہے۔ میری صلاح ہے تو ان لوگوں کو ابھی اور بھی گنجائش ہے۔ امکان کذب باریتعالیٰ ہی پر فقط اکتفا نہ کیا جائے۔ بلکہ بریت من الکذب محال کی جائے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسہم۔ کیونکہ بریت من الکذب یہ بھی اوسی کا ایک فعل اور مسئلہ فلاسفہ کے مطابق باریتعالی سے دوسرا فعل سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔

واہ کیا منطق اور فلسفہ چھانٹا ہے۔ واجب میں امکان خوب پیدا کیا۔ یہ منطق سب سے نئی ہے مصرع کجا قصہ پرانے کا نکالا ایچ کا کا غذ۔ آمدم برسر مطلب۔

ہجرت کے دوسرے سال سے غزوات کی بنا پڑی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ کفار مکہ کو رسول کریم کے ہجرت کرنے کے بعد خوف پیدا ہوا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدینہ کے لوگوں کو ہمراہ لے کر محمد (صلعم) ہم پر فوج کشی کریں اور ہم کو جو تکلیفیں ہم نے پہونچائی ہیں۔ اونکا بدلہ ہم سے لے۔ اس خیال سے تقدم بالحفظ کیلئے ان کو

مجبور کر دیا۔ کہ وہ مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دین۔ تاکہ انکی قوت بڑھنے نہ پاوے۔ اسکے ساتھ ہی انصار مدینہ سے
بھی انکو کد ہو گئی تھی کہ محمد کو انھون نے اپنے یہان کیون پناہ دی۔ ادھر مدینے کے باشندے جو یہود تھے۔ وہ اپنے
ہم مذہبون کے مسلمان ہو جانے سے سبب بر افروختہ ہو رہے تھے۔ بلکہ بہت سے مدینے کے باشندے کفار قریش
سے جا کے مل گئے تھے۔ اور مدینہ ہو بعضون نے چھوڑ دیا تھا۔ ایسی حالت رسول کریم کو اپنی حفاظت کے لیے چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری تھا
(۱) جو مسلمان مکے مین رہ گئے ہین اور وہان سے نکلنے کیلیے موقعہ کے منتظر ہین۔ جہان تک ہو سکے انکو وہان سے نجات دلانے
مین کوشش کیجائے (۲) جو قومین اسلام کے علاوہ مدینے مین یا اسکے ارد گرد رہتی ہین انسے قریش کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ
لے لینا اور عہد شکنی کی حالت مین انسے مقابلہ کرنا (۳) قریش مکہ کے منصوبونکی خبر لیتے رہنا۔ کہ وہ کس ارادے مین رہتے ہین۔
(۴) قریش کا جو گروہ مکے سے مدینے پر حملہ کرنا چاہے۔ یا اسکا احتمال ہو تو اپنے ہتیارون سے اسکا مقابلہ کیا جائے جس قدر
غزوات رسول اللہ کے زمانے مین ہوئے انکا سبب انھین چار دفعون مین سے کوئی دفعہ ہوئی۔

فائدہ۔ ارباب سیر کی اصطلاح ٹھہر گئی ہے۔ کہ جس لڑائی مین رسول اللہ صلعم بنفس نفیس موجود ہون وہ غزوہ کہلائیگا
اور اگر رسول اللہ خود لشکر کے ہمراہ تشریف نہین لیگئے بلکہ کسی کے ہمراہ کچھ فوج بھیجدی تو وہ بعث اور سریہ کہلائیگا
صاحب مواہب لدنیہ کا قول ہے۔ وہ دستہ فوج جسکی تعداد سو سے پانچ سو تک ہو اور لڑائی کے واسطے فوج سے الگ کرکے
بھیجا جائے۔ اور پھر فوج سے آگے ملجائے۔ اسکو تو سریہ کہتے ہین۔
اور اگر دستہ کی تعداد پانچسو سے زیادہ آٹھ سو تک ہو تو اس دستہ کو منسر کہتے ہین۔ اور اگر آٹھ سو سے متجاوز زیادہ ہو تو
چار ہزار تک کی جمعیت کو جیش کہتے ہین۔
اگر چار ہزار سے تعداد اونچی ہے تو وہ جحفل کہلائیگا۔
اور وہ جیش عظیم کہ جسمین پانچ حصے۔ مقدمہ۔ قلب۔ میمنہ۔ میسرہ۔ ساقہ ہون۔ وہ خمیس کہلائیگا۔
اور کتیبہ وہ لشکر کہلاتا ہے۔ جو ایک ہی جگہ مجتمع رہے۔ اور پراگندہ نہو۔
خمیس مین یہ پانچ حصے بجائے صفون کے ہوتے تھے۔
مقدمہ سب سے آگے رہتا تھا اور اس سے کچھ پیچھے ہٹ کر قلب ہوتا تھا۔ سپہ سالار اسی حصے مین رہتا تھا۔ اور
قلب کے قوی کرنے کے واسطے۔ اسکے داہنے ہاتھ پر کچھ فاصلے سے میمنہ ہوتا تھا۔ اور بائین طرف کچھ فاصلے
پر میسرہ ہوتا تھا۔ اور قلب کا پہلا حصہ قوی کرنے کے لیے پیچھے کچھ فاصلہ پہ ساقہ رہتا تھا۔ غرضکہ قلب کو قوی
کرنے کے واسطے اور سپہ سالار کی حفاظت کے واسطے چارون طرف سے صف بندی کر کے قلب بیچ
مین لے لیا جاتا تھا۔

ان پانچ صفون مین مختلف حصے ہوتے تھے۔ رکبان (شتر سوار) فرسان (سوار) راجل (پیادہ) رماہ

(تیر انداز) ان حصون کی کوئی خاص ترتیب نہ تھی۔ بلکہ سپہ سالار موقعہ کی مناسبت سے خود ترتیب دیتا تھا جنکی حفاظت کے واسطے تین حصے اور بھی رکھے جاتے تھے جنکو لڑائی میں شریک ہونیکا بہت ہی کم اتفاق ہوتا تھا بلکہ اوپری انتظامات کے لیئے وہ حصے مخصوص ہوتے تھے

طلیعہ۔ یہ گشتی کی فوج تھی۔ جو پہرہ وغیرہ دیتی تھی اور دشمن کی دیکھ بھال رکھتی تھی۔

ردا۔ یہ حصہ ساقہ سے پیچھے رہتا تھا۔ تاکہ عقب سے دھوکا دیکر دشمن حملہ نہ کر سکے۔

رائد۔ جو فوج کے لئے چارہ پانی اور باربرداری کا سامان مہیا کرتا تھا۔

عرب میں اسلام سے پہلے جنگ کا یہ طریقہ تھا۔ کہ دونوں طرف کے نبرد آزما بلا خیال ترتیب غول باندھکر کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر دونوں طرف کے سپاہی فرداً فرداً نکل کر رجز وغیرہ کے بعد لڑتے تھے۔ باقی تمام فوج چپ چاپ کھڑی رہتی تھی۔ جب کسی جانب کا کوئی بڑا بھاری بہادر مارا جاتا تھا۔ تو اوس جانب کی پوری فوج غصہ میں آکر بدلہ لینے کیلیے آگے بڑہتی تھی۔ ساتھ ہی قاتل کی حمایت کیلیئے اوس کے جانب کی فوج کو جنبش ہوتی تھی۔ اور عام حملہ ہو جاتا تھا اسلام نے شروع ہی سے اس طریقے میں تجدید کی اور صف بندی کی بنا ڈالی۔ اور بعد میں فوج کے حصے بتفصیل سابق مقرر کیے۔ اور سپہ سالار کی ماتحتی میں کل فوج رکھی جانے لگی۔ لیکن وہ سپہ سالار فوج کے ہر حصہ پر اپنی جانب سے ایک ایک افسر مقرر کر دیتا تھا۔ اور سپہ سالار کے حکم کے موافق وہ اپنے حصے کو الگ لڑاتا تھا۔

یہ قول باعتبار عموم غلط ہے۔ کہ تمام فوج کسی ایک سپہ سالار کے نیچے رہ کر نہین لڑتی تھی۔

چنانچہ اصحاب سیر کی یہ روایت ہمارے اس قول پر دال ہے۔ کہ مقام بدر مین جب کفار کے مقابل لشکر اسلام آیا تو حضرت نے جنگ کے آغاز مین صفوں کو درست کیا۔ اور اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ بغیر میری اجازت کے دشمنوں پر حملہ نکرنا۔ اگر وہ لوگ حملہ کرکے تمھاری طرف بڑھین۔ اور تم سے نزدیک ہو جائین تو تم اون پر تیرون کا مینھ برسانا۔ لیکن تیر تم لوگون کے پاس تھوڑے سے ہین۔ اسواسطے خوب نشانہ باندھکر مارنا۔ کہ خالی نہ جانے پاوین اور ٹھیک ٹھیک کے تیر لگا۔ ایسا ہو کہ وہ لوگ تم تک پہونچ بھی نہ سکین۔ اور تمھارے ترکش تمھاری کمانون کو مایوسی کے ساتھ جواب دے جائین۔

اور اسی حالت مین سواد ابن غزیہ والا مشہور واقعہ پیش آیا تھا۔ کیونکہ جب حضرت صفون کو درست فرما رہے تھے۔ تو اونکے ہاتھ مین ایک پتلی سی لکڑی تھی۔ جب وہ سواد ابن غزیہ خوش طبع صحابی کے قریب گذرے۔ تو چونکہ وہ صف سے آگے نکل آیا تھا اسوجہ سے وہ لکڑی حضرت سواد کے سینہ پر ماری۔ اور فرمایا "اِسْتَوِ يَا سَوَادُ" (اے سواد صف کے برابر ہو) سواد نے کہا یا رسول اللہ آپ نے ایسی زور سے لکڑی ماری۔ کہ جس کے درد نے مجھکو بیتاب کر دیا۔ خدا نے آپ کو حق پر اور عدل کے واسطے بھیجا ہے۔ میرا انصاف اب تیرے ہی ہاتھ مین ہے۔ مجکو قصاص ملنا چاہیے۔

رسول خدا نے فوراً اپنے کپڑے سینے سے ہٹا دیے اور سواد سے کہا کہ اپنا قصاص لیلے۔ سواد نے لپک کر رسول اللہ کے سینۂ مبارک کا بوسہ لیلیا۔ اور الگ کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ نے اوس سے پوچھا۔ یہ حرکت تو نے کیون کی۔ اوسنے جواب دیا مجکو قرینے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرا وقت قریب آگیا ہے۔ اور اسی لڑائی مین مارا جاؤنگا۔ مجھے اس امر کی آرزو تھی۔ کہ اس آخری وقت مین مجھے آپکے جسد اطہر کی زیارت ہو جائے۔ اسواسطے مینے یہ حیلہ ڈھونڈھا تھا۔ اور اوس مین مجھے کامیابی بھی ہوئی۔ رسول اللہ نے اوسکے حق مین دعای خیر کی اور اس واقعہ کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔

ہماری غرض اس قصہ سے متعلق نہین۔ بلکہ یہ قصہ ایجاد صف بندی کی سند ہے۔ اور اس مقام پر اسکے نقل کرنیسے یہی مقصود بھی تھا۔

جب کفار مکہ بالکل قریب پہونچ گئے۔ تو اون لوگون مین موافق قدیم عادت کے عتبہ بن ربیعہ۔ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ غول سے باہر نکل کر ''ھل من مبارز'' پکارے۔ لشکر اسلام مین سے عوف بن حارث اور معاذ بن حارث اور عبد اللہ بن رواحہ مقابلے کو نکلے۔ حریفون نے پوچھا۔ تم لوگ کون ہو۔ ہم تم سے واقف بھی نہین اپنا نام تو بتاؤ۔ تاکہ بے نشان دنیا سے نہ مارے جاؤ۔ ان لوگون نے اپنے اپنے نام بتائے۔ اور کہا کہ ہم انصار رسول کے گروہ مین سے ہین۔ کفار نے نہایت ہتک کے ساتھ اون سے کہا کہ تم لوگ ہمارے کفو اور مقابل نہین ہو۔ ہم کو تم سے لڑنے مین عار ہے۔ ہم اپنے چچا کے بیٹون (قریش) کو لڑنے کے واسطے بلاتے ہین۔ تم لوگون سے ہمین کوئی مطلب نہین ہے۔ حضرت نے حمزہ اور علی اور ابو عبیدہ کو ان کے مقابلہ مین بھیجا۔ خیر۔

غرضکہ صف بندی کی ایجاد غزوۂ بدر سے ہوئی۔ گو بدر سے پہلے ہی چند چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے تھے لیکن خود حضرت اون معرکون مین تشریف نہ لے گئے تھے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ کل غزوات (وہ فوج جس کے ہمراہ خود رسول اللہ بقصد قتال مدینہ سے باہر تشریف لے گئے ہون) کی تعداد صاحب مواہب کے نزدیک ۲۷ ہے۔ اور صاحب تحفۃ الاحباب نے ایک قول ۲۹ کا اور ایک قول ۲۴ کا نقل کیا ہے۔ لیکن شاید اوسکی نظر صحیح بخاری کی اوس حدیث پر نہین ہے۔ جو زید بن ارقم سے مروی ہے۔ کہ غزوات کی تعداد انیس ہی ہے۔ خیر۔

غرضکہ کفار پر خود رسول اللہ نے بنفس نفیس فوج کے ہمراہ اتنی بار فوجکشی کی۔ لیکن جدال وقتال کی نوبت صرف نو غزوات ''بدر، احد، احزاب، بنو قریظہ، بنو المصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف'' ہی مین آئی۔ اور باقی غزوات اس طور سے ہوے کہ رسول اللہ نے فوج کشی کی۔ یا تو مصالحت ہو گئی۔ یا خوف سے دشمن بھاگ گیا۔ یا جس مقام پر اوس کی خبر سنی تھی۔ وہان نہ ملا۔

اور سرایا یعنی وہ فوجکشی کہ جس میں رسول اللہ صلعم بنفس نفیس خود تشریف نہ لے گئے ہوں۔ بلکہ کسی ذی شرف شخص کی ماتحتی میں کچھ لوگوں کو مسلح بھیجا ہو ان کی تعداد چالیس بیان کی گئی ہے۔ سرایا زیادہ تر اسی واسطے روانہ کی جاتی تھیں کہ دشمنوں کے ارادوں کی اور قافلوں وغیرہ کی آمد و رفت کی خبر رکھیں اور موقعہ مناسب ہے اگر قریشیوں کی جانب سے چھیڑ چھاڑ کی جائے تو موقعہ بموقعہ دیکھ بھال بھی لیں۔

سب سے پہلے جیسا کہ ابن اسحق سے بخاری میں روایت ہے۔ غزوہ ابوا[*] ودان ہوا تھا جس میں کہ آنحضرت نے سعد بن عبادہ کو مدینے میں خلیفہ کر کے خود ایک جمعیت کے ساتھ قافلہ بنی ضمرہ سے جنگ کے لئے مدینے سے کوچ فرمایا۔ تو ایک علم سفید تیار کر کے حمزہ بن عبد المطلب کے سپرد کیا۔ اور یہ رسم اسی دن سے اسلام میں جاری ہو گئی۔ اکثر غزوات اور سرایا میں حضرت حمزہ کو یہ خدمت سپرد ہوتی تھی۔

جہانتک میرا خیال ہے غزوہ بدر میں حضرت حمزہ ہی علمبردار تھے۔ گو مورخین کی کوئی تصریح اس بارہ میں میری نظر سے نہیں گذری لیکن حمزہ کی واقفیت جنگی اور فنون حربی اور اس کے علاوہ اس خدمت میں کئی بار اونکا مامور ہو چکنا یہی باتیں ہیں۔ جو اس خاص امر کیواسطے اون کو منتخب کریں۔

گو جنگ بدر کے ساتھ ہیرو کے سوانح کو زیادہ تعلق نہیں ہے۔ مگر چند ایسی یادداشتیں جو اردو مصنفوں کے قلم سے رہ گئی ہیں اس لڑائی کے متعلق ہم بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

رسول خدا نے اس لڑائی کے واسطے ہجرت کے دوسرے سال بارہ رمضان کو مدینہ میں ابو لبابہ انصاری کو اپنی جگہ پر خلیفہ کر کے بدر کی جانب کوچ فرمایا تھا۔ سترہ رمضان روز جمعہ یا شنبہ کو لڑائی ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ ہے جس میں کہ انصار بھی رسول اللہ کے شریک ہو کر کفار سے لڑے۔ کیونکہ جسوقت مدینہ کے لوگوں نے حضرت کو ہجرت کرنے کے واسطے آمادہ کیا تھا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی اقرار تھا۔ کہ دشمنوں کے حملہ سے اور اون کے ظلم سے رسول اللہ اور اونکے ساتھیوں کو ویسے ہی بچائیں گے۔ جیسے اپنے لڑکے بالوں اور بال بچوں اور اپنے بزرگوں اور اہل قبیلہ کی حفاظت کرتے ہیں اور کسی دشمن کو ان سے متعرض نہونے دیں گے۔ اور چونکہ اس لڑائی کی حیثیت ایسی واقع ہوئی تھی کہ کفار نے خود ہی حملہ کیا تھا۔ اس واسطے انصار کو رسول اللہ کا ساتھ دینا۔ اور اون کے دشمنوں سے لڑنا معاہدہ کی رو سے ضروری تھا اور ویسا ہی اونھوں نے کیا بھی۔ اور اس لڑائی میں زیادہ تعداد انصار ہی کی تھی۔ کیونکہ کل مسلمان جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اون کی تعداد تین سو پانچ ۳۰۵ تھی جس میں ستتر مہاجر اور دو سو اٹھائیس انصار تھے۔ کفار کی فوجکشی کی خاص وجہ یہ ہوئی تھی۔ کہ شام سے ایک قافلہ تجارت کا مال لئے ہوئے ابو سفیان کی سرداری میں مکہ جا رہا تھا۔ اس

[*] ابوا اور ودان۔ دو گاؤں ہیں۔ جن کے درمیان میں تین میل کی مسافت ہے قافلہ بنی ضمرہ کے واسطے ہجرت کے پہلے سال کے آخر میں واقع ہوا تھا۔ ۱۲ مواہب۔

قافلہ مین فقط تین سو سوار اور اون کا مال ومتاع تھا۔ جب قافلہ مقام بدر* کے قریب پہنچا اور اسلامی مخبرون نے رسول اللہ کو اس کی خبر دی تو آپ نے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کو خفیہ طور سے اس واسطے بھیجا۔ کہ قافلہ والون کے حرکات و سکنات کو وہ بغور دیکھین اور اون کے دلی ارادون سے مطلع ہون۔ یہ دونون حالات دریافت کر کے مدینہ واپس گئے۔ جب ابوسفیان اوس گاؤن مین پہونچا جہان کہ یہ دونون جاکر ٹھہرے تھے۔ اور گاؤن والون سے دریافت کیا کہ محمد کی امداد کے جاسوسون کی کوئی خبر تم کو۔ تو اون لوگون نے جواب دیا۔ کہ ہان دو شتر سوار فلان مقام پر آ کے ٹھہرے تھے لیکن ہم یہ نہین جانتے۔ کہ وہ محمد کے جاسوس تھے۔ یا اور کوئی تھے۔ ابوسفیان نے خود اوس مقام کو جاکے دیکھا تو واقعی مین اونٹون کے بیٹھنے کے نشان اور خرمے کی گٹھلیان پڑی ہوئی پائین۔ اوسکو خیال گذرا کہ ضرور محمد ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہین یہی وجہ ہو۔ کہ اوس نے جاسوس بھیجے تھے اور بدر کو اپنے ہاتھ پر چھوڑ کر دریا کے کنارے کنارے ہوتا ہوا مکہ کو روانہ ہو گیا اور ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ روانہ کیا۔ تاکہ اہل مکہ کو مطلع کر دے کہ محمد ہمارے قافلہ پر اون کے خیال کے مطابق حملہ کرنا چاہتے ہین جسقدر جلد ہو سکے قافلہ کو بچاؤ اور اپنے مالون کی حفاظت کرو۔ ضمضم نے جب یہ خبر مکہ مین بیان کی ابوجہل نے کعبہ مین کھڑے ہو کر سب کو منادی دی۔ اور سب کی یہ قرار پائی کہ تندرست آدمیون مین جس گھر مین دو ہون ایک گھر مین رہے اور ایک لڑائی پر جائے۔ یا اپنی طرف سے کسی اور کو بھیجے۔ مکہ کے کل رئیس اس لڑائی مین شامل ہوئے۔ مگر ابولہب خود نہین گیا۔ اپنی طرف سے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجدیا۔ غرضکہ ایک ہزار سوار مسلح نہایت کر و فر سے روانہ ہوئے۔ آگے آگے بوق و قرنا اور دف وغیرہ بجاتے جاتے تھے۔

ایک لطف اور سنیئے۔ ابوسفیان نے ضمضم کے ہاتھ یہ بھی کہلا بھیجا تھا۔ کہ تم لوگ قافلہ کو بچانے کی غرض سے اوس راستہ پر آنا۔ جدھر سے ہم آ رہے ہین۔ بدر کے قریب نہ آنا۔ کیونکہ وہ راستہ ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

ابوجہل نے اس بات کو ایک نہ سنا۔ اور فوج کو لیے ہوئے سیدھا بدر مین جا دھمکا۔ طرفہ امر یہ کہ ابوسفیان نے حالانکہ خود بدر مین جانے سے منع کیا تھا۔ لیکن قافلہ کو جلدی سے مکہ پہونچا کے خود بھی وہین پہونچگیا۔

قریش نے پہونچتے ہی اچھی سخت زمین پر ڈیرے خیمے ڈالدیے۔ اور مقابل کی زمین جو بالکل بالوتھی خالی چھوڑ دی

---

* بدر۔ ایک گاؤن کا نام ہے۔ جو مدینہ سے تین منزل ہے۔ اور جو بدر ابن مخلد ابن نضر بن کنانہ کی جانب منسوب ہے۔ اس وجہ کہ اوسی نے اس مقام کو آباد کیا تھا۔ اور بعض کے نزدیک گاؤن منسوب ہے۔ بدر بن حارث کی جانب جس نے بدر کا کنوان کھدوایا تھا۔ بعض کے نزدیک بدر خود اوسی کنوئین کا نام ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ کنوان مثل چاند کے مدور ہے۔ یا اوس کا پانی اس قدر صاف ہے۔ کہ چاند اوس مین صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہ مقام مکہ اور مدینے کے وسط مین وادی صفرا کے قریب واقع ہے۔ وہان سے سمندر کا کنارہ ایک رات بھر کے راستہ پر ہے۔ مواہب مدینہ۔

رسول خدا کو بھی ان سب حالتون کی خبر پہونچی۔ تین سو پانچ آدمیون کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔
مسلمانون کے پاس فقط تین گھوڑے اور ستر اونٹ اور چھ زرہ اور آٹھ تلواریں تھین۔
فی الواقع اس ساز وسامان پر بدر کی فتح تعجب خیز تھی۔ لاریب وہ آسمانی ہی مدد تھی۔ جس نے مسلمانون کو فتح
دلوائی۔ کچھ شک نہین کہ وہ فرشتون ہی کی فوج تھی۔ جو خدا نے اپنے پاک بندون کی حمایت کے لیے آسمان سے
بھیجی تھی۔ ورنہ کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ حساب سے ایک ایک مسلمان کے مقابلہ سو تین تین کافر تھے وہ
کون سا نشہ تھا۔ جس نے ایک کو سو تین پر غالب کردیا مسلمانو یہ وہ بھولے بھالے دلون کی صفائی اور
روشنی اور اسلام کی قوت تھی۔
مدینہ سے بدر تک مسلمانون کا سفر اس طورسے تھا۔ کہ ایک ایک اونٹ دو دو آدمیون پر تقسیم کردیا گیا تھا تھوڑی دور
ایک شخص سوار رہتا۔ اور دوسرا پیادہ چلتا۔ جب تھک جاتا تو سوار پیادہ چلنے لگتا۔ اور پیادہ سوار ہوجاتا جو اونٹ
رسول اللہ کے حصہ مین آیا تھا۔ اوس مین دو شخص اور شریک تھے۔ ایک علی مرتضی دوسرے زید بن حارث جب
رسول اللہ کے پیادہ ہونے کی نوبت آتی۔ تو یہ دونون عرض کرتے۔ یارسول اللہ آپ سوار رہیئے۔ ہم دونون
آپکی رکاب مین پیادہ چلین گے۔ آپ جواب دیتے۔ نہین۔ تم لوگ مجھسے زیادہ قوی نہین ہو۔ اور نہ مین ثواب
لینے مین تسے زیادہ بے نیاز نہین ہون جتنی تمھین ثواب اور اجر اخروی کی ضرورت ہو اوتنی ہی مجھے بھی ضرورت
ہو۔ اللہ اکبر یہ تھی تلقین اور تعلیم اسلام کی۔ یہی تعلیم تھی۔ کہ جسنے مشرق سے غرب تک اسلام کا بول بالا
کردیا۔ اور لوگ اپنی جانین فدا کیے دیتے تھے۔
جنگ بدر کے حالات نہایت درد انگیز ہین۔ مین کہانتک لکھون۔ عثمان کی سوانح عمری مین سیرت نبوی کا
رنگ پیدا ہوا جاتا ہو۔ غرضکہ لڑائی ہوئی۔ ۱۴ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین مین سے اور آٹھ انصار مین سے
جسمین سے چھ قبیلہ خزرج کے تھے اور دو قبیلہ اوس کے۔
کفار مین سے ستر آدمی قتل کیے گئے۔ اور اتنی ہی تعداد قیدیون کی تھی۔
جنگ بدر کے وقت مہاجرین کی تعداد اسی اور انصار کی تعداد دوسو تیس تھی۔ بدر مین تین مہاجر حضرت
عثمان۔ اور طلحہ۔ اور سعید زید۔ اور پانچ انصار شریک نہین ہو سکے تھے۔
حضرت عثمان کے شریک نہونیکی وجہ یہ تھی کہ اون کی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ سخت بیمار تھین اون کی تیمار داری
کے واسطے رسول اللہ نے اون کو وہین چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ اثنای جنگ بدر ہی مین اون کا انتقال بھی ہو گیا اور مرتے وقت
رسول اللہ کی زیارت بھی نہ کرسکین کیونکہ اس جنگ کے متعلق کچھ ایسے وجوہات پیش آ رہے۔ کہ رسول اللہ کو لڑائی
کے بعد بھی تین دن تک بدر مین رہنا پڑا اور مدینہ سے جاتے کے اونیس دن بعد وہ مع قیدیون اور مال غنیمت کے مدینہ واپس آئے

رقیہ کے انتقال کی خبر سنکر اون کو سخت صدمہ ہوا۔ اور اون کی خوشی رنج سے بدل گئی۔
جب قاصد فتح بدر کی خوشخبری رسول اللہ کے پاس سے لیکر مدینہ گیا۔ تو شہر کے پھاٹک کے قریب پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ
اوس نے دیکھا۔ لوگ رقیہ کا جنازہ جنۃ البقیع کو لیے جاتے ہین۔ قاصد بھی جنازے مین شریک ہوا۔
صحیح مسلم مین حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے عثمان کو بھی شریک کر لیا تھا۔ اور مال غنیمت سے
اون کو بھی حصہ دیا تھا۔ اسی بنا پر بدریین کی فہرست مین حضرت عثمان کا نام بھی داخل ہے۔
غزوہ بدر کے بعد ہی کفار مین اسلام کے مقابل تین گروہ ہو گئے تھے۔ جو یہود کہ مدینے کے قریب و جوار مین آباد تھے
اونھون نے تو حضرت صلعم سے صلح کر لی تھی۔ اور عہد کر لیا۔ کہ کبھی اسلام کے مقابل ہتیار نہ اوٹھائینگے اور اگر کوئی غنیم مسلمانون پر
حملہ کرے۔ تو اسلام کے مقابلہ مین اوسکو مدد نہ دینگے۔ بلکہ اسلام ہی طرفداری کرینگے۔ چنانچہ یہود کے تین گروہ
بنی النضیر۔ بنی قینقاع۔ اس معاہدہ مین شریک تھے۔ اور دوسرا گروہ کفار کا وہ تھا۔ جو کھلم کھلا اسلام کا دشمن بنا ہوا تھا
جیسے قریش مکہ۔ یا جو لوگ اون کی حمایت مین تھے۔
اور تیسرا گروہ وہ تھا۔ کہ وقت کا منتظر تھا جسکی چڑہ بنے اوسیکے ساتھ ہو جائین۔ جیسے مثلاً علاوہ قریش کے عرب کے دوسرے
قبیلے بنی کنانہ وغیرہ۔ ان تین فرقون کے علاوہ بعض ایسے بھی تھے۔ جو دل مین اسلام کی حقیقت اور اوسکی سچائی کے
قائل تھے لیکن دوست احباب کے خوف سے اوسے ظاہر نہ کر سکتے تھے۔ اور بعض ایسے تھے۔ کہ ظاہر مین دوست اور
باطن مین دشمن تھے۔
جنگ بدر کے بعد گروہ اول مین سے سب سے پہلے بنی قینقاع نے اپنے معاہدہ کی رسیون کو کاٹنا شروع کیا۔ حضرت
نے ان لوگون پر فوج کشی کر کے محصور کر لیا۔ اور آخرکار اونھون نے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد پناہ مانگی
دربار رسالت سے اونکی جلاوطنی کا حکم نافذ ہوا۔ اور یہ لوگ اذرعات مین جا کے آباد ہوئے۔ اور چند ہی دن کے
بعد تباہ اور برباد ہو گئے اسی دوسرے سال مین بنی غطفان پر فوجکشی کرنے کی ضرورت ہوئی جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ
انمار اور ذی امر مین بنی ثعلبہ اور بنی محارب اور بنی غطفان اس واسطے جمع ہوئے تھے۔ کہ مدینہ کے قریب و جوار
مین بسنے والون پر رات کو چھاپہ مارین۔ اور لوٹ لے جائین۔ رسالتمآب کو جب ان کے اس ارادہ کی خبر ہوئی۔ تو مسلمانون
کو جمع کر کے چار سو پچاس سوارون کی جمعیت سے حضرت عثمان کو مدینہ مین اپنا خلیفہ کر کے مجمع کفار کی جانب کوچ فرمایا اور یہ سفر ربیع الاول
سنہ ہجری کو شب کے وقت کیا گیا تھا جب حضرت اون گاؤن کے قریب پہونچے۔ تو وہ لوگ بھاگ کر پہاڑیون مین
چھپ گئے۔ اور لڑائی کی نوبت نہین آئی۔ اوس گروہ کا سردار دعثور بن حارث محاربی اوس وقت مین جبکہ رسول

۱؎ اذرعات ملک شام مین ایک قصبہ زمین کا نام ہے۔ ۱۲

۲؎ نجد کے مواضع مین سے یہ دونون گاؤن قریب قریب واقع ہوئے ہین۔ ۱۲

مقبول نے بارش ہوا سے بھیگے ہوئے کپڑون کو سکھلانے کے لیے ایک درخت کی شاخ پر ڈالدیا تھا۔ اور خود تنہا اوس درخت سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ موقعہ پاکر شمشیر برہنہ چپکے سے حضرت کی پشت پر پہونچکے پکارا مَنْ یَمنعک مِنّی (اس وقت تجکو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہو) حضرت نے لپک کر تلوار اوس کے ہاتھ سے چھین لی۔ اور فرمایا اَللّٰہ یعنی اللہ بچانے والا ہے) اور پھر آپ نے فرمایا مَنْ یَمنَعُکَ مِنّی (اب تجکو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا) و عثور نے جواب دیا لا مانع (کوئی بھی نہین) اور کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہوگیا۔ اور اپنی قوم کو تلقین ایمان کرنیلگا اس سفر مین گیارہ دن گذر گئے۔ اور اتنے دن تک حضرت عثمان اون کی خلافت مین کام کرتے رہے۔ لیکن اپنی بیوی رقیہ کے انتقال سے اون کو سخت رنج۔ حضرت رسالت مآب نے ہجرت کے تیسرے سال مین رقیہ کی بہن ام کلثوم کا نکاح اون کے ساتھ کر دیا اور تیسرے ہی سال جنگ اُحُد کا معرکہ واقع ہوا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کی غرض سے کفار نے روپیہ جمع کرکے ایک لشکر مرتب کیا۔ اور ابو سفیان کی سرداری مین مکہ سے روانہ ہوا۔ اس لشکر کے ہمراہ چند عورتین بھی ہندہ زوجہ ابی سفیان کے اصرار سے اس واسطے لائی گئی تھین کہ وہ مقتولین بدر کے مرثیے پڑھکر فوج کو سنادین تاکہ بہادری اور انتقام کی آگ دلون مین بھڑک اوٹھے اس فوج کی تعداد تین ہزار تھی۔ جس مین سے سات سو زرہ پوش تھے اور تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے اور ہندہ وہ زوج عورتون کے ان کے ہمراہ تھے۔

عباس بن عبد المطلب نے کہ سے اس واقعہ کی اطلاع حضرت کو دی۔ رسالت مآب نے بھی جنگ کی تیاری کا حکم دیا لہٰذا چوتھی ماہ شوال ۳ھ ہجری کو کوہ اُحُد کے دامن مین فوج اتاری رسول مقبول بھی سات سو جنگجو کے ہمراہ مقابل مین اوترے اور مدینہ کو سامنے کرلیا۔ اور احد کو پس پشت چھوڑدیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ پہلے مسلمانون کا پلہ بھاری رہا۔ اور کافرون نے شکست کھاکر منھ موڑا مسلمان مال غنیمت کے لوٹنے مین معروف ہوگئے۔ اور جبل عینین کا ناکہ کھل گیا اور کافرون نے گھات سے نکلکر تلوار من پر مسلمانون کو رکھ لیا۔ اس وقت مسلمانون مین تین فرقے ہوگئے تھے ایک تو وہ جو ثابت قدم رہے۔ اور دوسرے وہ بھاگ کر پہاڑیون مین چھپ گئے۔ اور تیسرے وہ کہ جو سیدھے مدینے کی جانب چل کھڑے ہوے۔ تاکہ اپنے اہل و عیال کو مدینے سے نکالکر باہر پہونچائین اور دشمنون کے ہاتھ سے نجات لے۔ حضرت عثمان بھی اسی تیسرے گروہ مین تھے۔ جو خاص اسی ارادہ سے گئے تھے گئے تھے کہ اہل بیت رسول اللہ کو اور اپنی بیوی ام کلثوم کو کسی محفوظ مقام مین پہونچا دین۔

ٰ احد ایک مشہور پہاڑی ہے۔ مدینہ کے مقابل مین شمال کی جانب دو میل کے فاصلہ پر۔ اور احد کہنے کی وجہ یہ ہو۔ کہ دراصل یہ کوہستانی سلسلہ مین داخل نہین ہو۔ بلکہ علٰحدہ ایک پہاڑی ہو جس کا سلسلہ کسی دوسری پہاڑی سے ملا ہوا نہین ہو۔ اسی کے قریب جبل عینین بھی ہے جسمین ایک گھاٹی کے ذریعہ خوفناک راستہ پیدا ہوگیا ہو۔ اسی راستہ سے خالد نے مسلمان تیر اندازون کی غفلت پاکر حملہ کرکے صفوف اسلام کو درہم برہم

کیونکہ کفار کا ارادہ خود مدینہ کو تباہ اور غارت کرنیکا تھا۔ چونکہ رسول اللہ پیشانی اور دہن مبارک میں زخم آنے کی وجہ سے کچھ دیر آرام لینے کے لیے بیٹھ گئے تھے۔ کفار کو خیال ہوا۔ کہ شاید محمد قتل کر دیا گیا۔ اور دو ایک کافروں نے اس خبر کو زور زور سے پکارنا شروع کیا۔ لشکر اسلام بالکل پراگندہ ہو گیا۔ صرف چودہ آدمی حضرت کے ہمراہ رہ گئے تھے۔ کہ اتنی میں کعب بن مالک کی نظر حضرت پر پڑ گئی۔ اوس نے چلا چلا کے کہنا شروع کیا ... لوا رسول اللہ زندہ ہیں۔ دوڑو دوڑو۔ اکی خبر لو۔ بھاگے ہوئے فوراً پلٹ پڑے اور ایک بلند مقام پر حضرت کو لے گئے۔ اور نئے حملہ کی تیاری ہونے لگی۔ کافروں نے سمجھا کہ ہماری فتح ہو چکی ہے۔ اب لڑنے سے کوئی نتیجہ نہیں۔ اس خیال سے سب مکہ کو واپس چلے گئے۔ اور وہاں پہونچنے کے بعد اون کو افسوس ہوا۔ کہ ... معاملہ ادھورا چھوڑ آئے۔ اس لڑائی میں بڑے بڑے صحابۂ کرام شہید ہوئے۔ حضرت حمزہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے۔

اس لڑائی میں زیادہ مشہور بات شان حضرت عثمان کا دھوکے میں میدان جنگ سے چلا جانا ہے جسکو تمام مورخ بھاگ جانے کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں وہ بھاگے نہ تھے۔ بلکہ اس خیال سے کہ مبادا کفار مدینہ پر چڑھائی کرکے حرم رسول اللہ کے ساتھ بے ادبی کریں۔ اون کی حفاظت کے لیے انھوں نے یہ کام کیا تھا۔ اور خیر خواہی اسلام بھی اسیکو مقتضی تھی۔ لیکن بفرض محال اگر ہم اون کا بھاگنا بھی تسلیم کرلیں۔ تو اوس کی معافی کے لیے آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ الخ موجود ہے۔ جو اون کی بریت کا ثبوت دے رہی ہے۔

صحیح بخاری میں ایک روایت اسی مضمون کی موجود ہے۔ جس میں کہ عبد اللہ ابن عمر اور ایک اعرابی ایک مکالمہ ہوا تھا۔ کہ ایک اعرابی نے ابن عمر سے پوچھا۔

اعرابی۔ تم کو معلوم ہے کہ عثمان جنگ احد کے دن میدان سے ہٹ گئے تھے۔

ابن عمر۔ ہان۔

اعرابی۔ کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ عثمان بدر کی لڑائی میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے۔

ابن عمر۔ ہان۔

اعرابی۔ اور یہ بھی تم خوب جانتے ہو کہ بیعۃ الرضوان میں بھی وہ موجود نہ تھے۔

ابن عمر۔ ہان۔

اعرابی چونکہ عثمان سے کچھ رنجش رکھتا تھا۔ ابن عمر کے اس کلام سے بہت خوش ہوا۔ ابن عمر نے کہا شاید تجھے یہ معلوم نہیں کہ بدر میں وہ اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ کہ آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں۔ اون کی تیمارداری کے واسطے

بیعت رضوان کا ذکر آگے تفصیل سے آئیگا۔

رسول اللہ نے عثمان کو مدینہ ہی مین چھوڑ دیا تھا۔ اور جنگ بدر مین اون کو شامل کرکے مال غنیمت مین سے حصہ دیا تھا اور رہیں میدان سے اوکا ہٹ جانا خداوند کریم نے آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ مین معاف ہی کردیا ہو۔ رہی بیعت رضوان اوسمین شریک نہونے کی وجہ ہو۔ کہ رسول اللہ نے حضرت عثمان کو بطور سفیر کے اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا۔ اس غرض سے کہ اون کو خبر کردین۔ کہ رسول اللہ تم لوگون سے لڑنے کے غرض سے نہین آئے ہین۔ بلکہ زیارت مکہ کے واسطے آئے ہین۔ اور اسمین کچھ شک نہین۔ کہ اگر عثمان سے زیادہ عزیز کوئی دوسرا شخص ہوتا۔ تو اوسیکو رسول اللہ اس کام کیواسطے بھیجے۔ اور بیعت رضوان ایک غائبانہ طور سے ہوئی تھی۔ گو اوسوقت حضرت عثمان مکہ مین موجود تھے لیکن رسول اللہ نے اپنے بائین ہاتھ کو دہنے ہاتھ پر رکھکے کہا تھا۔ کہ یہ ہاتھ عثمان کا ہو اور یہ ہاتھ میرا ہو۔ تو حضرت عثمان حالانکہ اوس وقت موجود نہ تھے۔ لیکن پھر بھی رسول اللہ نے اون کو بیعت مین شامل کرلیا تھا۔ اور یہ بات عثمان کے غایت فضل پر دلالت کرتی ہو۔

اعرابی ابن عمر کی اس تقریر کو سن کر بہت نادم ہوا۔

اس حدیث سے بھی اتنی بات معلوم ہوتی ہو۔ کہ جنگ احد مین عثمان میدان سے ہٹ آئے تھے۔ لیکن یہ کون کہہ سکتا ہو۔ کہ یہ ہٹنا اون کی بزدلی اور کم ہمتی کے باعث سے تھا۔ کوئی بھی اس دعوی کو ثابت نہین کرسکتا۔ تو ہم کہتے ہین۔ کہ بزدلی اور کم ہمتی وہان کوسون دور تھی۔ بلکہ وہان سے چلے جانے کا خاص منشا رہی تھا۔ جو مین اوپر بیان کرچکا بعض مورخین نے حضرت عمر کو بھی اسی فہرست مین داخل کیا ہو۔ جس مین کہ حضرت عثمان کا نام شامل ہے۔ کون کہسکتا ہو کہ ایسا جری اور بہادر آدمی بزدلی اور کم ہمتی کیوجہ سے بھاگا تھا۔ بلکہ اوس بھاگنے کا بھی کوئی خاص منشا ہوسکتا ہو گو دوسری روائتین حضرت عمر کے ثبات کی بھی موجود ہین۔ لیکن اگر ہم بفرض محال روایت اول ہی کو تسلیم کرلین تب بھی اون کی کسر شان نہین ہوسکتی۔

رقیہ بنت رسول اللہ سے حضرت عثمان کا ایک لڑکا عبد اللہ نامے پیدا ہوا تھا۔ تقریبًا چار سال کی عمر مین وہ بعد جنگ احد کے چند دنون کے بعد تیسرے ہی سنہ مین وفات پائی جس کی وجہ بعض مورخین نے یہ بیان کی ہو۔ کہ ایک مرغ نے اوس کے کھیلتے ہوئے آنکھ مین ایک چونچ ماردی۔ اوسی صدمہ سے اوس معصوم نے جان بحق تسلیم کی۔

ہجرت کے چھٹے سال ذیقعدہ کے مہینے مین رسول اللہ سے اہل کفار سے جو مصالحت اور عہد وپیمان ہوئے تھے۔ اور اسی واقعہ کے درمیان مین بیعت رضوان بھی ہوئی تھی۔ ان کل واقعات کو حضرت عثمان کی ذات سے زیادہ تر تعلق ہو۔ اس واسطے اس واقعہ کو بھی ہم مشرح بیان کردینا ضروری سمجھتے ہین۔

چھٹے سال مین رسالت مآب نے زیارت بیت اللہ کا ارادہ کیا۔ جب سفر کا سامان درست ہوگیا۔ تو ذیقعدہ مین دوشنبہ کے دن عبد اللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین اپنا جانشین کرکے مکہ کی جانب کوچ فرمایا۔ مہاجرین اور انصار بھی ہمراہ رکاب تھے لیکن چونکہ زیارت بیت اللہ کے لیے جارہے تھے۔ اس وجہ سے آلات حرب زیادہ ساتھ

لیے تھے۔ فقط ایک ایک تلوار جو معمولاً مسافرون کے پاس رہتی تھی۔ ہر شخص نے ساتھ لے لی تھی۔
مگر عمر فاروق اور سعد بن عبادہ نے بطور خود انجام بینی کو کام فرما کے کچھ زیادہ ہتھیارون کا انتظام کر لیا تھا۔
لیکن رسالت مآب کو یہ تجویز ناپسند معلوم ہوئی رسول اللہ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے جمع کیے تھے اور اصحاب
رسول اللہ مین سے جس شخص کو مقدرت تھی۔ اوس نے علی قدر مراتب اونٹ ساتھ لے لیے تھے۔
یہ سفر مدینہ سے صبح ہوتے ہو گیا تھا ظہر کی نماز ذو الحلیفہ مین پڑھی گئی تھی۔ جب قریش کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔
تو اونھون نے آپس مین اتفاق کر لیا۔ کہ جس طور سے ہو محمد کو مکہ مین نہ آنے دین۔ اور گرد و نواح کے قبائل کو بھی
اپنی رائے سے متفق کر لیا۔ اور لڑائی کا سامان درست کرنے لگے۔ اور مکہ سے باہر نکلکر بلاح مین لشکر جمع کیا اور
خالد ابن ولید اور عکرمہ ابن ابی جہل کو امیر طلیعہ مقرر کیا۔
جب حضرت کو قریش کی اس تیاری کی خبر ہوئی تو اصحاب کے ساتھ مشاورت مین یہ رائے قرار پائی۔ کہ اصل مین
تو ہم زیارت بیت اللہ کے قصد سے آئے ہین۔ نہ لڑائی کے خیال سے۔ جہانتک ہو سکے۔ اپنی نیت پر قائم رہنا
چاہیے۔ مگر جب اس نیت کے پورے ہونے مین قریش کے جانب سے بد۔ یہ جنگ کے دشواریان پیدا کی
جائین۔ اوس وقت مجبوراً تلوار اوٹھائی جائے گی۔ حضرت نے اس خیال سے کہ شاید جدال و قتال کی نوبت
آئے اسلیے ایسے مقام پر قیام کرنا مناسب سمجھا۔ جو حرم کعبہ سے خارج ہو تاکہ جدال و قتال کے وقت حرم کے اندر خونریزی
نہونے پائے اور جس سے بیت اللہ کی ہتک سمجھی جاوے۔ کیونکہ مسلمانون کے نزدیک بیت اللہ کے اندر یا اوسکے
حرم کے اندر خونریزی نہایت بے ادبی ہو۔ گو قریش بھی حرم کے اندر خون ریزی کو جائز نہ رکھتے تھے
مگر اب وہ خیالات کم ہو چلے تھے۔ بلکہ اونھون نے تو حرم کے اندر ہی اپنا فوجی کیمپ قائم کر دیا تھا۔ ان ہی خیالات
سے رسول کریم نے حدیبیہ کو قیام کے واسطے معین کیا۔ کیونکہ اس کا کچھ حصہ حرم کے اندر داخل تھا۔ اور کچھ حصہ خارج
تھا۔ جناب رسول اللہ نے وسط حدیبیہ مین قیام فرمایا۔ جو کہ حرم کی حد سے خارج تھا۔ اسی مقام پر کئی معجزے بانی کے
متعلق حضرت سے صادر ہوئے جنکے بیان کا یہ موقع نہین ہو۔

بلاح مکہ سے باہر تقریباً دو کوس کے فاصلہ پر جدہ کے راستہ مین ایک گانون ہو۔ ۱۲
حدیبیہ ایک گانون ہو مکہ سے ۹ میل ادھر۔ حل اور حرم دونون کے حصے اوس مین ملے ہوئے ہین۔ لیکن اکثر حصہ اوسکا حل مین
داخل تھا۔ جو حد فاصل بنائی گئی تھی۔ وہ رسول اللہ کے زمانے تک موجود تھی۔ لیکن اب اوسکا پتہ نہین اور شہر حاتی
رہی ہو۔ حدیبیہ در اصل ایک کنوئین کا یا اوس درخت کا نام تھا۔ جسکے نیچے کہ بیعت رضوان واقع ہوئی تھی لیکن اب
اب اوس گانون کا نام حدیبیہ ہو گیا ہو جسمین کہ وہ درخت تھا۔ رسول اللہ کے زمانے مین مدینے سے مکہ جانیوالے
حدیبیہ مین ہو کر گذرتے تھے لیکن اب حدیبیہ بائین ہاتھ پر کچھ فاصلے سے چھوٹ جاتا ہو ۱۲ [illegible]

کفار نے جب رسول اللہ کی جانب سے لڑائی میں تامل دیکھا تو اون کے مزاج میں اور بھی سرکشی پیدا ہوئی۔
اور بمنعات چند آدمیون کو بطور سفارت کے حضرت کے پاس بھیجا کہ ہم اپنے قول کے خلاف ہرگز نکرین گے۔
حضرت نے سب کے جواب مین یہی کہا۔ کہ ہم لڑائی کے ارادے سے نہین آئے ہین۔ بلکہ زیارت کعبہ کے ارادے
سے آئے ہین۔ جب قریش کی جانب سے کئی سفارتین اسی قسم کی آچکین۔ تو حضرت نے بھی ارادہ کیا۔ کہ اپنی
جانب سے کوئی سفارت قریش کے پاس روانہ کیجاے۔ تاکہ اون کو معاملات کا نشیب و فراز سمجھاے چنانچہ پہلے جراش
ابن امیہ نامے ایک شخص قریش کے پاس بھیجا گیا۔ اور اوس کے ساتھ ایک اونٹ بھی اس غرض سے ساتھ
کر دیا گیا۔ تاکہ قریش یہ کو معلوم ہو جائے۔ کہ واقعی یہ لوگ زیارت کعبہ ہی کی غرض سے آئے ہین۔ نہ لڑائی یا کسی دوسری
غرض سے۔ جراش جب قریش کے پاس پہونچا۔ تو سب آدمیون نے اکٹھا ہو کر اوس کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا۔ اور
اوسکے قتل پر بھی مستعد ہو گئے۔ اوس کے قبیلہ کے جو لوگ کہ مین تھے۔ جب اونھون نے اس واقعہ کی
خبر پائی۔ تو سعی سفارش کر کے اوس غریب کو ظالمون کے ہاتھ سے چھڑایا۔ اور رسول اللہ تک واپس پہونچا کر
اب ایسے شخص کو بھیجنے کی ضرورت معلوم ہوئی جو صاحب وقار اور ذی عزت ہو۔
لیکن یہان غور طلب امر یہ ہے۔ کہ موقع ایسا نازک تھا۔ کہ ہر شخص کی جرات وہان جانے کی پڑنا ذرا دشوار تھی
کیونکہ جراش کی جو گت قریش نے کی تھی۔ سب لوگ اوس کو دیکھ ہی چکے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق جو نہایت
ہی شیر دل اور جری آدمی تھے۔ رسول اللہ نے ان کو اس کام کے لیے منتخب فرما کے ان سے وہان جانے کی نسبت
کہا۔ مگر اونھون نے بھی یہی جواب دیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہین کہ قریش میرے کس درجہ دشمن ہو رہے ہین۔
اور میری وجہ سے اون کو کیا کیا زکین پہونچی ہین۔ بلاشک اگر وہ مجکو پا جاوین۔ تو بغیر قتل کیے مجکو نہ چھوڑین گے۔ اللہ
کہ مین عدی کی اولاد مین سے کوئی شخص بھی ایسا نہین ہے۔ جو میری حمایت کرے۔ اور قریش کے پنجہ سے مجکو چھڑا دے
آپ اگر عثمان کو اس سفارت مین روانہ فرمائین۔ تو زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ قریش مین اون کی بہت بڑی عزت ہے
اور اون کے قبیلہ کے لوگ بھی بہت بڑے بڑے بارسوخ موجود ہین۔ جو اوس کی حمایت ضرور کرینگے جناب رسالتمآب
کو بھی یہ رائے پسند آئی۔ اور حضرت عثمان کو بلا کر اس کام کے انجام کا حکم دیا۔ حضرت عثمان اپنے ناقہ پر سوار ہو کر مقام
بلاح مین قریش سے ملے۔ اور حضرت کا پیام اون کو پہونچایا۔ اور سب پہلو سمجھائے۔ لیکن قریش اپنی اوسی ضد اور ہٹ پر
قائم رہے۔ ابان ابن سعید ابن ابی العاص نے حضرت عثمان کی بہت آو بھگت کی۔ اور اپنے ساتھ اون کو لیکر
ابوسفیان اور بڑے بڑے رئیس جو بھی تک کہ ہی مین موجود تھے۔ حضرت عثمان نے اون سے بھی پیام رسول
کہ سنایا۔ لیکن اون کو بھی اوسی جہالت پر مقر پایا۔ جب اونھون نے کہ سے واپس آنے کا ارادہ کیا۔ تو قریش نے
اون کی دلجوئی اور خاطر تواضع بہت کچھ کی۔ اور اون سے خواہش کی کہ اگر آپ کا جی چاہے تو کعبہ کا طواف

کرتے جاتے۔ لیکن جناب عثمان نے اس کو قبول نہ کیا۔ اور جواب دیا۔ کہ جب تک رسول اللہ طواف نہ کرین گے۔ مین بھی نہ کرونگا۔ قریش کو اس بات سے سخت غصہ آگیا۔ اور اون کو واپس آنے کی اجازت نہ دی۔ اور نظربند کر دیا۔

جب عثمان رسول اللہ کے پاس سے مکہ جانے کے لیے رخصت ہوے۔ تو صحابہ نے نہایت یاس اور ناامیدی کی زبان سے کہا۔ کہ زہے قسمت عثمان کی۔ کہ مکہ مین پہونچکر وہ کعبہ کی زیارت کرے گا۔ اور خوب جی بھر کے طواف کریگا۔ رسول اللہ نے اس کلمہ کو سن کر فرمایا۔ کہ نہین عثمان کبھی بغیر میرے طواف نہ کرے گا کیونکہ وہ جناب ذی النورین کی طبیعت سے خوب واقف تھے۔ چنانچہ ویساہی ہوا بھی سچ ہو۔ فردوس حج کار آید گر یار نباشد بعض سوانحون سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہو۔ کہ رسول اللہ صلعم نے عثمان کے ہمراہ دس آدمی مہاجرین مین سے اور بھی بھیجے تھے۔ اور اون کو بھی قریش نے قید کر لیا تھا۔

جب حضرت عثمان کو مکہ گئے ہوے ایک مدت گذر گئی۔ تو منافقین نے مشہور کر دیا۔ کہ اہل مکہ نے عثمان اور اوسکے ہمراہیون کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ صلعم کو اس خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ اور اہل اسلام کی طبیعتون مین جوش پیدا ہونے لگا۔ لیکن رسول اللہ چونکہ عمرہ کی نیت کرکے آئے تھے۔ اس وجہ سے اون کو لڑائی کرنا مقصود نہ تھی۔ اسواسطے حضرت نے وہین ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اوس درخت سے تکیہ لگا کے صحابہ سے بیعت لی۔ تاکہ اپنے ارادون پر مضبوط رہین اور جو کچھ تکلیف اور مصیبت خدا کی جانب سے پہونچے۔ اوس پر راضی رہین۔ اور اگر لڑائی کا موقع پڑے۔ تو ثابت قدم رہین۔ اور روگردانی نہ کرین۔ اسی وجہ سے اس بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہین۔ اس بیعت کے وقت حضرت عثمان تو مکہ مین نظربند تھے۔ اس لیے رسول اللہ نے خود اپنے ہاتھہ پر عثمان کیطرف سے بیعت کی یعنی اپنے بائین ہاتھہ کو اوٹھا کر کہا ہذہ ید عثمان،، اور اپنے داہنے ہاتھہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہذہ یدی۔ اور بائین ہاتھہ کو داہنے ہاتھہ پر رکھ لیا۔

یہ بیعت حضرت عثمان کے نہایت تقدس اور بارگاہ رسالت مین بے انتہا تقرب پر دال ہے۔ حضرت عثمان کا صبرو استقلال اور حکم رسول کی اتباع بلاچون وچرا اون کے اس سفر سے خوب آئینہ ہے بلاشک اونھون نے حکم رسول کے مقابلہ مین اپنی تکلیف وراحت بلکہ اپنی جان تک کا مطلق خیال نہ کیا۔ اور اونھون نے

جس درخت کے نیچے یہ بیعت ہوئی تھی۔ وہ مبہم ہوگیا ہو۔ بطور یادگار کے بزرگون نے قیاسا ایک مسجد بنوا دی ہے یہ مسجد اول اصحابہ ہی کے وقت مین بنی تھی اوس کے بعد اوس مین وسعت ہوتی رہی۔ یہ بھی مسلمانون کی ایک بڑی زیارت گاہ ہے۔ اور لوگ مدینہ سے مکہ جاتے ہوے۔ یا مکہ سے مدینے جاتے ہوئے اس مقام کی زیارت کرتے ہین۔ اور اوس مسجد مین نمازین پڑھتے ہین ۱۲ قرشی۔

تھا ایک اشارہ رسول پر اپنی جان کو سخت خطرناک حالت مین ڈال دیا - فی الواقع یہ وہ موقع تھا کہ جسمین
قدم دھرنے بڑے بڑے بہادر جھجکتے تھے - آفرین ہے - ای عثمان تجھپر آفرین ہو -

اس بیعت سے نتیجہ یہ پیدا ہوا - کہ کفار یا تو پہلے اپنی ضد پر ایسے اڑے ہوے تھے - کہ سواے نہین کے ان کی
زبان سے نکلتی ہی نتھی - یا اب آتا ہوا - کہ خود ہی صلح کی درخواست بھیجنے لگے - اور سہیل بن عمرو کو اس صلح کے واسطے
رسول اللہ کی خدمت مین روانہ کیا - اور اوس کے ہمراہ حویطب بن عبد العزی - اور مکرز بن حفص بھی آئے
ہمراہ صلح کی گفتگو ہونے لگی - سہیل نے کہا - کہ قریش کی صلاح یہ ہے - کہ امسال تو آپ واپس چلے جایئے - اور
دوسرے سال آکر عمرہ ادا کیجیے - اور دس* سال تک ہمارے اور آپ کے درمیان مین صلح رہے - اور آپس کی
جنگ وجدل اوٹھ جاوے - اور تم لوگون کی ہماری اطراف مین آمد ورفت رہے - ہم لوگ تمھاری طرف
آتے جاتے رہین -

دوسری شرط اوس نے یہ پیش کی کہ آیندہ سال بھی اگر آپ زیارت کو آوین - تو تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرین اور تلوار
کو میان سے باہر نہ نکالین - اور تیسری شرط یہ تھی - کہ جو شخص بلا اجازت ہماری تمھارے پاس چلا آوے - اوسکو
ہمارے پاس بھیجدو - اگرچہ وہ مسلمان ہی کیون نہو - اور جو شخص تم مین کا ہمارے پاس آوے - اوس کو ہم واپس نہ دینگے
مسلمانون کو یہ شرط سنکر بہت تعجب ہوا - اور کہنے لگے - سبحان اللہ جو شخص مسلمان ہوکر ہمارے پاس آوے -
اوس کو ہم کیونکر کفار کے سپرد کرین گے - ایک روایت یہ بھی ہو - کہ جب سہیل نے اس شرط کو ذکر کیا - حضرت نے
فرمایا - کہ بہتر ہی - ہم اسی پر راضی ہو - حضرت عمر نے کہا - کیا آپ ایسی بیجا شرطون پر راضی ہو جاوینگے - حضرت نے تبسم کرکے
جواب دیا کہ اے عمر تم سمجھے نہین - جو شخص ان لوگون مین سے مسلمان ہوکر ہمارے پاس آویگا اور ہم اوس کو واپس
کردین گے - تو خداوند کریم اوس کو فرحت اور تکمیل ایمان کا درجہ عطا فرماے گا - اور جو شخص ہم سے منحرف ہوکر
کفار کی طرف جائیگا - ہم کو اوس سے کچھ واسطہ نہین بلکہ وہ کفار ہی کی صحبت کے لائق ہو کیونکہ اسلام مین کچھ خیر نہین یہ گفتگو
ہوئی رہی تھی - کہ اتنے مین ابوجندل سہیل کا لڑکا جو اس سے پہلے مسلمان ہوچکا تھا - اور سہیل نے اس کو قید کرکے طرح طرح
کی اذیتین پہونچائی تھین - اتفاق سے موقع پاکر مسلمانون کے گروہ مین بھاگ آیا - اور کلمہ شہادت کہتا ہوا مسلمانون مین
گھس گیا سہیل نے کہا یا محمد جن چیزون پر ہماری تمھاری صلح ہوئی - اوس کا پہلا معاملہ یہی ہو - ابوجندل کو مجھے سپرد
کردو - حضرت نے فرمایا ابھی تو صلح کی گفتگو ہو رہی ہو - صلح نامہ بھی لکھا نہین گیا شرطین تو صلح نامہ کی لکھنے کے بعد عمل
درآمد کے قابل ہونگی - حضرت نے بہت کچھ اس شرط کے بارہ مین کہا لیکن سہیل نے منظور نہ کیا - آخر مین حضرت

---

* ابوداؤد نے ابن عمر کی حدیث سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن دینار کی مسند مین ابونعیم نے لکھا ہے - کہ بجاے دس سال
کے سہیل نے چار سال کے تھے - حاکم نے مستدرک مین بھی اسی کی موافقت کی ہے ۱۲ مواہب لدنیہ -

نے فرمایا۔ کہ ابوجندل کو تکلیف نہ پہنچانا۔ کرز بن حفص نے اس امر کی ضمانت کی۔ اوس وقت ابوجندل کے حوالہ
کر دیا گیا۔ اسکے بعد صلح نامہ لکھنے کے واسطے دوات قلم منگایا گیا۔ اور اوس بن خولی انصاری کو جو کہ لکھنے پڑھنے مین
سب مشتاق تھے۔ صلح نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا مگر سہیل نے کہا کہ یا محمد یہ صلح نامہ علیؓ کے ہاتھ سے
لکھوایا جائے۔ تو زیادہ اچھا ہوگا۔ کیونکہ وہ تیرے اقربا مین سے ہو۔ حضرت علیؓ کو بلا کر کہا۔ لکھو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
سہیل نے کہا۔ کہ ہم رحمٰن الرحیم سے واقف نہین جیسے تم پہلے لکھا کرتے تھے ویسا ہی لکھو۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھا
لکھو بِاسۡمِكَ اللّٰهُمَّ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيۡهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کفار نے کہا۔ کہ ہم محمد کی رسالت کے قایل نہین۔ اگر ہم
اسی کو مانتے ہوتے۔ تو پھر طواف کعبہ سے اوسے کیون منع کرتے اور اتنا جھگڑا کیون ہوتا۔ یہ لکھو محمد بن عبد اللہ
حضرت نے فرمایا۔ کوئی ہرج نہین مین رسول اللہ بھی ہون ابن عبد اللہ بھی ہون۔ دونون صفتون مین سے جو
لکھی جائے۔ وہ مجھ ہی پر صادق آویگی۔ غرضکہ صلح نامہ مین مذکورہ بالا شرطین لکھی گئین۔ اور اصحاب کبار کی گواہی بھی
ثبت کی گئی۔ جب سہیل نے وہان سے چلنے کا قصد کیا۔ تو حضرت نے اوس کو روکا۔ کہ ہم تجھے اوس وقت تک جانے دینگے
جب تک کہ عثمان مکہ سے نہ آجاے گا۔ سہیل نے اوسی وقت مکہ کے رئیسون کو خط لکھا۔ کہ اگر تم لوگ مجھ سے پھر ملنا
چاہتے ہو۔ تو عثمان کو چھوڑ دو۔ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو روانہ کر دیا۔ مگر بعض روایتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ گروہ اسلام جب حدیبیہ مین آکر مقیم ہوا۔ تو قریش نے پچاس آدمیون کو اس واسطے مقرر کیا تھا۔ کہ خفیہ طور سے
اہل اسلام کے حرکات و سکنات کو دیکھتے رہین۔ اور اگر موقعہ پڑ جاے۔ تو لڑین بھی۔ اتفاقاً محمد ابن مسلمہ جس کو رسول اللہ
صلعم نے شاید طلیعہ کی خدمت پر مامور فرمایا تھا۔ وہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ رات کو گشت کر رہا تھا۔ ان مخبرون
سے اوس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اوس نے اون سب کو گرفتار کر کے رسول اللہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے اونکے
قید کرنے کا حکم فرمایا۔ جب سہیل نے صلح نامہ مرتب ہونے کے بعد اون قیدیون کو مانگا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ
تم عثمان اور اوس کے ہمراہیون کو ہمارے سپرد کر دو۔ ہم تمہارے قیدیون کو چھوڑ دینگے۔ اوس وقت
سہیل وغیرہ نے اہل مکہ کو عثمانؓ کے چھوڑنے کے واسطے خط لکھا۔ لیکن روضۃ الاحباب مین لکھا ہے۔ کہ وہ پچاس
شخص جو قید ہو کر آئے تھے۔ رسول اللہ نے اون کو حراست مین نہین رکھا۔ بلکہ اون کے ساتھ بہت نرمی اور
مہربانی سے پیش آئے۔ اور اون کو چھوڑ دیا۔ اور صلحنامہ مرتب ہونے کے بعد جب سہیل نے وہان سے چلنے کا
قصد کیا۔ تو خود اوسی کو رسالتمآب نے روکا تھا۔ بہر تقدیر۔ روضۃ الاحباب کی روایت کے موافق حضرت
عثمان مکہ سے صلحنامہ کے مرتب ہونے کے بعد آئے۔ اور بر تقدیر ثانی قبل ترتیب صلحنامہ کے آچکے تھے۔ نکتہ سلن

؎ زمانہ جاہلیت مین یہی کلمہ عنوان مین ہمیشہ لکھا جاتا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خاص اسلام کی وضع اور
اسی ملت کی ایجاد ہے۔۔

نے حضرت عثمان کی خبر قتل کے مشہور ہونے مین ایک لطیف نکتہ یہ پیدا کیا ہو۔ کہ یہی خبر بیعت رضوان کی باعث ہوئی۔ اور اس بیعت سے پہلے کفار صلح پر راضی ہی نہ تھے۔ لیکن بیعت ہونے کے بعد اون کے دلون مین ایک خوف پیدا ہوگیا جس سے وہ صلح پر راضی ہوگئے۔ تو گویا کہ حضرت عثمان کی ذات مبارک بیعت رضوان کی باعث ہوئی۔ اور بیعت رضوان صلح حدیبیہ کے باعث ہوئی۔ اور حدیبیہ کی صلح اعلیٰ درجہ کی اشاعت اسلام کی باعث ہوئی۔ کیونکہ مورخین کا اتفاق ہو۔ کہ صلح حدیبیہ کے زمانے مین جس قدر اسلام کو شیوع حاصل ہوا اوتنا کسی زمانہ مین نہ ہوا تھا۔ اور نہ مابعد کے زمانے مین اتنا ہوا۔ کیونکہ صلح حدیبیہ سے پہلے کفار برابر مسلمانون سے ملنے جلنے لگے۔ اون کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے لگے مسلمانون نے اپنے اعزا و اقارب سے مل کر اونکو تلقین ایمان کی اور اپنے دین کی خوبیان بتائین۔ یہ ایسی بات تھی کہ جسنے تھوڑے ہی عرصہ مین اسلام کے دائرہ مین ایک کثیر التعداد مخلوق کو داخل کردیا۔ اور ایک زمانہ دین اسلام کی خوبیون سے واقف ہوگیا۔ علاوہ برین حضرت کو جب قریش کی جانب سے اطمینان ہوا۔ تو اونھون نے کسرای فارس اور مقوقس مصر اور نجاشی حبشہ۔ اور قیصر روم۔ اور حاکم شام۔ حاکم بحرین۔ حاکم یمن۔ شاہ عمان۔ والی یمامہ وغیرہ کو خط لکھے جسمین کہ اسلام کی ترغیب اون کو دی گئی تھی۔ ان خطون کا بہت بڑا اثر ان حکومتون پر پڑا۔ اور بعض بعض حکومتون سے نامہ و پیام برابر جاری رہے۔ اسی صلح کا اثر تھا۔ کہ مکہ مسلمانون کے ہاتھہ پر فتح ہوا۔ اور اوسکے رہنے والے سب اسلام کے حلقہ مین داخل ہوگئے۔ اور اسلام مین ایسی وسعت پیدا ہوگئی۔ جو کسی کے وہم و گمان مین بھی نہین آسکتی۔ ان سب باتون کے دراصل حضرت عثمان ہی بانی مبانی سمجھے جاتے ہین ھذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اب رہا یہ امر کہ حضرت نے اس قدر دب کر صلح کیون کی۔ نکتہ رسون نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہو۔ کہ یہ صلح بہت سی آیندہ مصلحتون پر مبنی تھی۔ حضرت اس امر کو خوب سمجھ چکے تھے۔ کہ جبتک قریش کے اور ہمارے درمیان مین نشست و برخاست کا سلسلہ جاری نہ ہوگا۔ وہ ہرگز ہمارے خیالات سے مطلع نہین ہوسکتے۔ اور جب مطلع نہ ہون گے۔ تو قبول اسلام بھی ظاہر ہو۔ فقط مقصود اصلی یہی ایک شرط تھی۔ اور باقی دو شرطین فقط ضمنی تھین۔ جب صلحنامہ مرتب ہوچکا۔ تو اصحاب رسول بہت ہی کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور انتہا درجہ کا ملال اون کو ہوا۔ کہ ایسی شرطین کی گئین ہین۔ جو اسلام کی ہتک کی باعث ہین اور سب سے زیادہ حصہ اس ملال مین حضرت عمر کا تھا۔ لیکن اون کو یہ کیا معلوم تھا۔ کہ خدا اور اوس کے رسول کی اس مین کیا مصلحتین ہین۔ اور ان کا انجام کیا ہونے والا ہو۔

لیکن حضرت عمر کو جب اس راز سے آگاہی ہوئی۔ تو اونھون نے بہت توبہ اور استغفار کیا اور بذریعہ نماز روزہ وغیرہ کے اوس کی تلافی کرتے رہے۔ گو کہ جو کلمات حضرت عمر نے اوس وقت کہے تھے۔ وہ فقط اختلاف

مال اور دوست ملک عرض سے تھے۔ لیکن تاہم خیریت اون کو خیال ہوا۔ کہ نہ ہو وہ تمیری غلطی تھی۔ اور سبب اوس کی ہوئی۔ خیر غرضکہ ان تمام تمام مرحلون سے فارغ ہو کر رسول کریم مدینہ واپس تشریف لائے اور جو اونٹ کہ قربانی کے لیے ہمراہ لے گئے تھے۔ اون کو وہین حدیبیہ مین ذبح کر ڈالا۔ اور بال وغیرہ منڈوائے۔ بعضون نے فقط کتروانے ہی پر اکتفا کی۔ اہل اسلام کا قیام حدیبیہ مین قریب بیس دن کے رہا۔ ہجرت کے ساتوین سال جب رسول کریم نے خیبر[1] پر ایک ہزار ایک سو چار سے اور دو سو سوارون سے فوجکشی کی تو حضرت عثمان بھی ہمراہ رکاب تھے۔ اور جب قلعہ بطاۃ کے فتح کرنے کی تیاری ہوئی۔ تو جناب الندر کی صلاح سے مقام رجیع مین جو فی الواقع جنگ کی جان تھا۔ فوجی کیمپ قایم کیا گیا۔ اور قلعہ پر حملہ کرنے کے واسطے جناب رسول اللہ صلعم نے کوچ فرمایا۔ تو پہلے دن جناب عثمان بھی اوسی حملہ مین شریک رہے۔ یہود قلعہ کے اوپر سے پتھر اور تیر پھینکتے تھے۔ جب رات کو حضرت جنگ گاہ سے واپس تشریف لائے تو حضرت عثمان کو فوجی انتظام کل سپرد کر دیا۔ اس واسطے وہ دن کو جہاد مین شریک نہ ہو سکتے تھے یہ عہدہ خلافت اوس وقت تک حضرت عثمان کے سپرد رہا جب تک کہ قلعہ بطاۃ فتح ہوا۔

اس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ فوجی انتظام کے متعلق حضرت عثمان مین بہت کچھ سلیقہ تھا۔ یہ بالکل سچ ہو کہ جب خیبر کی غنیمت کا خمس بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر رسول اللہ نے تقسیم کیا۔ تو حضرت عثمان اور جبیر بن مطعم نے جناب رسالت آب کی خدمتمین حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ ہم کو بنی ہاشم کے فضل سے کسی طرح بھی انکار نہین۔ کیونکہ خود آپ اوسی قبیلہ سے ہین۔ لیکن جس طرح بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب آپ سے قرابت مین قریب ہین۔ اسی طرح ہم بھی تو آپ سے قرابت قریبہ رکھتے ہین۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم کو اس خمس مین سے حصہ نہین عنایت فرمایا گیا۔ اور اوس وقت حضرت نے اپنی دونون انگلیونکو ملاکے کہا۔ کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب جاہلیت مین بھی اسی طرح ملے ہوے تھے اور اسلام مین بھی اسی طرح چلے رہے۔ اور کبھی جدا نہ ہوے۔

بلکہ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے۔ کہ خدانخواستہ رسالت آب کا یہ فرمان بنی امیہ اور بنی نوفل سے بنی ہاشم کی کسی قسم کی رنجش ظاہر کرتا تھا۔ بلکہ یہ فرمان آیندہ کی بہت بڑی مصلحتون پر مبنی تھا۔ جو رسول کریم کے قلب مبارک مین قبل از وقت القا ہو گئی تھین۔

[1] خیبر دراصل چند گاؤن کے مجموعہ کا نام ہو۔ اور یہ آٹھ گاؤن تھے۔ اور ہر ایک گاؤن مین ایک قلعہ بنا ہوا تھا۔ اون قلعون کے نام یہ ہین۔ ناعم۔ صعب۔ کتیبہ۔ شق۔ قموص۔ بطاۃ۔ سلم۔ سلالم۔ گر بعضون کے نزدیک کل چھ تھے مگر ان کل قلعون کے مجموعہ کا نام خیبر تھا۔ یہ مقام مدینے سے غالباً آٹھ منزل شام کی جانب ہے۔ ۱۲ قریشی۔

اوس کے بعد اور غزوات بھی مثل فتح مکہ۔ غزوۂ حنین وغیرہ ہوے۔ لیکن اون کو حضرت عثمان کی ذات سے زیادہ تعلق نہین ہو۔ بجز اس کے کہ عثمانؓ بھی اون غزوات مین شریک تھے۔
لیکن غزوۂ تبوک[1] جو ہجرت کے نوین سال مین واقع ہوا تھا۔ اوس کو حضرت عثمان کی ذات سے بحث تعلق ہو۔ اس غزوہ کی وجہ یہ ہوئی تھی۔ کہ ایک قافلہ شام سے مدینہ کو آیا۔ اور اوسنے یہ خبر پہونچائی۔ کہ شاہ روم نے ایک بڑا بھاری لشکر مسلمانون کے استیصال کے لئے جمع کیا ہو۔ اور عرب کے بہت سے اون قبیلون کو جو خوشامدانہ طور سے عیسائی ہوگئے تھے۔ مثل لحم غسان۔ عاملہ۔ جذام۔ وغیرہ کو جمع کرکے مدینے پر فوج کشی کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور ہرقل کی اس فوج کشی کا باعث بعض لوگون نے یہ بیان کیا ہو۔ کہ نصاری نے ہرقل کو یہ خبر پہونچائی۔ کہ عرب مین جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ مرگیا۔ اور اوس کے ساتھ والے لوگ قحط اور گرانی کی وجہ سے سخت مصیبت مین مبتلا ہین۔ اگر ایسے وقت مین اون کا استیصال کردیا جائے۔ تو بہت آسانی سے اون کا ملک قبضہ مین آجائے۔ ہرقل نے اس خبر کو صحیح سمجھ قباد نامے ایک رومی رئیس کو چالیس ہزار فوج کے ہمراہ مدینہ کی مہم پر نامزد کیا۔ جب اوس قافلہ کے ذریعہ سے جناب رسالت مآب کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ تو آپ نے ملک شام پر خود ہی فوج کشی کا مصمم قصد کیا اور صحابہ کو اون قبائل عرب کے جمع کرنے کا حکم دیا جو اسلام کے حلقہ مین داخل ہوچکے تھے اور اتفاق سے یہ موسم سخت گرمی کا تھا۔ اور پھلون کے طیار ہونے اور فصلون کے کٹنے کا وقت قریب تھا دوسرے یہ کہ ایک سال کے قریب سے عرب مین سخت قحط اور گرانی پڑ رہی تھی۔ جو لوگ آسودہ تھے۔ وہ فصلون کے تیار ہونے کی وجہ سے جہاد پر جاتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اور جو غریب تھے۔ اونکے پاس کھانے تک کو نہ تھا۔ اور اہل اسلام مین بہت ہی کم لوگ ایسے تھے۔ جو ذی ثروت او مالدار ہون۔ ورنہ قریب قریب سب غریب ہی تھے۔ جب جہاد کے واسطے لوگ جمع ہونے لگے اور جناب رسالت مآب نے جہاد مین اعانت اور مدد کرنے کی ترغیب دینی شروع کی۔ تو ہر شخص نے بقدر اپنی وسعت کے جو کچھ ہوسکا خدمت نبوی مین لاکر حاضر کیا۔ صدیق اکبر نے اپنا کل مال نذر کردیا یہان تک کہ گھر مین سوا ایک بوریے کے اور کچھ نہ چھوڑا۔ فاروق اعظم نے اپنا نصف مال راہ خدا مین تصدق کیا۔ بہت سی عورتون نے اپنا زیور اوتار اوتار کے حاضر کردیا۔ عاصم بن عدی نے چند سیر خرمے دیے۔ ابو عقیل انصاری نے تھوڑے سے خرمے لاکر دیے۔ اور کہا۔ رات بھر مین نے

[1] تبوک ایک گانون ہے۔ مدینہ سے چودہ منزل شام کے راستے مین۔ بعضون کے نزدیک تبوک ایک قلعہ ہے بعض حشیہ کا نام بتاتے ہین۔ ۱۲۔

لوگون کے واسطے پانی بھرتا تھا۔ اوس کی اجرت دو صاع خرمے ملے تھے۔ ایک صاع اپنے اہل وعیال کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ اور ایک صاع راہ خدا مین تصدق کرے۔ حضرت نے اون خرمون کو سارے مال کے اوپر رکھا۔ علبہ بن زید نامے صحابی نے خدمت رسول مین حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے پاس کچھ مال نہین ہے۔ جس کو راہ خدا مین تصدق کرون۔ لیکن اپنے جسم کو راہ خدا مین وقف کرتا ہون۔ جو کام مجھ سے لیا جائے گا۔ کرون گا۔ اور جو کچھ بھی تکلیف کسی کسی شخص کی وجہ سے میرے جسم کو پہونچے گی۔ مین ہرگز اوس کا مواخذہ نہ کرون گا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ خداوند کریم نے تیرے صدقے کو قبول کیا۔

اس غزوہ کا سامان مہیا کرنے مین سب سے زیادہ درجہ حضرت عثمان کا تھا۔ بلکہ مورخ مجہز جیش العسرہ کہتے ہین۔ کیونکہ اس جیش کی کارسازی اونہی کی ذات سے زیادہ تر وابستہ ہے۔

اس زمانے مین حضرت عثمان ایک قافلہ شام مین تجارت کو بھیجنے کے لئے تیار کر رہے تھے۔ اور عنقریب وہ قافلہ جانے والا تھا۔ جب حضرت نے سامان غزوہ کے مہیا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ تو جناب عثمان نے اوس قافلہ کو روک دیا۔ اور دو سو اونٹ مکمل مع زین اور پوشش وغیرہ کے خدمت نبوی مین حاضر کیے۔ اور دو سو اوقیہ چاندی حاضر کی اور ایک روایت مین ہے۔ کہ ہزار دینار اپنی آستین مین چھپا کر لائے۔ اور رسالت آب کی گود مین ڈال دیے۔ حضرت نے نہایت خوشی سے اون دیناروں کو اولٹنا پلٹنا شروع کیا۔ اور فرمایا۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا اَسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ اور بعض روایتون مین یہ لفظ ہے کہ لَا يَضُرُّكَ مَا تَفْعَلُ بَعْدَ يَوْمِهِ هٰذَا بعض روایتون مین آیا ہے۔ کہ دس ہزار دینار لاکر حضرت کو دیئے۔ اور مواہب لدنیہ مین قتادہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان نے جیش العسرہ مین ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے مع ساز و سامان کے دیے۔ اور ایک روایت مین ہے۔ کہ تین سو اونٹ اور ہزار مثقال سونا اور دو سو اوقیہ چاندی دی۔ اور عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان نے چالیس ہزار درم نقد دیے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ میرے پاس اسی ہزار درم تھے۔ چالیس ہزار مین نے اہل وعیال کے واسطے چھوڑ دیے۔ اور چالیس ہزار صدقے مین حاضر کیے۔ غرضکہ روایتون مین تطبیق ہو سکتی ہے۔ مورخون کے طرز بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب ذی النورین نے متعدد بار رقمین اس غزوہ کے واسطے دین۔ ممکن ہے۔ کہ جتنی روایتین

+ چونکہ یہ قحط کا زمانہ تھا۔ اور مسلمان بہت تنگدست ہو رہے تھے۔ اور اسی عسرت کے زمانے مین یہ غزوہ واقع ہوا تھا۔ اس واسطے اس کو جیش العسرہ اور غزوۃ العسرہ بھی کہتے ہین ۱۲ قرشی۔

اون کے صدقہ کے بارے مین آئی ہین - وہ سب واقعی ہون - اور جس شخص نے جو کچھ دیتے
دیکھا - وہ بیان کیا - اور اخیر والی روایت جس مین چالیس ہزار درم دینا بیان کئے گئے ہین وہ
سب روایتون کی جامع ہو - تو اس صورت مین چالیس ہزار درم نقد اور دو سو اوقیہ چاندی - اور نوسو
سو اونٹ مکمل مع کل سامان کے اور ستر گھوڑے اور ہزار مثقال سونا جس کو دوسرے راوی نے
ایک ہزار دینار سے تعبیر کیا ہو - اونھون نے راہ خدا مین کارسازی غزوہ کے لیئے تصدق کیے وَذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ مورخون نے تصریح کر دی ہے - کہ اس غزوہ مین تیس ہزار مرد رسول اللہ
کے ہمراہ گئے تھے - جس مین سے چوتھائی فوج کا سامان حضرت عثمان نے دیا تھا - اور من
جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ کا مصداق ہونا اون کی ہی قسمت مین تھا - وہ خدا نے پورا کیا - اور
حضرت کا لَا يَضُرُّكَ مَا تَفْعَلُ بَعْدَ يَوْمِهِ هٰذَا اون کی شان مین فرمانا صاف ظاہر کر رہا ہے اگر
جو کچھ زلت اون سے آیندہ واقع ہوگی وہ سب معاف اور قابل عفو ہو - اور جس کو قبولیت بارگاہ
قسمت حاصل ہوگئی - اور خدا اور اوس کا رسول اوس سے راضی ہو گیا - امید قوی اوس کی
مغفرت کی ہے - گو کیسی ہی زلت اوس سے واقع کیون نہ ہو جائے -

اسی طور سے کل مہاجرین اور انصار نے جس سے جو کچھ بھی ہو سکا - صدقہ دیا - سواریون کی قلت کی تھی
کہ حضرت نے فرما دیا تھا - کہ نعلین بہت سی اکٹھا کر لی جائین کیونکہ ایک طور سے یہ سواری ہی کے حکم مین داخل
ہین - غرضکہ جب یہ سب منتشر سامان جمع ہو گیا - تو اہل فوج پر تقسیم کر دیا گیا - لیکن پھر بھی یہ حالت
تھی - کہ بہت سے اصحاب اس قسم کے تھے - کہ جن مین اٹھارہ اٹھارہ آدمیون کے درمیان مین
ایک ایک اونٹ پڑا تھا - اور وہ باری باری سے اوس پر سوار ہوتے تھے - یہ خدائی فوج اس بیسر
سامانی سے رجب ۹ھ ہجری کو پنجشنبہ کے دن مدینہ سے روانہ ہوگئی - اور پہلی منزل ثنیۃ الوداع
مین ہوئی - اور یہان پر فوج مین ترتیب دی گئی - اور صفین قائم کی گئین - سب سے بڑا علم صدیق اکبر
کو دیا گیا - اور ایک روایت آیا ہو - کہ زبیر ابن العوام کو دیا گیا - اور ہر ایک قبیلہ کا ایک علم اونکے
سردار کو دیا گیا - سوارون کا علم علیحدہ - شتر سوارون کا الگ - پیادون کا الگ - یہ علم دوسرے علمون سے بڑے ہو
تھے - اور جو علم قبائل کی شناخت کے تھے - وہ چھوٹے تھے - لشکر کی تعداد مین اختلاف ہو بعض
مورخین کہتے ہین - کہ جب ثنیۃ الوداع مین لشکر کی جانچ کی گئی - تو چالیس ہزار تعداد نکلی - بعض کہتے ہین
کہ ستر ہزار تھی - اور یہی روایت زیادہ مشہور ہو - اور بعض کہتے ہین - کہ چالیس ہزار مین سے دس ہزار
اسپ سوار اور بارہ ہزار شتر سوار اور باقی پیادہ تھے خالد بن ولید کو مقدمہ پر [illegible] طلحہ بن عبد اللہ کو

مدینہ - اور عبدالرحمن بن عوف کو میسرہ پر رسالت آب نے مقرر کیا ثنیۃ الوداع سے رخصت ہوکر جب تبوک میں پہونچے - تو لشکر اسلام دو مہینے تک اور ایک قول یہ ہے - کہ بارہ دن تک وہان پر ٹھہرا رہا - قیصر کے دل میں اور اوسکے اہالی وموالی کے دلمین رعب طاری ہوگیا - جس کی وجہ سے وہ مسلمانون کے مقابلہ میں فوج نہ بھیج سکا - جب وہان پڑے پڑے ایک زمانہ گذر گیا - اور قیصر کی طرف سے بالکل سکوت رہا - تو حضرت نے اصحاب سے مشورہ طلب کیا - کہ شام کی ولایت پر حملہ کیا جائے - یا نہین - عمر فاروق نے صلاح دی - کہ اگر آپ خدا کی طرف سے فوج کشی پر مامور ہیں - تو بسم اللہ کیجیے - حضرت نے فرمایا - کہ اگر میں مامور ہی ہوتا - تو تم سے مشورہ لینے بھلا کیون بیٹھتا - حضرت عمر نے فرمایا - اگر ایسا ہو - پھر تو صلاح میری یہی ہے - کہ قیصر بھی اپنے کیے سے پشیمان ہوچکا ہے - اور اہل اسلام پر بھی وقت تنگ ہے - آیندہ سال پر اس غزوہ کو اوٹھا رکھیے اور دوسرے سال سامان مہیا کرکے پھر فوج کشی فرمائے تو زیادہ مناسب ہوگا - حضرت نبوی میں یہ صلاح پسند فرمائی غزوۂ تبوک کے بعد پھر کوئی غزوہ مشہور نہین - چھوٹے چھوٹے سریہ ہوے - لیکن اون کو حضرت عثمانؓ کی ذات سے چندان تعلق نہین - ۹ھ کے اخیر اور ۱۰ھ میں بہت سی سفارتیں مختلف مقامون سے آئین - اور جوق جوق لوگ حلقۂ اسلام مین داخل ہو - ۱۱ھ مین حضرت نے اسامہ بن زید کی ماتحتی مین ایک لشکر رومیون کے مقابلہ مین - روانہ کرنا چاہا - سب تیاری ہوچکی تھی - لیکن صفر کے آخر مہینے میں رسول کریم بیمار پڑ گئے - اور یہ تجویز فی الحال ملتوی رکھی گئی - بروایت مشہور تیرہ دن بیمار رہے - اور دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا -

خلافت حضرت ابوبکرؓ - وحضرت عمر فاروق

حضرت کے انتقال کے بعد انصار نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر چاہا - کہ اپنے مین سے کسی شخص کو منتخب کرکے خلیفہ بنالین - حضرت عمرؓ بھی ابوبکر صدیق کے ہمراہ اوس مقام پر پہونچ گئے - اور حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرلی - بنو ہاشم بھی اپنا الگ مجمع کرکے حضرت علی کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے - اسی وجہ سے بعض روایتون میں آیا ہے - کہ حضرت علیؓ نے چھ مہینے کے بعد ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی لیکن بعض کہتے ہیں - کہ اوسی دن اور بعض کے نزدیک دوسرے دن حضرت علی نے بیعت کی -

حضرت صدیق کی مدت خلافت سوا دو برس ہوئی - کیونکہ اونھون جمادی الثانی ۱۳ھ مین انتقال

کیا۔ حضرت ابوبکر کو ۔ قرن کے تجربے سے یقین ہو گیا تھا۔ کہ خلافت کا بار حضرت عمر کے سوا اور کسی سے اوٹھ نہین سکتا۔ تاہم وفات کے وقت اونھون نے عام راے کے اندازہ کرنے کے لئے اکابر صحابہ سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر پوچھا۔ اونھون نے جواب دیا۔ کہ عمر کی قابلیت مین کیا کلام ہو۔ لیکن مزاج مین سختی ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا اون کی سختی اس لیے تھی۔ کہ مین نرم تھا۔ اب جب خود اون ہی پر بوجھ پڑے گا۔ تو خود بخود نرم ہو جائین گے۔ پھر حضرت عثمان سے پوچھا۔ اونھون نے کہا۔ کہ مین اسی قدر کہہ سکتا ہون۔ کہ عمر کا باطن ظاہر سے اچھا ہے۔ اور ہم لوگون مین اون کا مثل نہین ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان کو بلایا۔ اور عمر فاروق کی خلافت کے واسطے عہد نامہ لکھوانے لگے۔ ابتدائی الفاظ لکھوا چکے تھے۔ کہ غش آگیا حضرت عثمانؓ نے یہ حالت دیکھ کر یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیے۔ کہ مین عمرؓ کو خلیفہ کرتا ہون۔ تھوڑی دیر کے بعد صدیقؓ کو ہوش آیا۔ تو حضرت عثمان سے پوچھا۔ کہ تم نے کیا لکھوایا تھا۔ تو حضرت عثمان نے پڑھکر سنا دیا۔ حضرت صدیق بیساختہ اللہ اکبر کہہ اوٹھے۔ اور کہا۔ کہ اے عثمان خدا تم کو جزاے خیر دے۔

غرضکہ اس عہد نامے کی تکمیل حضرت عثمان ہی کے ہاتھون سے ہوئی۔ اس عہد نامہ کے مطابق حضرت عمر صدیق اکبر کے بعد جمادی الاول سنہ ۱۳ھ مین خلیفہ ہوے۔ کسی مہاجر یا انصار نے اون کی بعیت سے مخالفت نہ کی۔ جناب عثمان اون کے عہد خلافت مین اکثر اون کے مشیر کار رہے۔ اپنا قدیم پیشہ تجارت بھی کرتے تھے۔ حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ کم وبیش دس سال ہوا۔

حضرت عمرؓ کا انتقال اور مجلس شورے

عمر فاروق نے اپنی زندگی مین کسی خاص شخص کو خلیفہ مقرر نہین کیا تھا۔ بلکہ مرتے وقت خلافت کو چھے شخصون۔ علی۔ عثمان۔ سعد ابن وقاص۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمن ابن عوف مین دائر کر دیا کہ انھی چھے شخصون مین سے منتخب کر کے ایک آدمی خلیفہ بنا دیا جائے۔ بعض مسلمانون نے عمر کی اس وصیت کو سنکر ارباب شوریٰ پر طعن کرنا شروع کئے۔ حضرت عمر کو جب خبر پہونچی۔ تو وہ بہت رنجیدہ ہوے۔ اور ان چھون شخصون کی تعریفین آپنے الگ الگ بیان کین۔ حضرت عثمان کی نسبت یہ کلمہ فرمایا۔ کہ مین نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوے اکثر سنا۔ کہ عثمان ابن عفان

رات کو نماز ادا کرتا ہے۔ اور ملائکہ اوس پر رحمت بھیجتے ہین۔ ایک بار مین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ تو کوئی ایسی منقبت نہین ہے۔ کہ عثمان ہی کے ساتھ مخصوص ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ ہان ہان۔ یہ عثمان ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ عثمان ہمیشہ اس بات سے ڈرتا ہے۔ کہ کوئی گناہ اوس سے صادر نہ ہو جائے۔ اور خدا کے سامنے شرمندگی ہو۔ جب وہ خدا سے ایسی شرم کرتا ہے تو ملائکہ کیونکر نہ اوس سے شرم کرین اور کیونکر اوس پر رحمت نہ بھیجین۔ اس کے بعد عثمان۔ علی۔ زبیر عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن وقاص ان پانچ آدمیون کو بلا کر کہا۔ کہ طلحہ آوے یا نہ آوے۔ تم لوگ اپنا کام کرو۔ واللہ جو شخص اس طائفہ کے بارہ مین گمان بد کرے گا۔ اوس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ ایک شخص نے حضرت عمر سے کہا۔ کہ ان چھے آدمیون مین سے۔ آپ کسی ایک کو منتخب کیون نہین کر دیتے۔ اوس وقت آپنے ہر ہر شخص کے بارہ مین ایک ایک نکتہ بیان فرمایا جس سے مقصود یہ تھا کہ ان کی حاکمانہ لیاقتین ایسا مساوی وجہ رکھتی ہین۔ کہ وہ ان مین سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین دے سکتے۔ اور فاروق اعظم نے طلحہ انصاری سے کہا۔ کہ اسلام تم لوگون کی مدد سے عزیز ہوا اب بھی تم کو چاہیے۔ کہ اسلام کی مدد کرو۔ اس واسطے مین تمھین وصیت کرتا ہون۔ کہ پچاس آدمیون کو انصار مین سے اپنی رائے کے موافق منتخب کر کے اون کی طرف سے تم موکل ہو۔ اور تم مشورہ مین شریک ہو۔ اور لوگون کو ترغیب دو۔ کہ جہان تک جلد ہو سکے۔ ان چھ مین سے کسی ایک کو منتخب کر کے خلیفہ بنا دین۔ چوتھے دن خلیفہ کو ضرور منتخب ہو جانا چاہیے۔ اس درمیان مین صہیب انصاری نماز کی امامت کرائین۔ اہل شوری مین سے اگر پانچ ایک طرف ہون۔ اور ایک اکیلا ایک طرف ہو۔ تو اوسکی گردن فورًا مار دو۔ اور اگر چار کی دو مخالفت کرین۔ تب بھی تلوار سے کام لو۔ اگر اور دونون جانب پلہ مساوی ہو تو جس جانب عبدالرحمن بن عوف ہو۔ اوس کو ترجیح دی جائے۔ اور میرا بیٹا عبداللہ اوس مجمع مین شریک ضرور رہے۔ لیکن وہ کسی امر مین دخل نہ دینے پاوے۔ دیکھو خبردار تین دن سے زیادہ میرے بعد انتخاب مین نہ گذرین۔ چوتھے دن خلیفہ کو مسند خلافت پر بیٹھ جانا ضروری ہے۔ اور وہ پچاس آدمی کہ جنکو انصار مین سے تم منتخب کروگے۔ اون کو مین بی بی عائشہؓ کے گھر پر متعین کرتا ہون۔ وہ اوس کی حفاظت کرین۔ کیونکہ بیت المال اوسی کے گھر مین ہے۔ ان وصیتون کے بعد حضرت نے جان بحق تسلیم کی۔

حضرت عثمان کا انتخاب

جب لوگ حضرت عمرؓ کے دفن سے فارغ ہوے۔ مقداد بن اسود نے موافق وصیت حضرت عمر کے اصحاب

شہ ضروریہ کو جمع کیا بقول بعض بیت المال یعنی بی بی عائشہ کے مکان مین یہ لوگ جمع ہوئے۔ اور بقولے فاطمہ خواہر اشعث کے گھر مین جمع ہوے۔ اور ان لوگون نے باہم مفاخرت کرنا شروع کی۔ اور اپنے اپنے مفاخر پر خطبے دیئے۔

عبد الرحمٰن بن عوف نے اپنے کو اور اپنے بھائی سعد بن وقاص کو خلافت کے بار کا متحمل نہ سمجھ کر خلافت کے دعوے سے علٰحدہ کر لیا۔ اور زبیر نے عبد الرحمٰن کے کہنے سے علی کو اختیار کر لیا۔ اور طلحہ نے عثمان کو اختیار کر لیا۔ اب فقط عثمان اور علی دونون مین انتخاب دائر ہو گیا۔ اور لوگ موافق وصیت عمرؓ کے عبد الرحمٰن کی صوابدید کے منتظر ہے۔ مگر اوس دن کوئی راے قرار نہ پائی۔ اور مجلس برخاست ہو گئی۔ دوسرے دن عبد الرحمٰن نے سعد سے پوچھا۔ کہ تم تو خلافت کے طالب نہین ہو۔ علی اور عثمان مین سے کس کو پسند کرتے ہو۔ سعد نے بھی عثمان ہی کو پسند کیا۔ اس سے زائد دوسرے دن کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔ تیسرا دن بھی اسی کشمکش و پیچ مین گذر گیا۔ لیکن کوئی راے قائم نہوئی۔ لیکن تیسرے دن مجلس برخاست کرنے کے بعد عبد الرحمٰن کو فکر ہوئی۔ کہ عمر کی وصیت کے موافق آج انتخاب ہو جانا چاہیے تھا لیکن ابھی تک نہ ہو سکا۔ رات ہی مین جو کچھ ہو جانا چاہیے۔ اس خیال سے اوس نے مسور بن مخرمہ اپنے بھانجے کو جبکہ وہ سو رہا تھا۔ بلوا بھیجا۔ اور اوس سے کہا کہ مجھے آج تین رات ہو چکے ہین۔ کہ پلک تک نہین جھپکائی اور تجھے نیند سوجھی ہو۔ جا علی اور عثمان دونون کو بلا لا۔ اوس نے پوچھا۔ کہ دونون مین پہلے کس کے پاس جاؤن۔ جواب دیا تجھے اختیار ہے۔ مسور پہلے علی کے پاس گیا۔

اس مقام پر ایک غلط قصہ بعض ارباب تواریخ یہ بیان کرتے ہین۔ کہ اس وقت عمرو عاص کو اتفاقاً معلوم ہو گیا۔ کہ عبد الرحمٰن نے علی اور عثمان کو بلایا ہے۔ اوس کو کچھ شرارت سوجھی۔ اور پہلے دوڑ کر علیؓ کے پاس گیا اور کہا۔ تم جانتے ہو۔ کہ مین تمھارا خیر خواہ ہون اگر مین تمھاری بھلائی کی کوئی بات بتاؤن تو تم اوس کو مانو گے۔ اونھون نے جواب دیا۔ ضرور بتاؤ۔ مین مانون گا۔ اوس نے کہا کہ اگر عبد الرحمٰن تم سے پوچھے۔ کہ تم ابوبکر اور عمر کے طریقہ پر چلنے کا مجھسے اقرار کرتے ہو۔ تو تم حامی نہ بھر لینا بلکہ بقدر قوت و طاقت کے کہنا۔ تاکہ عبد الرحمٰن کو معلوم ہو۔ کہ تم کو خلافت کی کچھ ایسی طمع نہین ہے۔ اور اگر تم حامی بھر لو گے۔ تو وہ سمجھے گا۔ کہ ضرور انھین خلافت کی طمع ہے۔ اور دفع الوقتی کے لئے اقرار لیا ہے۔ اس کے بعد عمرو عاص عثمان کے پاس پہونچا۔ اور اون کو سمجھا دیا۔ کہ تم سے اگر عبد الرحمٰن کہے کہ ابوبکر اور عمر کے طریقے پر چلو گے۔ تو تم فوراً بلا اندیشہ اقرار کر لینا۔ تم خلیفہ کر دیے جاؤ گے۔ چنانچہ مسور بن مخرمہ پہلے علیؓ کے پاس آیا۔ اور وہ عبد الرحمٰن کے پاس گئے۔ اور جب اونھون نے پوچھا۔ کہ تم ابوبکر اور عمر کے طریقے پر

تو گنجایش گرفت کی ہوسکتی ہے۔ اور درحالیکہ سب جگہ یکسان معاملہ نہین ہو۔ اور کسی مقام پر اتفاقیہ کوئی بات ہوجائے۔ تو اوس کی مبادی پر غور کرنا لازم ہے۔ عاملون کا تغیر تبدل گو ایک ہی وقت مین نہین ہوا۔ لیکن سلسلہ کی غرض سے ہم نے ایک ہی جگہ کوفہ اور مصر کے حاکمون کی تبدیلی دکھا دی ہے۔ ان دو مقامون کے علاوہ اور حاکم بھی بدلے گئے۔ لیکن زیادہ مہتم بالشان یہی دو مقام تھے۔ جیسا کہ آیندہ تمھین معلوم ہوگا۔ مورخ طبری کا قول ہے۔ کہ ذی الحجہ ۲۴ھ کو حضرت عثمانؓ نے عبد الرحمن بن عوف کو امام الحاج کر کے مکہ بھیجا۔ تاکہ وہ حج ادا کرا دین۔ اور ۲۵ھ کے شروع ہونے کے بعد سے اونھون نے عاملون کا تغیر و تبدل شروع کیا۔

لیکن اس قول سے مغیرہ بن شعبہ کا عزل اور سعد وقاص کا نصب مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ عزل و نصب تو ۲۴ھ کے شروع ہی مین ہوا تھا۔

سلسلۂ فتوحات

حضرت عثمان کے زمانے مین اُنکی ذاتی فتوحات بھی بہت کچھ ہوئے جس کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ جس قدر فتوحات اون کے زمانہ مین ہوئین۔ وہ دو قسم کی تھین۔ ایک تو وہ کہ مثلاً جو مقام حضرت عمر کے زمانہ مین فتح ہوچکے تھے۔ اور خلافت کے بدلنے سے وہان برہمی اور غدر کی صورت پیدا ہوگئی۔ جیسا کہ کل ایشیائی حکومتون مین ہوا کرتا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کچھ فوجین وہان اون مقامون پر بھیج کر از سر نو اون مطیع کیا۔ اور اسی سلسلے مین اور مقامات گرد و نواح کے بھی فتح ہوگئے۔

اور دوسری قسم فتوحات کی وہ تھی۔ جو خود ان کے زمانے مین مستقل طور سے کئے گئے۔ لیکن ایسے فتوحات مین پھر دو صورتین ہوگئی تھین۔ بعض مفتوحات ایسے تھے جو بڑی جانکاہی اور کوشش سے فتح کئے گئے لیکن موسم کے خراب ہونے یا رسد کے بہم نہ پہونچنے کی وجہ سے وہان سے مجبوراً فوج کو اوٹھا لینا پڑا۔ گو ایسے مقامات پر فتح کے بعد حاکم وغیرہ سب مقرر کر دیے گئے۔ لیکن زیادہ فوج نہ رکھ سکنے کی وجہ سے پھر بغاوت ہوگیا اور اتفاقات ایسے پیش آئے۔ کہ پھر وہان فوج کشی کی نوبت نہ آئی۔ اور وہ ملک کچھ دن کے بعد قبضہ سے نکل گئے اور دوسرا امر مستقل فتوحات کا وہ تھا۔ کہ جو فتح ہونے کے بعد بھی قبضہ مین رہے۔ ہم پہلے فتوحات نمبر ایک کو بیان کرتے ہین۔ اور چونکہ بعض واقعات مسلسل ہین۔ بغیر اون کی ابتدائی حالت دکھائے سلسلہ سمجھ مین آنا مشکل ہے۔ اسواسطے مختصراً ہر ایک مقام کی فتح کا پہلا سلسلہ بھی بیان کر دینا ضروری معلوم ہوا۔

ایران اور اُسکے اضلاع کی فتوحات کا مسلسل خاکہ

حضرت عمر فاروق کے زمانے مین جب عراق عجم پر فوج کشی کی گئی۔ اور سعد وقاص کے ہاتھون ۱۶ ہجری مین مدائن (کسریٰ کا پایۂ تخت) فتح ہوا۔ تو ایرانیون نے جلولا[1] مین قیام کر کے جنگ کی تیاری کی ۱۶ ھ مین ہاشم بن عتبہ بارہ ہزار فوج دے کر اس مہم پر روانہ کئے گئے۔ مدتون کے محاصرہ کے بعد مسلمانون کو فتح ہوئی۔

یزدگرد (کسرائے فارس) مدائن کی فتح کے بعد حلوان مین جا کر ٹھہرا تھا۔ جب جلولا کی فتح ہونیکے بعد اوس کو ملی۔ تو اوس نے رے مین جا کر قیام کیا۔ اور خسرو شنوم کو چند رسالون کے ساتھ وہان چھوڑ گیا۔ اودھر سعد وقاص بھی آگے بڑھتے جاتے تھے۔ انھون نے جلولا مین قیام کیا۔ اور قعقاع کو کچھ فوج دیکر حلوان کی طرف بھیجا۔ یہ ابھی قصر شیرین (حلوان سے تین میل اسی طرف ہو) کے قریب ہی پہونچے تھے۔ کہ خسرو شنوم خود پیش قدمی کر کے قصر شیرین ہی مین پہونچ گیا۔ لڑائی ہوئی۔ تازی جوان ایرانیون پر چیرہ دست ہوئے۔ اور حلوان بھی فتح ہو گیا۔

یزدگرد جب رے مین پہونچا چونکہ اقبال جواب دے چکا تھا۔ رے کے حاکم آبان نے بیوفائی کی۔ اور یزدگرد رے نے نکلکر اصفہان اور کرمان ہوتا ہوا خراسان پہونچا۔ اور مرو مین اوس نے ایک آتشکدہ تیار کرایا۔ اور آتش پارسی جو اوسکے ساتھ ساتھ تھی اور اوسمین رکھی گئی۔ اور وہین اوسنے اپنی سلطنت کے پرانے ڈھکوسلے پھر جاری کئے۔ یہان پہونچنے کے بعد اوسکو خبر ملی۔ کہ مسلمانون نے جزیرہ[2] اور خوزستان بھی فتح کر لیا۔ یہ خبر سن کر اوس کو بہت طیش آیا۔ اور کل صوبون کو معہ فوجون کے حاضر ہونے کا فرمان بھیجدیا۔ اور ساتھہی نقیب بھی پہونچگئے اس وجہ سے طبرستان۔ جرجان۔ رے۔ اصفہان۔

ملکہ خراسان اور ہندہ تک تمام تلاطم مچگیا۔ اور لاکھ فوج جمع ہو گئی۔ مردان شاہ فارسی اس مہم کے سر کرنے کے واسطے تجویز کیا گیا۔ اور وہ فوجون کو لئے ہوئے نہاوند مین پہونچا۔ ادھر حضرت عمر نے نعمان بن مقرن کو تیس ہزار فوج دے کر کوفہ سے نہاوند کی طرف روانہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ عین معرکہ مین نعمان گھوڑے سے گر کر شہید ہوا۔ اوس کے بھائی نعیم بن مقرن نے بھائی کا کام سنبھالا۔ سخت معرکے کے

---

[1] جلولا بغداد کے سواد مین ایک شہر ہے۔ بغداد سے خراسان جاتے ہوئے راستے مین پڑتا ہے۔

[2] جزیرہ اوس آبادی کا نام ہے۔ جو دجلہ اور فرات کے بیچ مین ہے۔ اس کے حدود اربعہ یہ ہین۔ مغرب مین آرمینیہ کا کچھ حصہ اور ایشیائے کوچک۔ جنوب مین شام۔ مشرق مین عراق۔ شمال مین آرمینیہ کے کچھ حصے ۱۲۔

بعد مسلمانون کی فتح ہوئی۔ اور ہمدان تک ایرانیون کا تعاقب کیا حذیفہ بن الیمان جو نعمان کے بعد لشکر کے سردار مقرر ہوا انھون نے نہاوند مین قیام کیا۔ یہان کے مشہور آتشکدہ کے موبد نے امان طلب کی۔ اور ایک بڑے بھاری خفیہ خزانے کی خبر دی۔

اسوقت تک حضرت عمر کا یہ خیال بھی نہ تھا کہ وہ ایران کے فتح کرنے کو کسی وقت فوجین روانہ کرینگے۔ اسوقت تک جتنے معرکے ایرانیون سے ہوے فقط اپنے ملک کی حفاظت کی غرض سے ہوے۔ لیکن ایرانیون کے دن رات نئی نئی فوجون سے طیار کرنے سے خواہ مخواہ کے لیے مسلمانون کو بھی مقابلہ کرنا ہی پڑتا تھا۔ بڑی خرابی یہ تھی۔ کہ جو مقام فتح ہو چکے تھے وہان بار بار غدر ہو جاتا تھا۔ اور نئی نئی فوجین طیار کر کے مسلمانون کی بیخ کنی کی تدبیرین کی جاتی تھین۔ حضرت عمر کو مجبوراً اس پر خیال کرنا پڑا۔ اور اکابر صحابہ سے راے لی۔ کہ مفتوحہ ملکون مین کیون بار بار غدر ہو جاتا ہے۔ لوگون نے کہا جب تک یزدگرد ایران کی حدون سے نکل نجاے۔ اوس وقت تک فتنہ موقوف نہین ہو سکتا۔ کیونکہ جب تک ایرانیون کو یہ خیال رہیگا۔ کہ تخت کیان کا وارث موجود ہے۔ اون کی امیدین ہرگز اوس وقت تک منقطع نہین نہین ہو سکتین۔ اسی بنا پر حضرت عمر نے عام طور سے ایرانیون پر لشکر کشی کا ارادہ کر لیا۔ اور متعدد علم جدا جدا ممالک کے واسطے طیار کر کے مشہور مشہور افسرون کے پاس بھیج دیے۔ چنانچہ خراسان کا علم احنف بن قیس کو۔ اصطخر کا عثمان بن ابی العاص ثقفی کو کرمان کا سہیل بن عدی کو۔ مکران کا حکم بن عمیر التغلبی کو۔ آذربائجان کا عتبہ کو۔ اور ساوہ۔ اور اردشیر کا مجاشع بن مسعود کو۔ فسا کا ساریہ بن زہیم الکنانی کو۔ دیا۔ ۲۱ ہجری مین یہ افسر اپنے اپنے متعینہ ممالک پر پر روانہ ہوے۔

عبد اللہ بن عبد اللہ نے ۲۱ ہجری مین اصفہان پر چڑھائی کی۔ یہان کے رئیس استندار نے اصفہان سے کچھ فاصلے پر خفیف لڑائی کے بعد صلح کر لی۔ عبد اللہ نے آگے بڑھکر خاص اصفہان کا محاصرہ کیا فادوسفان نے خود تن تنہا عبد اللہ سے مقابلہ کیا۔ اور اوس کی بہادری کا لوہا مان کر اس شرط پر صلح کر لی کہ باشندون مین سے جو چاہے جزیہ دیکر شہر مین رہے۔ اور جو چاہے نکل جاے۔

ہمدان

اور نعیم بن مقرن کو ہمدان پر حضرت عمر نے روانہ کیا۔ اونھون نے بارہ ہزار کی جمعیت سے شہر کا محاصرہ کیا

۱؎ خورستان اس قطعہ آبادی کا نام ہے جو عراق اور فارس کے وسط مین واقع ہے اوس مین بڑے بڑے چودہ[14] بڑا شہر اوس کا اہواز ہے۔

لیکن جب فتح مین دیر لگی۔ تو اونھون نے اصلاح مین ہر طرف فوجین پھیلا دین۔ یہان تک کہ ہمدان کے علاوہ باقی تمام مقامات فتح ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر محصورون نے بھی ہمت ہار دی اور صلح کر لی۔

حضرت عمر کے انتقال کے بعد ہی ان لوگون نے پھر بغاوت پر کمر باندھی۔ حضرت عثمان نے مغیرہ بن شعبہ کو اس مہم کے واسطے مقرر کیا۔ اونھون نے کوفہ کی فوج لے کر سنہ ۲۴ھ مین از سر نو اوس کو فتح کیا۔

رے

جس زمانے مین نعیم بن مقرن نے ہمدان کو فتح کیا تھا۔ دیلم نے رے۔ آذربائجان وغیرہ سے وپیام کرکے بڑی فوج جمع کی۔ اور ایک طرف سے زینبدی رے کا رئیس۔ اور دوسری طرف سے آذربائجان سے اسفندیار پہونچا۔ اور وادی رود مین یہ فوجین جمع ہوئین۔ اور اس زور کا رن پڑا۔ کہ لوگون کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ دیلم نے شکست کھائی۔ لیکن رے کا کھٹکا باقی رہ گیا۔ رے کا حاکم اوس وقت سیاوش تھا۔ جو بہرام چوبین کا پوتا تھا۔ اوس نے دنباوند۔ طبرستان قومس۔ جرجان۔ کے رئیسون سے مدد طلب کی۔ ہر جگہ سے امدادی فوجین آئین۔ لیکن زینبدی جس کو سیاوش سے کچھ ملال تھا نعیم سے آملا۔ اور اوس کی سازش سے شہر پر حملہ ہوا۔ اور دفعۃً وہ فتح بھی ہو گیا۔ نعیم نے زینبدی کو رے کی ریاست دی۔ اور پرانے شہر کو برباد کرکے نئے سرے اوس کو آباد کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت عمر کے مطابق نعیم نے خود رے مین قیام کیا۔ اور اپنے بھائی سوید کو قومس پر بھیجا۔ جو بغیر کسی جنگ کے فتح ہو گیا۔

حضرت عثمان کے زمانے مین سنہ ۲۴ھ ہی مین اہل رے نے پھر بغاوت کی۔ اور ابو موسی اشعری اور براء ابن عازب نے حضرت عثمان کے حکم سے فوج کشی کی اور خفیف جنگ کے بعد پھر قومس اور رے اور دیلم قبضہ مین کر گئے۔

آذربائگان[5]

آذربائجان کا علم سنہ ۲۲ھ مین پہلے حذیفہ بن الیمان کو حضرت عمر نے دیا تھا۔ وہ نہاوند سے چلکر اردبیل

---

[5] شہر مراغہ اس کا دار الصدر تھا۔ لیکن اب تبریز کو سمجھنا چاہئے۔

(آذر بائگان کا پائے تخت) مین پہونچا یہان کے رئیس نے باجروان ایند سراۃ بسنر میانج وغیرہ سے کثیر التعداد فوج جمع کرکے حذیفہ سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ آخر مین آٹھ لاکھ سالانہ پر صلح ہو گئی۔ حذیفہ نے اس کے بعد موقان اور جیلانی پر حملہ کیا۔ اور فتح دست بستہ حاضر ہوئی۔

لیکن کسی وجہ سے حضرت عمر نے حذیفہ کو معزولی کا فرمان بھیجا۔ اور عتبہ بن فرقد کو اون کی جگہ پر مقرر کیا۔ عتبہ پہونچتے ہی آذربائجان کے تمام اطراف مین غدر ہو گیا۔ حضرت عمر کو بھی اس غدر کے اطلاع ہوئی۔ تو اوکھون بکیر کو اور فوج دے کر پیچھے سے روانہ کیا۔ اسفندیار اور بہرام انھی دونون کی حکومت آذربائگان مین تھے۔ بہرام اور عتبہ سے مقابلہ ہوا۔ اودھر بکیر بھی دوسرے راستہ سے آرہا تھا۔ جس میدان مین اسفندیار نے اوس سے مقابلہ کیا۔ اسفندیار زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ بہرام کو بھی شکست ہوئی۔ اسفندیار نے بکیر سے جزیہ پر صلح کر لی۔ لیکن عتبہ نے یہ شرط لگائی۔ کہ اسفندیار آذربائگان کا رئیس رہ کر جزیہ ادا کرتا رہے حضرت عثمان کے زمانے مین ۲۵ھ مین اس صوبے کی بغاوت کی بھی خبر معلوم ہوئی۔ تو حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ کو جو کوفہ مین سعد ابن ابی وقاص کی جگہ پر حاکم ہو چکا تھا۔ اس صوبہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مورخ طبری لکھتا ہے۔ کہ عمر فاروق نے اس صوبہ مین قریب چھ ہزار آدمیون کے آباد کئے تھے۔ اور وہ قریب قریب کل مسلمان تھے۔ لیکن اوکھون نے حضرت عمر کے بعد زکوۃ دینا موقوف کر دی تھی۔ جب ولید بن عقبہ اپنی فوج لے کر وہان پہونچا۔ تو باغیون سے لڑائی ہوئی۔ ان مسلمانون نے بھی کفار کی حمایت مین مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ تاکہ زکوۃ کے جھگڑے سے شاید نجات مل جائے۔ لیکن لڑائی مین ان لوگون کے بہت سے آدمی کام آئے۔ اور مجبور ہو کر اوکھون نے ولید سے صلح کر لی۔ اور آٹھ لاکھ درم سالانہ بدستور سابق دینا قبول کیے۔ ولید نے خود آذربائگان مین قیام کیا۔ اور سلیمان بن ربیعۃ الباہلی کو پارس کی طرف بارہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا۔ کیون کہ وہان بھی بغاوت سی پھیل گئی تھی۔

حضرت عمر کے زمانے مین بکیر جو آذربائجان کی مہم پر مامور ہوے تھے۔ آذربائجان کو فتح کرکے باب کے قریب تک پہونچ گئے۔ حضرت عمر نے ایک فوج تیار کر کے ان کی مدد کے واسطے اور بھیجی۔ باب کا رئیس شہر براز مجوسی المذہب اور سلطنت ایران کا ماتحت تھا۔ مسلمانون کی فوج کشی کی خبر سن کر بکیر کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا۔ کہ مجکو آرمینیہ کے کمینون سے کچھ بھی ہمدردی نہین ہے۔ مین ایران کی نسل سے

ع صوبۂ آرمینیہ کو بلاد ارمن بھی کہتے ہین۔ یہ ایشیائی کوچک کا ایک حصہ ہے۔ شمال مین بحر اسود۔ جنوب مین کوہستانی سلسلہ تک چلا گیا ہے۔ مشرق مین گرجستان اور مغرب مین بلاد روم دو دفعہ مین ۱۲۔

مختلف مقامات مین پھیل گئین۔ تو مجبوراً پارسیون کو بھی فوجین متفرق کرنا پڑین۔ اور یہی دراصل اونکی شکست کا دیباچہ تھا۔ چنانچہ سابور۔ اردشیر۔ توج۔ اصطخر۔ سب باری باری فتح ہو گئے۔ لیکن حضرت عمر کی اخیر خلافت ۲۳ھ مین جب عثمان بن ابی العاص بحرین کے عامل مقرر ہوے تو شہرک نے جو فارس کا حاکم تھا۔ بغاوت کی۔ اور تمام مفتوحہ مقامات ہاتھ سے نکل گئے۔ عثمان نے اپنے بھائی حکم کو ایک جمعیت کثیر کے ساتھ اس مہم پر مامور کیا۔ حکم جزیرہ ابرکاوان فتح کر کے توج پر بڑھے۔ اور اوس کو فتح کر کے توج پر بڑھے۔ اور اوس کو فتح کر کے وہین چھاونی ڈالدی مسجدین تعمیر کین۔ اور عرب کے بہت سے قبائل یہان آباد کئے۔ اور یہان سے کبھی سرحدی شہرون پر حملہ کرتے اور واپس چلے آتے تھے۔ انھی خفیف حملون سے اردشیر۔ سابور۔ اصطخر۔ ارجان کے بہت سے حصے دبالئے۔ شہرک یہ دیکھکر نہایت طیش مین آیا۔ اور ایک فوج عظیم جمع کر کے توج پر بڑھا۔ راشہر پہونچا ہی تھا۔ کہ ادھر سے حکم خود آگے بڑھکر مقابل ہوئے۔ پارسیون کو شکست ہوئی۔ اور شہرک جان سے مارا گیا۔ اسکے بعد عثمان نے ہر طرف فوجین بھیجدین۔ اور جس طرف اونھون نے رخ کیا۔ شہر کے شہر فتح ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ گازرون۔ نوبرزجان۔ ارجان۔ شیراز۔ سابور۔ جو فارس کے بڑے بڑے شہر تھے عثمان کے ہاتھ سے فتح ہو گئے۔ فسا۔ دارابجرد وغیرہ پر فوجین بھیجی گئین۔ وہ بھی کامیاب آئین۔

ہم اوپر بتا چکے ہین۔ کہ ولید بن عقبہ نے ۲۵ھ مین جب آذربائگان فتح کیا۔ تو خود وہین قیام کر کے سلیمان بن ربیعہ الباہلی کو بارہ ہزار فوج دے کر پارس کی طرف روانہ کیا۔ کیونکہ وہان کے اکثر شہرون مین بغاوت کی آگ بھڑک چکی تھی۔ باغیون نے انبوہ کثیر جمع کر کے سلیمان سے مقابلہ کیا۔ فتح مسلمانون کو ہوئی۔ اور اسقدر غنیمت ہاتھ لگی۔ کہ ولید اور اوس کے ہمراہی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ولید نے اوس مال کو وہین تقسیم کر کے خمس دربارہ خلافت مین روانہ کیا۔ اور خود کوفہ چلا آیا۔

۲۶ھ مین گازرون اور اوس کے اطراف مین پھر بغاوت پھیل گئی۔ اور عثمان بن ابی العاص اس مہم کیواسطے تجویز کئے گئے۔ جو کہ ابھی تک عامل تھے۔ اونھون نے فوج کشی کر کے گازرون کا محاصرہ کر لیا۔ شہر والون نے خائف ہو کر صلح کر لی۔ گازرون کے اطراف ونواح مین جہان جہان بغاوت پھیل چکی تھی۔ وہان فوجین عثمان ابن ابی العاص نے روانہ کین۔ اور سب نے صلح کر لی۔

اس فتح کے بعد عثمان نے خود گازرون مین قیام کیا۔ اور ہرم بن حیان کو سفید[۵] کی طرف بھیجا۔ ہرم نے

---

[۵] غالباً مازندران کے صوبے مین یہ قلعہ تھا۔ جغرافیہ مین اسکا پتہ نہین چلتا۔ مازندران کے حدود اربعہ یہ ہین۔ شمال مین بحر خزر اور گیلان کا کچھ حصہ جنوب مین عراق۔ مغرب مین گیلان کا کچھ حصہ مشرق مین خراسان کا کچھ حصہ۔ اسکا مشہور شہر ساری ہے مازندران کے پہاڑون مین نفت کی کانین اکثر پائی جاتی ہین

اس مضبوط قلعہ کو چند دن کے محاصرہ مین فتح کر لیا۔ اور امن و امان قائم ہونے کے بعد عثمان بحرین کو روانہ ہو گیا۔ اور فارس کے امارت عبد اللہ ابن معمر کو حضرت عثمان نے سپرد کی لیکن ۲۹؁ مین اس صوبے مین پھر بغاوت پھیل گئی۔ اور باغیون نے عبد اللہ کو قتل کر ڈالا۔

حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن عامر حاکم بصرہ کو فرمان بھیجا۔ کہ بصرہ کی فوج لے کر فارس کی طرف متوجہ ہووے۔ اور عثمان کی فوج بھی اپنے ہمراہ لیلیوے۔ باغیون نے قلعۂ اصطخر مین فوج جمع کر رکھی تھی جب اسلامی فوجکشی کی خبر اون کو معلوم ہوئی۔ تو قلعہ سے نکلکر اصطخر کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ ابن عامر سے جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام کے میمنہ پر ابو برزۃ السلمی میسرہ پر معقل بن یسار رخیل پر عمران بن حصین صحابہ کرام مین سے تھے۔ سخت خونریزی کے بعد لشکر اسلام غالب ہوا۔ پارسی شکست کھا کے محصور ہوے لیکن قلعہ کو مضبوط نکر سکے۔ اسواسطے وہ فوراً ہی قبضہ مین آگیا۔

عبد اللہ ابن عامر یہان سے نہایت شوکت و صولت کے ساتھ داراب جرد کی طرف متوجہ ہوے کیونکہ یہان بھی بغاوت پھیل چکی تھی۔ لیکن نہایت آسانی سے یہ بھی فتح ہو گیا۔

اور وہان سے شہر باجور* کی طرف فوج بھیجی۔ تھوڑی توجہ سے یہ بھی فتح ہو گیا۔

وہان سے پلٹ کر جب اصطخر مین پھر آئے تو شہر مین پھر غدر کی حالت پیدا ہو چکی تھی۔ اور باغیون نے قلعہ بند کر کے لڑائی کے سامان مہیا کر لیے تھے۔ عبد اللہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور منجنیق کے ذریعہ سے قلعہ مین آگ لگائی گئی۔ چند دن کی جانفشانی سے یہ قلعہ پھر از سر نو فتح ہوا۔ صوبہ پارس کے بہت سے نامی گرامی رئیس اس لڑائی مین مارے گئے اس عظیم فتح کے ہونے سے قریب قریب کے جو اور مقامات باغی تھے۔ اونھون نے بھی صلح کر لی۔ ان فتحون کی خبر عبد اللہ نے دار الخلافہ مین مع خمس غنیمت کے روانہ کی۔

عبد اللہ کو اہل فارس کی حالت سے یقین ہو گیا تھا۔ کہ ایک شخص عامل کی حیثیت سے ان لوگون پر حکومت نہین کر سکتا ہے۔ اس واسطے انھون نے دربار خلافت مین استدعا کی۔ کہ فارس کے مختلف صوبون مین امیر مقرر ہونا چاہیین۔ چنانچہ حضرت عثمان نے پانچ آدمیون کو منتخب کر کے صوبۂ فارس کے مختلف صوبون کے

* باجور کو بعض لوگ فیروز آباد اور بعض شیراز بتاتے ہین۔ بعض لوگ کرمان کے پرگنون مین سے شمار کرتے ہین فیروز آباد فی الحال موجود نہین۔ شیخ مجد الدین مصنف قاموس محیط وہین کے باشندے تھے۔ ہیکل وغیرہ اور کچھ منارے اب تک اوسی مین کے موجود ہین۔ اور مجوسیون کے دو دیوان شہر دن کے آثار اوس کے قریب معلوم ہوتے ہین۔ ۱۲

علیحدہ علیحدہ امیر مقرر کیا۔ اور عبداللہ کو بصرہ بلالیا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ باوجود کوشش کے ہمکو معلوم نہو سکا۔ کہ وہ پانچ لوگ کون تھے۔ اور کن کن مقامات مین وہ مقرر کیے گئے تھے۔

صوبہ خراسان

اوپر تم کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ احنف بن قیس کو خراسان کا علم حضرت عمر نے عنایت کیا تھا۔ احنف نے ۲۲ھ مین خراسان کا رخ کیا۔ طبسین ہوکر ہرکر ہرات پہنچے۔ اور اوسکو فتح کرکے مرو شاہجہان پر بڑھے۔ یزدگرد شاہنشاہ فارس یہین مقیم تھا۔ ان کی آمد کی خبر سن کر مرورود چلا گیا۔ اور خاقان چین اور دیگر سلاطین کو استمداد کے خط لکھے احنف نے مرو شاہجہان پر حارثہ بن النعمان باہلی کو چھوڑا اور خود مرورود کی طرف بڑھے۔ یزدگرد یہان سے بھی بھاگا۔ اور یہان سے سیدھا بلخ پہونچا اسی اثنا مین کوفہ سے تازہ دم امدادی فوجین آگئین۔ احنف نے ان فوجون کو لے کر بلخ پر حملہ کیا۔ یزدگرد نے شکست کھائی۔ اور دریا اوتر کر سیدھا خاقان کی حکومت مین چلا گیا۔ احنف نے میدان خالی پاکر ہر طرف فوجین بھیجدین۔ اور نیشاپور سے طخارستان تک فتح کر لیا۔ اور مرورود کو تختگاہ قرار دیکر قیام کیا اور حضرت عمر کو فتح کا خط لکھا۔

ادھر یزدگرد جب خاقان کے پاس پہونچا۔ تو اوس نے نہایت آو بھگت سے اوس کو مہمان کیا۔ اور ایک فوج کثیر ہمراہ لیکر یزدگرد کے ساتھ ساتھ خراسان کو روانہ ہوا۔ احنف جو بیس ہزار فوج کے ساتھ بلخ مین مقیم تھا۔ خاقان کی آمد کی خبر سنکر مرورود روانہ ہوا۔ اور وہان پہونچکر مقام کیا۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرورود پہونچا۔ یزدگرد خاقان سے الگ ہوکر مرو شاہجہان کی طرف بڑھا۔ احنف نے کھلے میدان مین مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا نہر اوتر کر ایک میدان مین جسکی پشت پر پہاڑ تھا صف آرائی کی۔ دونون فوجین مدت تک آمنے سامنے پڑی رہین۔ عجمی صبح اور شام سازو سامان سے آراستہ ہوکر میدان جنگ مین جاتے تھے۔ اور چونکہ اودھر سے کچھ جواب نہ دیا جاتا تھا۔ اس واسطے بغیر لڑے بھڑے واپس آجاتے تھے۔ ترکون کا عام دستور ہے۔ کہ پہلے تین بہادر میدان مین باری باری طبل دمامے کے ساتھ جاتے ہین۔ پھر سارا لشکر جنبش مین آجاتا ہے۔ ایک دن احنف خود میدان جنگ مین گئے اودھر سے معمول کے موافق ایک ترک طبل و علم کے ساتھ نکلا۔ احنف نے خود میدان مین نکلکر اوس پر حملہ کیا۔ اور دیر تک ردو بدل رہی۔ آخر احنف نے ایک برچھی سے ترک کا کام تمام کیا۔ قاعدے کے موافق دو اور بہادر ترکی میدان مین آئے۔ اور احنف کے ہاتھ سے مارے گئے۔ خاقان

جب خود میدان مین آیا۔ اور اپنے بہادرون کی نعشین میدان مین پڑی دیکھین۔ چونکہ شگون تھا نہایت پیچ وتاب کھایا۔ اور فوج سے کہا۔ کہ ہم بیفائدہ پرآیا جھگڑا مول لے کر اپنی جان کھٹکے مین ڈالنا نہین چاہتے۔ چنانچہ اوسی وقت کوچ کا حکم دے دیا گیا۔

یزدگرد۔ مرد شاہجہان کا محاصرہ کئے پڑا تھا جب اوس کو یہ خبر پہونچی۔ فتح سے ناامید ہو کر خزانہ اور جواہر خانہ ساتھ لے کر ترکستان کا قصد کیا۔ درباریون نے یہ دیکھکر کہ ملک کی دولت ہاتھ سے نکلی جاتی۔ اس کو روکا۔ اور تسلی آمیز کلمات کہے۔ لیکن اوسنے نہ مانا۔ تو بر سر مقابلہ آکر تمام مال واسباب ایک ایک کر کے چھین لیا۔ یزدگرد بے سروسامان ہو کر خاقان کے پاس پہونچا۔ اور حضرت عمر کی اخیر خلافت تک فرغانہ مین جو خاقان کا دار السلطنت تھا مقیم رہا احنف نے حضرت عمر کو فتح کا خط لکھا۔

یزدگرد گو اسی بے سروسامانی کی حالت مین بھاگا تھا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ دماغ کہ جسمین سالہا سال شاہی خیالات کا گھمنڈ رہا ہو۔ وہ یکبارگی اون خیالون سے کنارہ کشی کر کے بیٹھ جائیگا۔ یہ ہو ہی نہین سکتا۔ کہ وہ دل جو سلطنت کے مزے لے چکا ہے۔ پھر اوس مین ایسے چینی کی گدگدی اونھین عیش پرستیون کے حاصل کرنے کے واسطے پیدا نہو۔ یزدگرد بھی خاقان کی حکومت مین پناہ گزین تھا۔ لیکن اپنی فکرون سے غافل نہ تھا۔ وہ چپکے ہی چپکے فوج مین اضافہ کرتا جاتا تھا۔ اور پارسی خفیہ طور سے اوس کی مدد بھی کرتے تھے۔

چنانچہ ۳۰ھ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین اوسنے اچھی خاصی جمیعت بہم پہنچا کے پھر ایک بار قسمت آزمائی کے لیے خراسان مین شریر فوج بھرتی کر کے فارس کے صدر مقام اصطخر مین قیام کیا اور نار پارسی جو اوس کے ہمراہ رہتی تھی۔ ایک آتشکدہ مین روشن کرائی۔ پارسی دور دور سے زیارت کیواسطے ٹوٹ پڑے۔ اور چارون طرف نقیب دوڑا دیے گئے۔ پارسیون نے وارث تخت کیان کو پھر اپنے ارادون مین مستقل دیکھا۔ تو جوق جوق جمع ہونے لگے۔ اور پورے خراسان مین بغاوت کی آگ بھڑکنے لگی۔ دربار خلافت مین جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تو سعد ابن ابی العاص کو اس مہم کے واسطے نامزد کیا۔ وہ کوفہ سے اپنی فوج لے کر روانہ ہوئے۔ اور ادھر عبداللہ بن عامر کو بصرہ کی فوج لیکر سعد کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ لیکن پھر عبداللہ ہی کو کوفہ اور بصرہ کی فوج کے دیکر روانگی کا حکم ملا۔ اور سعد کوفہ کی حکومت پر برقرار رہا۔ عبداللہ نے اصطخر کے قریب پہونچکر یزدگرد سے مقابلہ کیا۔ کئی معرکون کے بعد یزدگرد نے شکست کھائی۔ اور اولاد وملوک کو اپنے ہمراہ

لیے ہوئے خراسان کی طرف بھاگا۔ اور مرو مین قیام کیا۔ مرو کا حاکم ماہویہ نامے جو بعض مورخین کے نزدیک خاقان کا داماد تھا۔ اوسنے یزدگرد کو تسلی و تشفی دیکر مقیم کیا۔ اور بطور خیر خواہی کے خاقان کو یزدگرد کی مدد پر آمادہ کرکے بلایا خاقان ایک فوج عظیم لیکر رات کے وقت مرو پہونچا۔ ماہویہ نے شہر کا پھاٹک کھلوا دیا۔ یزدگرد اوس وقت خواب خرگوش مین تھا۔ گھوڑون کے ہنہنانے اور سپاہیون کے غل و شور کی آواز جب اوس کے کان مین پہونچی۔ تو معاً اوسے خیال آیا۔ کہ مسلمانون کی فوج میرے تعاقب مین پہونچ گئی۔ اور شہر پر شاید قبضہ لیا۔ اس خیال کا آنا تھا۔ کہ حواس باختہ ہوگئے۔ اور بلا تحقیق اور بغیر سمجھے بوجھے جس حالت سے لیٹا ہوا تھا۔ اوسی حالت سے اوٹھا۔ اور اپنی تلوار لیکر یکہ و تنہا ایک غلام کے ذریعہ سے چور دروازہ سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگا۔ قریب دو کوس کے جاکر دم لیا۔ چونکہ چلنے کی عادت نہ تھی بہت تھک گیا تھا۔ اس واسطے ایک چکی پیسنے والے سے درخواست کی کہ رات بھر کے لیے سونے کی جگہ دیدے۔ لیکن چکی والے نے کہا۔ کہ مین اپنے مالک کا چار درم کا قرضدار ہون اور صبح کو اوسے دینا ہے۔ اگر تو چار درم مجھے دیدے تو رات بھر کو سونے کی جگہ دیسکتا ہون۔ غریب اور مصیبت زدہ شہنشاہ کے پاس کیا رکھا تھا۔ اوسنے اپنی تلوار جس مین بہت سے بیش بہا جواہرات جڑے ہوے تھے۔ اور جس کی قیمت ایک ملک کے خراج بھر اندازہ کی گئی تھی۔ کمر سے نکال کر چکی والے کو دیدی لالچی آسیابان کی آنکھین تلوار کو دیکھکر خیرہ ہوگئین۔ اور دل مین کچھ اور ہی پیچ ہوئی جب یزدگرد تھکا ماندا سو گیا۔ ظالم چکی والے نے اوس شاہنشاہ گدا صورت کو قتل کر ڈالا۔ اور اوس کے کپڑے اور پیٹی وغیرہ جسمین بالکل لعل ہی لعل جڑے ہوے تھے اپنے قبضہ مین کی اور نعش کو دریا مین ڈالدیا سچ ہے۔ شعر۔

زمانہ چو با دوست و باد از تخت | نقاب از رخ گل بغیرت کشد
پس از ہفتہ در میان چمن + | تنش را بخاک مذلت کشد
گہت پر نشاند بر تخش مراد | گہت زیر پالان نکبت کشد

اور اس بڑے باپ کے بڑے بیٹے کا یون مصیبت اور تباہی اور کس مپرسی اور مظلومیت کے ساتھ خاتمہ ہوا۔ بعض مورخین ایک روایت یہ بھی بیان کرتے ہین۔ کہ ماہویہ نے مکر کرکے چپکے سے خاقان کو بلا کر یزدگرد کو محصور کرا دیا تھا۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ واقعات کے سلسلہ مین ہم بیان کر چکے ہین۔ کہ خاقان نے پہلے اوسکو مدد دی تھی۔ اور حضرت عمرؓ کے اخیر زمانے تک خاقان ہی سلطنت مین وہ مقیم رہا پھر ہم کو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے۔ کہ خواہ مخواہ ہم اس کہنے پر مجبور ہوجائین۔ کہ یزدگرد خاقان کے خوف سے بھاگا۔ بلکہ قرین قیاس وہی بات معلوم ہوتی ہے جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔

اس روایت کے علاوہ اور بھی مختلف روائتین یزدگرد کی موت کے متعلق ہین لیکن واقعات کی مطابقت
اون روایتون کو بیحد ثابت کر رہی ہو۔
بہرحال مردلی رعایا نے خاقان پر توہم کر کے اوس پر ہجوم کیا۔ وہ بیچارہ مفت خدا مین اپنی جان
مبتلا ہوتے دیکھکر وہان سے چلدیا۔ اور بیابان سے ہوتا ہوا سیدھا بخارا ہونچا۔
ادھر یزدگرد کے ہمراہیون نے اوس کی تلاش شروع کی۔ تو اوسکی نعش کو پانی مین ایک کنارے پڑا پایا
اور تلاش کرنے سے اوسکے کپڑے اور تلوار کو ایک چکی والے کے پاس پایا۔ چکی والے کو تو وہین
بری طرح سے مار ڈالا۔ ماہویہ رعایا کی بدظنی اپنی جانب دیکھکر خفیہ طور سے جنگلون مین روپوش ہوگیا۔
اور ایک مدت کے بعد اوس کی نعش چند مسافرون نے ایک جنگل ہی مین دیکھی۔
لیکن بعض روایتون مین یہ بھی آیا ہو۔ کہ یزدگرد ۳۱ سنہ ہجری مین مارا گیا۔ اور ماہویہ نے اوس کے
کالبد کو اصطخر فارس مین لے جاکر گورخانہ ملوک عجم مین دفن کیا۔
ملمن ہو۔ کہ ماہویہ یزدگرد کے دفن ہونے کے بعد بھاگا ہو۔ یزدگرد نے کل بیس سال سلطنت کی مورخین
لکھتے ہین۔ کہ فقط چار سال اس کے عیش مین گذرے۔ باقی سولہ سال مصیبت اور آوارہ گردی مین
کٹے۔ جب تک یہ زندہ رہا۔ اون اسلامی مفتوحہ ممالک مین جو پہلے اس کی سلطنت مین داخل
تھے۔ اسی کی سازش سے ہمیشہ غدر ہوتا رہتا تھا۔ پارسیون سے کبھی نچلا نہ بیٹھا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ
رہے تھے۔ کہ تخت کیان کا وارث ابھی زندہ موجود ہو۔ یہی خیال تھا۔ جو ہمیشہ اون کے دل مین بغاوت
کی گدگدی پیدا کیا کرتا تھا۔ یزدگرد کے بعد پھر جب سے مسلمانون نے کل مقامون کی بغاوت فرو کر کے
قبضہ کیا۔ اوس دن سے پھر کسی کو اتنی جرأت نہ پڑی۔ کہ بغاوت کا خیال بھی دل مین لاتا۔ غرضکہ
ساسانی سلطنت کا خاتمہ اب ایسا ہوا کہ اوس کا نام لینے والا بھی کوئی باقی نہ ملتا تھا۔ خدا کی قدرت ہجرت صلح حدیبیہ
کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین گرد و نواح۔ کو ترغیب اسلام کے خطوط لکھے تھے۔
تو خسرو پرویز شاہ فارس نے نہایت تکبر سے جواب دیا تھا۔ کہ ہمارا غلام ہو کر اولٹی ہمکو نصیحت کرتا ہے
اب ایک وقت اوسی سلطنت پر ایسا آیا۔ کہ شہریار کو فقط مسلمانون کی فوج کے دھوکے نے
ہراسان کر کے گھر سے نکال دیا۔ اور اس مصیبت اور بے کسی سے اوس کی جان گئی جس کا وہم گمان
بھی کوئی نہ کرسکتا تھا۔
وہ دولت جو تقریباً تین سو برس سے بلکہ اس سے بھی زیادہ سے ایک ہی خاندان مین چلی آتی تھی وہ
سلطنت جو کیانی سلسلہ مین ساسانی کے مہیب لقب سے مشہور تھی وہ سلطنت کہ جس مین ایسے

مغرور اور خودسر بادشاہ گذر گئے۔ جو دنیا بھر کی حکومتون کو اپنے حلقۂ اطاعت مین لیے ہوئے تھے۔ راج اوس سلطنت کی یون چشم زدن مین بیخ کنی ہو گئی۔ اور قدرت نے کن ہاتھون سے اوس سلطنت کو عدم آباد کے سلسلہ مین داخل کیا؟ عرب کے ہاتھون سے! عرب بھی کون؟ جو کسی وقت مین دنیا بھر سے زیادہ مفلوک الحال اور تباہ و برباد اور خانہ بدوش سمجھے جاتے تھے۔ وہ عرب کہ جن کے بڑے بڑے ممبر کی رسائی کسی عجمی رئیس کے غلام تک بھی نہو سکتی تھی۔

یزدگرد کی سلطنت کا خاتمہ تو حضرت عمرہی کے زمانے مین ہو چکا تھا کیونکہ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ وہ مجبوراً سلطنت سے دست بردار ہو کر خاقان کی حکومت مین جا بسا تھا۔ بعض انگریزی مورخون نے لکھا ہے۔ کہ یزدگرد کو جب خلیفۂ ثانی کے فوج ظفر موج نے شکست دی۔ تو خلیفہ کیطرف سے اس امر کا اشتہار دیدیا گیا۔ کہ یزدگرد کو جو شخص جس حالت مین پاوے گرفتار کرے۔ اور اوسکے واسطے کچھ انعام خلیفہ کیطرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ ہمکو ایسے مورخون کی کسی بات کی بھی صحت اپنی تاریخون سے نہین ملتی۔ اور اس قسم کے واقعات سراسر اتہام اور بہتان بندی سے مملو ہین۔ اس واقعہ کی اصل فقط اتنی ہے۔ کہ حضرت عمر نے جبکہ پارسیون کا جوش بڑھتے دیکھا اور روز نئی نئی فوجین وہ مقابلہ مین لانے لگے۔ اوسوقت مجبوراً انھون نے عام فوج کشی کا حکم دیدیا تھا۔ اس فوج کشی کو اگر کوئی اشتہار گرفتاری سمجھ لے۔ تو یہ اوسکی عقل کی خوبی ہے۔

آمدیم بر سر مطلب۔ عبداللہ بن عامر نے اصطخر فتح کرنیکے بعد والی طوس کی ہدایت کے موافق بیابان کیطرف سے طبس کا محاصرہ کیا۔ کیونکہ وہان بھی بغاوت تھی۔ محصورین نے صلح کی درخواست کی۔ اور وہ منظور کر لیگئی۔ ادھر سنہ ۳۳ شروع ہو گیا عبداللہ ابن عامر کو ابھی وہ کل مقامات از سر نو فتح کرنے تھے۔ جنکو کہ احنف بن قیس بلخ تک حضرت عمر کے زمانے مین فتح کر چکا تھا۔ کیونکہ یزدگرد کی فوج کشی نے خراسان کے کل صوبون کی ایسی ہمت بڑھا دی تھی۔ کہ سب ایک دم سے مسلمانون کی بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ پہلے اوس نے شہر نیشاپور کو جو خراسان کا صدر مقام ہے۔ فتح کرنا چاہا۔

---

۶۱ کے صفحہ اخیر سطر مین دیکھو۔ ؎ مورخ طبری کا قول ہے۔ کہ ساسان بہمن کے بیٹے کا نام ہے۔ جو اپنی بہن ہمائے نامے کے خوف سے نکل کر فقیر ہو گیا تھا۔ کیونکہ بہمن نے مذہب زردشتی کے موافق ہما اپنی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا۔ اور بہمن کے بعد ساسان کی کم عمری کی وجہ سے ہما تخت نشین کیگئی۔ ساسان اپنی جان کے خوف سے نکل کر بھاگا۔ اور ایک پہاڑ پر رہکر عبادت الٰہی مین معروف رہا۔ اور ساسان کے معنی بھی لغت پہلوی مین فقیر کے ہین۔ اسی ساسان کے اولاد مین جب سلطنت آئی تو ساسانی کے نام سے پکاری جانے لگی۔ ۱۲

جب نیشاپور کے قریب پہونچا۔ تو وہان کے لوگون نے قلعہ بند ہوکر لڑنا شروع کیا۔ اہل قلعہ کے پاس سامان رسد کافی تھا چار مہینے تک محاصرہ رہا۔ لیکن قلعہ کے فتح کی کوئی صورت نہ نکلی طوس کا حاکم بھی مسلمانون کے ہمراہ تھا۔ اوس کو اتفاقیہ طور سے ایک ایسی خفیہ نہر پر اطلاع ہوگئی جو زمین کے نیچے سے شہر نیشاپور مین گئی تھی۔

اور اسی نہر کی وجہ سے شہر والون کو پانی میسر آتا تھا۔ والی طوس نے اوس نہر سے مسلمانون کو مطلع کردیا۔ عبداللہ بن عامر نے اوس کے بند کردینے کا حکم دے دیا نیشاپور والون نے عاجز ہوکر ایک کرور درم بدل الصلح مین دینا قبول کیے ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ جنگ کے بعد حاکم طوس کے انتظام مین نیشاپور سپرد کردیا گیا۔ عبداللہ بن عامر نے نیشاپور ہی سے بسر کردگی احنف بن قیس مرو الرود مین چار ہزار فوج بھیجی شہر کے باہر تیس ہزار فوج اوس کو مقابلہ کے لیے آمادہ ملی۔ احنف کے ہمراہ صرف چار ہزار آدمی تھے۔ لیکن افسر کی ہمت اور پامردی غنیم کی کثرت کا خیال نہ کرتی تھی اس خوبی سے احنف نے اس تھوڑی جماعت کو تقسیم کرکے لڑایا۔ کہ تیس ہزار فوج کے چھکے چھوٹ گئے اور شکست کھاکر نو دو گیارہ ہو کر بھاگے۔ حاکم شہر نے قلعہ بند ہوکر لڑنا شروع کیا۔ احنف نے محاصرہ کرلیا۔ اور رسد کے کل ذریعہ مسدود کردیے۔ مجبور ہوکر محصورین نے صلح کی درخواست کی اور بدل الصلح مین خاص مرو الرود سے ساٹھ ہزار درم دینا قبول کیے۔ اور بازان حاکم مرو الرود۔ احنف کا نام نہ جانتا تھا صلحنامہ جو اوس نے لکھکر احنف کے پاس اپنے بھتیجے صخر کے ہاتھ بھیجا۔ اوس کے عنوان مین یہ عبارت درج تھی اِلیٰ اَمِیرِ الجیش مِن بَاذَانَ مَرزُبَان۔ احنف نے اوس کے جواب مین لکھا مِن صَخرِ بْنِ قَیْسٍ اِلیٰ بَاذَانَ المَرزُبَان۔ اور اپنا نام نمارد کردیا۔ اور اسی تحریر پر صلح بھی ہوگئی ادہر طالقان سے بغاوت کی بہت گرم خبر آرہی تھی۔ بلکہ وہ لوگ خود فوجکشی کا ارادہ کررہے تھے عبداللہ بن عامر نے احنف کو اوس طرف روانگی کا حکم دیا۔ بازان کے دل مین کچھ خیالات بد آنے شروع ہوئے۔ اور مال الصلح کے دینے مین اوس نے پس و پیش اور حیلے حوالے کرنا شروع کیے۔ احنف نے اوس وقت کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور فوج لیکر سیدھا طالقان کو روانہ ہوا۔ لڑائی بہت سخت ہوئی ایک ہفتہ کے بعد بالآخر شکست نصیب پارسیون کو زک اوٹھانا پڑی۔ اور وہان سے متفرق ہوکر سب باغی گورکانان مین جمع ہوے۔ احنف نے خود طالقان مین قیام کیا۔ اور اقرع کو گورکانان کی طرف باغیون کے تعاقب مین روانہ کیا۔ تاکہ وہ لوگ اپنی جمعیت فراہم نہ کرسکین۔ اقرع کے بعد احنف نے دو سوارون کو بازان کے پاس مرو الرود مین بھیجا۔ اور راون سے کہدیا۔

کہ تم بلا کھٹکے سیدھے بازان کے دربار مین چلے جانا۔ اور کسی سے کچھ نہ کہنا نہ سننا۔ اور بازان کے دربار مین پہونچکر اوس کے سر پر اتنے جوتے لگانا۔ کہ سر اوسکا ٹوٹ جائے۔ اور اگر کوئی اس حرکت کی وجہ پوچھے تو کچھ نہ بولنا۔ وہ خود ہی قبول دیگا۔ کیونکہ اوس نے روپے دینے مین فقط اس وجہ دیر کی تھی۔ کہ طالقان کی جنگ مین ہمارا انجام دیکھ لے اگر خدانخواستہ ہم کو شکست ہوجائی۔ تو روپیہ ہضم کرلیتا۔ غرضکہ یہ دونون سوار مرد الرود مین پہونچے۔ اور بازان کے دربار مین بلا روک ٹوک گھسے ہوئے چلے گئے اور بغیر کچھ کہے سنے اوسکے سر پر مارنا شروع کیا۔ یہانتک کہ اوس کا سر سخت زخمی ہوگیا بازان نے جلدی سے اون درمون کو خچرون پر لدوا کر ان دونون کے ساتھ کردیا۔ اور یہ دونون بخیریت تمام ساٹھ ہزار درم لیکر احنف کے پاس واپس پہنچ گئے۔ اس کے بعد احنف نے خود بھی گورکانان کا رخ کیا۔ اور اقرع جس کو کہ احنف نے گورکانان مین باغیون کا تعاقب کرنے کے واسطے بھیجا تھا۔ اوس نے گورکان مین پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ مگر مسلمان اس جنگ مین بہت کام آئے۔ احنف بھی جب اپنی فوج سمیت وہین پہونچگیا۔ تو قلعہ والون کے حواس باختہ ہوگئے۔ اور دوسرے یہ کہ سامان رسد بھی محصورین تک نہین پہونچ سکتا تھا۔ اس لئے مجبور کر اہل قلعہ نے کسی خفیہ راستہ سے نکل کر بلخ مین قیام کیا۔ اور قلعہ مفت مسلمانون کے ہاتھ آگیا۔ احنف نے بلخ کا محاصرہ کیا۔ گو وہ قلعہ بہت سخت تھا۔ مگر محصورین نے بھی ایک نہ مانے تک محصور رہنے سے مجبور ہوکر صلح کی درخواست کی۔ اور چار ہزار درم دینا قبول کئے۔ احنف اس کو غنیمت سمجھا۔ اور فتح کا خط مع مال صلح کے دربار خلافت مین روانہ کیا۔ حضرت عثمان نے احنف کے چچا اسد کو بلخ مین بطور ریزیڈنٹ کے مقرر کیا۔ اس کے بعد احنف نے خراسان کے گرد و نواح مین شامل ہوین ہیوت۔ خرز۔ اسفرائن۔ ابیا۔ بادرد مین فوجکشی کر کے کسی کو صلح سے اور کسی کو جنگ سے فتح کیا۔

اور وہان سے پھر سرخس کی جانب فوجکشی کی۔ اہل سرخس نے دو تین دن کی لڑائی کے بعد قلعہ مین بیٹھکے جنگ مدافعت شروع۔ لیکن احنف نے تھوڑی ہی کوشش سے اس قلعہ کو فتح کرلیا۔ مسلمانون کو اس قلعہ کے فتح کرنے مین بہت دشوار ہی اوٹھانا پڑی تھی۔ جب قلعہ فتح ہوگیا۔ تو وہان۔ تو وہان کے مرزبان نے سو آدمیون کے واسطے امان طلب کی۔ احنف نے اس کو قبول کرلیا۔ سرخس کے مرزبان نے اون آدمیون کے نام گنانا شروع کیے۔ سو کی تعداد پوری ہوگئی۔ لیکن اس عدد مین مرزبان نے اپنا نام نہین لیا۔ اس خیال سے کہ اوس کو امان ملنے کی امید بطور اولے تھی۔ احنف اس ولالت حالی پر اکتفا کر کے مرزبان کے قتل کا حکم دیا۔ اور اون سو آدمیون کو چھوڑ دیا۔

یہان سے احنف فاریاب اور جرجان کو روانہ ہوا اور انکو فتح کر کے خوارزم کی جانب رخ کیا اور
اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تین مہینے تک برابر محاصرہ رہا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور
ادھر موسم سرما اور پہاڑی برف نے سپاہ عرب کے اور بھی چھکے چھڑا دئے۔ احنف نے اعیان صحابہ
سے مشورہ طلب کیا۔ کسی شخص نے فوراً کھڑے ہو کر کہا۔ کہ عمرو بن معدیکرب کے اس قول پر کیون
نہ عمل کیا جائے۔ **شعر**

إِذَا لَمْ تَسْتَطِعْ أَمْرًا فَدَعْهُ وَجَاوِزْهُ إِلَى مَا تَسْتَطِيعُ

جو کام کر نہ سکو اُسے چھوڑ ہی دو اور وہ کام کرو جسکے کرنے پر قادر ہو

غرضکہ احنف نے وہان سے محاصرہ اٹھا لینا ہی مناسب سمجھا۔ اور بلخ کو واپس آیا۔ لیکن صاحب مستقصی کا
قول ہے۔ کہ احنف نے بلخ اور خوارزم دونون کو فتح کر لیا۔ بہر حال خوارزم سے واپس ہو کر احنف
بلخ مین آیا۔ جس زمانے مین احنف خوارزم کے محاصرہ مین مصروف تھا۔ اور جاڑے کی فصل شروع ہوئی۔ تو
پارسیون نے اپنے قاعدہ کے موافق اسد رزیڈنٹ بلخ کو مہرگان* مین بہت کچھ تحفے تحائف دئے۔
لیکن عرب اس رسم سے ناواقف تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ انھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے یہان کی رسم ہے
کہ مہرگان اور نوروز مین اپنے امیرون کو ہدیے دیتے ہین۔ اسد نے کہا۔ کہ ہمکو یہ حال معلوم نہین۔
یہ سب چیزین یونہی رکھ چھوڑی جائین۔ جب احنف خوارزم سے واپس آئے گا۔ اس کو دینا مین
نہین لے سکتا ہون۔ جب احنف بلخ مین پہونچا۔ تو وہ سب تحائف اس کے سامنے پیش کئے گئے
احنف نے بھی اس کے بارہ مین بے لاعلمی ظاہر کی۔ اور یہ صلاح قائم ہوئی۔ کہ احنف جب نیشاپور مین
عبداللہ ابن عامر کے پاس جاوے۔ تو اپنے ہمراہ ان چیزون کو بھی لیتا جاوے۔ اور اوسکے سامنے جا کر
پیش کرے۔ احنف نے بلخ مین چند روزہ قیام کے بعد نیشاپور کا ارادہ کیا۔ تو ان ہدایا کو اپنے
ساتھ لیتا گیا۔ اور نیشاپور مین پہونچکر عبداللہ ابن عامر کے سامنے پیش کئے۔ اوس نے بھی ان کے لینے سے
انکار کیا۔ اور اپنے ایک غلام کو جو کہ خزانہ کی حفاظت کرتا تھا۔ یہ سب چیزین دے دین۔ دیکھو یہ
تھی یا احتیاط۔ یہی باتین تھین۔ اور یہی سادہ لوحی تھی۔ جس نے ایک زمانے کو اسلام کا شیدا اور دلدادہ
بنا دیا تھا۔ اور اسلام بحر ذخار کی طرح لہرین لیتا ہوا۔ دنیا کے ہر ہر حصے مین پہونچ رہا تھا۔
اب پورا فارس اور خراسان مسلمانون کے قبضہ مین آ گیا تھا۔ اور کل مفتوحہ ممالک کے حد شمالی و شرقی

* جب آفتاب میزان کے اول نقطے مین آتا ہے۔ اس ساعت کو پارسی مہرگان کہتے ہین۔ جیسا کہ برج حمل کے اول نقطے مین
آفتاب کے آنے کی ساعت کو نوروز کہتے ہین۔ ان دونون وقتون مین پارسی اپنے عقیدہ کے موافق امیرونکو ہدیہ دیتے ہین اور خوشی

دریاے جیحون تک ہوگئی - دریا پار کے ٹکڑے کا نام ماوراالنہر اوسی وقت سے امتیاز دینے کی ئے مشہور رہوا - اور بلخ اور ہندوکش کے سلسلہ کے تمام شمالی حصے ممالک مفتوحہ مین داخل ہوگئے تھے اور حد شرقی وہ ناہموار ٹکڑا قرار پایا تھا جو ہندوکش کے سلسلہ سے سمندر تک شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا -

جب اس معرکے سے فرصت ہوگئی تو عبداللہ ابن عامر نے حضرت عثمان کو خط لکھا - کہ خدا نے آپکو ایسی ایسی نعمتین عنایت کی ہین - کہ جسکا شکریہ مجھ سے ادا نہین ہوسکتا - آپ مجھے اجازت دین - کہ اس شکریہ مین حج بیت اللہ ادا کرونگا - دربار خلافت سے اجازت مل گئی - اور حضرت عثمان نے اسکی جگہ پر قیس بن الہیثم کو نیشاپور مین قائم مقام کیا - اور احنف بن قیس کو مرو اور طالقان مین اور ہرات تک اور خالد بن عبداللہ کو ہرات اور بادغیس اور غور اور غرجستان مین اور حبیب بن قرہ یربوعی کو طخارستان مین - اور اسد بن انس کو بلخ اور اسکے اطراف کا امیر مقرر کیا -

عبداللہ بن عامر نے نیشاپور ہی سے حج اور عمرہ دونون کا احرام باندھ لیا تھا - راستہ مین قومس اور گرگان (جرجان) کے درمیان مین طبرستان کے پہلو پر ایک پہاڑ تھا - جو کہ کوہِ قارن کے نام سے مشہور تھا اور اس پہاڑ پر بہت سے گانون آباد تھے - عبداللہ بن عامر اسی راستہ سے ہو کر گذرے - اس پہاڑ کے باشندون نے جب عبداللہ کو جاتے ہوے دیکھا تو بغاوت پر کمر باندھی کیونکہ اس ملک کی ہمیشہ سے یہ رسم تھی - کہ جب کوئی حاکم بدلتا تھا تو رعایا ایک دم سے بدل جاتی تھی - جیسا کہ تم حضرت عمر کے انتقال کے بعد کی کیفیت دیکھ چکے - عبداللہ ابن عامر کی خراسان مین کچھ ایسی دھاک بیٹھ گئی تھی کہ سب سرکش دبتے تھے - اب عبداللہ کے چلے جانے سے انکے خیالات مین پھر تغیر پیدا ہوا - چنانچہ سب سے پہلے قارن کوہ قارن کے مرزبان نے بغاوت کی - اور کوہ قارن کے بسنے والون کو اکٹھا کر کے نیشاپور پر چڑھائی کی - اور اس کا محاصرہ کر لیا - قیس بن الہیثم نے اپنے ماتحت عبداللہ بن خازم کو بلا کر صلاح پوچھی - کہ کیا کرنا چاہیے - عبداللہ نے جواب دیا کہ ہماری فوج اتنی کافی نہین ہے - کہ ہم قارن کے مقابلہ مین جاوین - ہان ایک تدبیر ہو سکتی ہے کہ تم یہان سے روانہ ہو کر عبداللہ بن عامر سے راستہ مین ملو - اور امدادی فوجین لیکر بہت جلد یہان واپس آؤ - ہم تمہارے آنے تک حصار مین رہینگے اگر یہان رہنے مین دقت ہوگی - تو احنف بن قیس کے پاس مرو مین چلے جائینگے تمہاری واپس ہونے کے بعد جنگ شروع کیجائیگی - اور ابن خازم کا اصلی منشا یہ تھا -

کہ قیس کو کسی حیلہ سے یہان سے ٹالنا چاہیے۔ اور اس کی عدم موجودگی مین قارن سے
لڑکر اسکو شکست دیجاے۔ تاکہ میری نام آوری ہو۔ اور ابن حازم کلیۃً ابن قیس پر چھا بھی گیا
ابن خازم ایک ہی چلتا پرزا اور تیز آدمی تھا۔ کچھ دن تک تو بالکل خاموش بہلاوا دیتے بیٹھا رہا۔
اور لڑائی کا کسی سے تذکرہ تک نہ کیا۔ قارن محاصرہ کئے پڑا تھا۔ اور اسکی فوج والی سب مطمئن تھے
کہ چند دن مین مجبور ہوکر مسلمانون کو قلعہ خالی کرہی دینا پڑیگا۔ ایکدن شام ہونے کے بعد ابن خازم نے
یکبارگی اپنی فوج کو کمربندی کا حکم دیا۔ اور ہر شخص کے نیزہ پر ایک ایک فتیلہ تیل مین تر کرکے لگادیا
جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا۔ اور فوج بالکل تیار ہوچکی تو قلعہ کا دروازہ کھولدیا گیا۔ اور فتیلون
مین آگ دے دی گئی۔ قارن کی فوج مین کھلبلی مچ گئی۔ اور ان لوگون نے دیکھا۔ کہ ہزار شمعین روشن
چلی آتی ہین۔ اور ہر ہر افسر کے سامنے ایک ایک شمع روشن کی گئی ہے۔ اور جبکہ افسر فقط ہزار ہین
تو فوج معلوم نہین کتنی ہوگی۔ اس خیال کا آنا تھا۔ کہ حواس باختہ ہوگئے۔ اور دور ہی سے بھگڈر
پڑ گئی۔ مسلمانون نے بھاگتے ہوؤن کا تعاقب کیا۔ اور اس زور سے تلوار چلی۔ کہ الامان قارن بھی
مارا گیا۔ اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ لگا۔ اس واقعہ سے کچھ ایسا بھرم مسلمانون کا ہوگیا کہ پھر کسی
موذی نے بغاوت کا خیال بھی نکیا۔

اودھر قیس بن ہثیم عبداللہ ابن عامر کے پیچھے مدینہ تک چلا گیا۔ لیکن رستہ مین اوس سے ملاقات
نہوسکی۔ جب عبداللہ بن عامر مدینہ مین پہونچے تو اون کے ساتھ اونکا مال و اسباب بھی بہت کچھ
تھا۔ اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو بہت ڈانٹا۔ کہ جب تیرے پاس اتنا
مال ہے جسکو تو اپنے سر پر نہین اوٹھا سکتا تھا۔ تو پھر خراسان ہی سے کیون احرام باندھ لیا۔ مدینہ
پہونچکر احرام باندھتا۔ عبداللہ ابن عامر کے پہونچنے کے دو ہی ایکدن بعد قیس بھی مدینہ پہونچا
اور امداد کی خواہش کی۔ حضرت عثمان قیس سے بہت ناراض ہوے۔ کہ تو نے ایسی نازک حالت
مین نیشاپور کو کیون چھوڑ دیا۔ اگر مدد ہی طلب کرنا تھی۔ تو کیا قاصد کے ذریعے سے اطلاع نہین
دیسکتے تھے۔ اسی بارہ مین ابھی بحث ہی ہو رہی تھی۔ کہ نیشاپور سے قاصد فتح کا خط لئے ہوے مع
خمس غنیمت کے حضرت عثمان کے سامنے پہونچا۔ حضرت عثمان ہنسے۔ اور بہت خوش ہوے اور
اور عبداللہ ابن حازم کو بہت کچھ دعا دی۔ اور قیس کو معزول کرکے عبداللہ بن حازم کو اس جگہ پر

نوٹ اس سے ہمکو معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید قدیم دستور یہی تھا کہ ہر ہر افسر کے سامنے ایک ایک شمع رات کیوقت
روشن کیجاتی تھی۔ جو علم اور پھریرے کا کام دیکر افسری امتیاز پیدا کرتی تھی۔ ۱۲ قریشی

نیشاپور مین حاکم کیا -

اس سلسلہ مین جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے - اور جن جن مقامات کی فتح دکھلائی ہے - وہ کل مقامات ایسے نہ تھے جو حضرت عمر کے زمانے مین فتح ہوچکے ہون - بلکہ اکثر انہین سے حضرت عثمان کے زمانے مین بالخصوصیت فتح ہوے لیکن سلسلہ مین ہم نے اونکو ایک جگہ بیان کر دیا ہے -

عثمانی فتوحات کی پہلی قسم مین اسکندریہ اور مصر کی فتح بھی ہے - حضرت عمر کے زمانے مین عمرو ابن العاص نے اسکندریہ اور مصر کو فتح کیا تھا - جسکی وجہ یہ ہوئی تھی - کہ عمرو ابن العاص کی تجارت کا جولانگاہ زیادہ تر مصر ہی تھا - چنانچہ جب انھون نے شام کا آخری سفر کیا - اور حضرت عمر سے ملکر مصر پر فوجکشی کی اجازت چاہی - حضرت عمر نے پہلے تو احتیاط کے لحاظ سے انکار کیا - لیکن پھر ابن العاص کے اصرار سے اجازت دیدی اور چار ہزار فوج ۱۸ھ ہجری مین انکے ہمراہ کردی - ابن العاص جب فرمائین پہونچے - تو یہان کی سرکاری فوج نے شہر سے نکلکر مقابلہ کیا - اور ایک مہینے تک معرکۂ کارزار گرم رہا - بالآخر رومیون نے شکست کھائی - عمرو فرما سے چلکر بلبیس اور اُم دنین - کو فتح کرکے قلعہ فسطاط مین پہونچے - مقوقس حاکم مصر روم کا باجگذار تھا - عمرو ابن العاص کے پہونچنے سے پہلے ہی قلعہ مین پہونچ چکا تھا اور لڑائی کا بندوبست کر رہا تھا - عمرو ابن العاص نے جاکر قلعہ کی محاصرہ کی تدبیر کی - لیکن فوج کم تھی - حضرت عمر کو خط لکھا - انھون چار افسر دنکی ماتحتی مین دس ہزار فوج دیکر روانہ کی محاصرہ کو سات مہینے گذر گئے - لیکن کچھ نتیجہ پیدا نہوا تب ابن العوام ایکدن شمشیر برہنہ لئے ہوئے قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگاکر فصیل پر چڑھ گئے چند اور اصحاب نے بھی انکا ساتھ دیا - فیصل پر پہونچکر سبنے نعرۂ تکبیر بلند کیا - ساتھ ہی تمام فوج نے تکبیر کہی کہ کوفہ کی زمین دہل اٹھی عیسائی یہ سمجھکر کہ مسلمان قلعہ مین گھس آئے - بدحواس بھاگے - ادہر زبیر نے فصیل سے اوترکر دروازہ کھولدیا اور فوج اندر گھس گئی مقوقس نے یہ دیکھکر صلح کی درخواست کی اور اسیوقت سبکو امان دی گئی -

مقوقس نے گو تمام مصر کیواسطے معاہدۂ صلح لکھوا لیا تھا : لیکن ہرقل قیصر روم کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے نہایت ہی ناراضی ظاہر کی اور اسیوقت ایک عظیم الشان فوج روانہ کی - تاکہ اسکندریہ پر پہونچکر مسلمانون کے مقابلہ کو تیار رہو

بلبیس فرما اب ویران ہے لیکن پہلے آباد تھا - اور بالینوس کی زیارتگاہ ہونے کی وجہ سے ایک ممتاز شہر گنا جاتا تھا - بحر روم کے کنارے پر یہ شہر واقع تھا - ۱۲

جب عمرو کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ تو اونھون نے ۲۱ھ ہجری مین اسکندریہ کا رخ کیا۔ اسکندریہ اور قسطاط
کے درمیان مین رومیون کی جو آبادیان تھین۔ اونھون نے مسلمانون کا سدراہ ہونا چاہا۔ چنانچہ
ایک بڑی جماعت جسمین ہزار ہا قبطی بھی شامل تھے۔ قسطاط کی طرف بڑھے۔ تاکہ مسلمانون کو
وہین روک لین۔ تمام کربون مین دونون فریقون کا سامنا ہوا۔ مسلمانون نے نہایت طیش مین آکر
جنگ کی۔ اور بے شمار عیسائی قتل کئے گئے۔ پھر کسی نے روک ٹوک کی جرأت کی۔ اور عمرو نے اسکندریہ آ
پہونچکر دم لیا۔ مقوقس جزیہ دیکر صلح کرنا چاہتا تھا۔ لیکن رومیون کے ڈر سے نہین کرسکتا تھا۔ تاہم اوس نے
عمرو سے یہ قرار لے لیا تھا۔ کہ قبطیون کو مسلمانون کے ہاتھ سے ضرر نہ پہونچنے پاوے۔ کیونکہ وہ رومیون
کے طرفدار نہین ہین۔ بلکہ مسلمانون کے معین رہینگے۔ اسکندریہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا گیا۔ رومی
کبھی کبھی قلعہ سے نکلکر لڑتے تھے۔ ایک روز سخت معرکہ ہوا۔ اور مسلمان قلعہ کے اندر تک مارتے ہوئے
گھس آملے۔ لیکن پھر رومیون نے سنبھلکر حملہ کیا اور مسلمانون کو باہر تک نکالکر دروازہ قلعہ کا بند
کرلیا۔ مدت تک اسی طور سے محاصرہ کرلیا۔ آخر اکدن بڑے زور شور سے حملہ کیا گیا۔ اور ایک ہی حملہ مین شہر فتح ہوا
حضرت عمر کی وفات کے بعد ۲۵ھ ہجری زمانۂ خلافت حضرت عثمان مین اسکندریہ مین رومیون نے پھر بغاوت
کرادی۔ عمرو ابن العاص جو اوسوقت تک مصر کے گورنر تھے۔ لیکن مصر مین بھی خفیہ طور سے بے چینی پھیل چلی تھی عمرو ابن العاص
سے مصر کی بے چینی تو دور ہوگئی۔ اور حضرت عثمان کے حکم سے اسکندریہ پر فوجکشی کی۔ لیکن قلعہ کی دشواریان انکی
نظر مین جمی ہوئی تھین۔ اسواسطے انھون نے ارادہ کرلیا تھا۔ کہ اس مرتبہ اسکندریہ کو فتح کرکے اسکے قلعہ کے
پشتہ کو ایسا سس کردین گے۔ کہ پھر آیندہ سے اہل اسکندریہ کو بغاوت کرنے کا خیال بھی پیدا نہو۔ چنانچہ
ایسا ہی ہوا۔ کہ جب عمرو ابن العاص مصر کی فوج لیکر اسکندریہ پہونچے۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تھوڑی
کوشش مین قلعہ ہاتھ آگیا۔ فتح ہونے کے بعد قلعہ کی ایک دیوار کو تھوڑا سا انھون نے منہدم کرادیا جو
بہت ہی سخت بنی ہوئی تھی اسی ترکیب سے اہل اسکندریہ کی جرأت نہ پڑی۔ کہ دوبارہ وہ بغاوت کا خیال لاسکتے

عثمانی فتوحات کی دوسری قسم

مین پہلا نمبر قیصر روم سے جنگ جدل کا ہے۔ جسکی وجہ خاص یہی تھی۔ کہ جب عمرو ابن العاص نے اسکندریہ کو دوبارہ
فتح کرلیا۔ تو قیصر روم نے غصہ مین آکر ۲۶ھ ہی مین مرزبان نام ایک شخص کی ماتحتی مین ساٹھ ہزار فوج دیکر
شام کی طرف روانہ کیا معاویہ حاکم شام نے حضرت عثمان کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اور استمداد چاہی۔
حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کو خط لکھا۔ کہ سلیمان بن ربیعۃ الباہلی کو کوفہ کی فوج کے ہمراہ معاویہ
کی مدد بھیجو۔ اور امیر معاویہ کو لکھا۔ کہ شام کی موجودہ فوج مین سے نصف کو حبیب بن مسلمہ کی ماتحتی مین سلیمان کے

ہمراہ بھیجو۔ تم ایسے وقت مین شہرسے نہ نکلنا۔ کیونکہ بغاوت کا خیال رعایا مین پیدا ہوجانے کا خوف ہی۔ چنانچہ اسی فرمان کے مطابق جب سلیمان کوفہ کی فوج لیکر جو تقریبًا بارہ ہزار تھی۔ شام کے قریب پہونچا۔ تو معاویہ نے حبیب بھی ایکہزار جنگی بہادر دیکر سلیمان کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ دونون فوجین سرحد شام پر پہونچکر رومیون کے مقابلہ مین صف آرا ہوئین۔ چند دن کے لڑائی کے بعد رومیون کو شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانون نے تعاقب کیا اور رومی سرحد مین گھستے چلے گئے۔ اور اسی سلسلہ مین کئی ایک شہر رومی سلطنت کے اسلامی حلقہ مین اضافہ ہوگئے۔

یہ جنگ مسلمانون سے رومیون نے کچھ ایسے وقت مین کی۔ کہ آیندہ خودبخود سلسلہ مین لڑائیان پیدا ہوتی گئین۔ حالانکہ حضرت عثمان کو یہ گوارا نہ تھا۔ کہ درحالیکہ ایک سلطنت یعنی فارسی سے بالکلیہ ابھی نجات نہین ملی۔ اور دوسری سلطنت وہ اور جھگڑا مول لے لین۔ لیکن رومیون کو کچھ ایسا غصہ آگیا تھا کہ وہ بار بار نئی نئی فوجین طیار کرکے مسلمانون کے مقابلہ بھیجتے تھے مجبور ہوکر مسلمانون کو جواب دینا پڑتا تھا۔

چنانچہ جب رومیون کو یہ فاش شکست حاصل ہوئی۔ اور دو تین شہر بھی انکے قبضے سے نکل گئے تو قیصر نے حاکم افریقیہ کو جسکا نام جرجیر تھا۔ اور قیصر کا باجگذار تھا۔ مسلمانون کے مقابلہ کے لیے ابھارا جرجیر کی حکومت طرابلس سے حدود طنجہ اور جبل طارق تک شرقًا و غربًا اور بحر الروم کے جنوب مین جادان اور وادجلان تک شمالًا اور جنوبًا تھی۔ جرجیر نے ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار جرار جمع کرکے مصر پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ کیونکہ مصر کی سرحد افریقیہ کی سرحد سے بالکل ملی ہوئی تھی بلکہ صوبہ مصری حکومت کی آخری حد اور دوان افریقی حکومت کی آخری حد تھا۔ عمرو ابن العاص جوکہ اب مصری فوج کے افسر تھے۔ اور عبداللہ بن سرح جو مالی صیغے کے افسر تھے۔ ان دونون نے دربار خلافت مین اطلاع کی اور مدد چاہی۔ امیرالمومنین حضرت عثمان نے ایک لشکر جرار کہ جسمین عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر وغیرہ ایسے بزرگوار اشراف صحابہ مین سے موجود تھے۔ مرتب کرکے عمرو ابن العاص اور عبداللہ ابن سرح کی کمک کو روانہ کیا۔ اور عبداللہ ابن ابی سرح کو بھی فرمان لکھا کہ مصر کے نمازیون اور مجاہدون کو جمع کرکے فوج مین بھرتی کری اور عمرو ابن العاص کو بھی لکھا۔ کہ تم عبداللہ کے کامون مین مدد اور سہارا دیتے رہو۔ لیکن چونکہ عمرو ابن العاص کا عہدہ توڑ دیا گیا تھا۔ اور وہ عبداللہ کے ماتحت کردئے گئے تھے اسواسطے عمرو کو گوشہ چشمک عبداللہ سے پیدا ہوگئی۔ جسکی وجہ سے امور انتظامیہ اور عبداللہ کی مدد مین تساہل

کرنے لگے۔ عبداللہ نے اس امر کی شکایت حضرت عثمان سے کی۔ دربار خلافت مین یہ امر سخت ناگوار گذرا۔ کہ ایسی ضرورت کے وقت عمرو نے امور انتظامی کی طرف سے کم توجہی کی۔ اسواسطے اُن کی معزولی کا حکم صادر ہوا۔ اور عبداللہ بن سرح کے ہاتھ مین مالی اور فوجی دونون صیغے دیدیئے گئے اور اوس نے موافق حکم خلافت کے فوج کو بہت پھرتی سے بھرتی کرنا شروع کیا۔ کیونکہ تم دیکھ چکے ہو۔ کہ مسلمانون نے ہمیشہ اس امر کا خیال رکھا ہے۔ کہ جہانتک ہوسکے دشمن کو اپنی سرحد پر حملہ کرنے دین۔ بلکہ ہمیشہ یہ التزام رہا ہے۔ کہ غنیم کا ارادۂ فوجکشی دیکھتے ہی خود اسکے ملک پر فوجکشی کردی گئی۔ یہی خیال اسوقت بھی تھا۔ جو عبداللہ کو آمادہ کر رہا تھا۔ کہ قبل اُسکے کہ جرجیر ہماری سرحد کے قریب آوے۔ ہم خود اوسکی سرحد مین گھس چلین۔ غرضکہ جب عبداللہ کے پاس امدادی فوج مدینے سے آگئی۔ تو اس نے کل فوج کو لیکر افریقیہ کا رخ کیا۔ طرابلس الغرب کی حد مین پہونچکر فریقین سے مقابلہ ہوا۔ چالیس دن تک برابر اس طور سے لڑائی ہوتی رہی کہ صبح سے نصف النہار تک دونون جانب کے بہادر صف سے نکلکر معرکہ آرا ہوتے۔ اور دوپہر کے وقت گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنے اپنے پڑاو پر واپس جاتے۔ ادہر عبداللہ کو جب افریقیہ گئے ہوئے عرصہ گذر گیا اور کچھ خبر نہ معلوم ہوئی تو انھون نے عبداللہ ابن زبیر کو ایک لشکر جرار دیکر عبداللہ کی مدد کو بھیجا۔ اور تاکید کردی کہ جہانتک جلد ممکن ہو۔ یلغار چلے جاوین۔ اور بہت جلد عبداللہ سے ملین۔ عبداللہ ابن سرح کو لڑتے ہوئے اونتالیس دن گذر چکے تھے۔ اور چالیسوین دن جبکہ عبداللہ ابن زبیر مع اپنی فوج کے پہونچے۔ مسلمانون نے جو اپنی مدد آتے دیکھی۔ تو یکبارگی جوش مین آکر نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر نے دیکھا۔ کہ فوج تو لڑ رہی ہے۔ مگر اسکے افسر یعنی عبداللہ ابن ابی سرح میدان مین موجود نہین ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ جرجیر نے اپنے لشکر مین منادی کرادی ہے۔ کہ جو شخص عبداللہ ابی سرح کا سر کاٹ لاوے۔ اسکو ایک لاکھ دینار سرخ دئے جائینگے۔ اور جرجیر کی بیٹی اسکے نکاح مین دیجائیگی۔ اسوجہ سے وہ خوف کے مارے میدان مین نہین آتا ہے۔ عبداللہ ابن زبیر نے صلاح دی۔ کہ تم بھی اپنے لشکر مین منادی کرادو۔ کہ جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لاوے۔ اسکو مال غنیمت مین سے ایک لاکھ دینار سرخ دئے جائینگے اور جرجیر کی لڑکی اسکو دیجائیگی۔ چنانچہ اسی رائے پر عملدرآمد کیا گیا۔ جرجیر نے جب یہ خبر سنی۔ تو اسکے حواس بھی پریشان ہوئے۔ اور جب فوجین میدان مین آتی تھین تو وہ میدان سے دور لشکر کے پیچھے کھڑا رہتا تھا۔ ابن الزبیر کے مشورہ سے ایکدن ایک مسلح اور مکمل جماعت کو خیمون مین

عبداللہ ابن سرح نے پوشیدہ بٹھا دیا۔ اور باقی فوج سے میدان مین جاکر لڑنا شروع کیا۔ افریقیون نے جب حسب معمول دوپہر کے قریب اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹنا شروع کیا۔ دونون فریق دھوپ کی شدت سے پست ہو گئے تھے۔ جیسے ہی دونون فوجین مقابل سے ہٹین۔ وہ فوج جو ابھی تک موقعہ کی منتظر خیمون مین چھپی ہوئی بیٹھی تھی۔ یکایک افریقیون پر ٹوٹ پڑی۔ افریقیون کے ہواس اس ناگہانی آفت سے باختہ ہو گئے۔ اور پریشان ہوکر بھاگے۔ عبداللہ ابن زبیر نے جرجیر کو ٹوک کر قتل کیا۔ یہان کے بھاگے ہوئے لوگون نے شہر شبیطلہ مین پناہ لی۔ جرجیر کی بیٹی فنون سپہ گری مین بڑی مشاق تھی۔ باپ کے قتل ہونے کے بعد ایک دلیرانہ حملہ اس نے عبداللہ ابن زبیر پر کیا عبداللہ نے اسے زندہ گرفتار کرلیا۔ شرط مشتہرہ کے مطابق ایکہزار دینار سرخ اور جرجیر کی لڑکی عبداللہ ابن زبیر کو دیجانے لگی۔ لیکن عبداللہ نے انکار کیا۔ بعض مورّخ لکھتے ہین کہ بڑے اصرار کے بعد انھون نے اسکو قبول کرلیا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ قبول نہین کیا۔ گر صورت اول قرین قیاس ہے۔ کیونکہ یہ بھی تصریح موجود ہے۔ کہ جب عبداللہ ابن زبیر کو وہ لڑکی حوالے کی گئی۔ تو عبداللہ کو دیکھکر وہ رونے لگی۔ لوگون نے سبب پوچھا۔ اُس نے کہا۔ اسکی صورت دیکھکر میرا دل غصہ سے پھٹا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ میرے باپ کا قاتل ہے اور اُسی کے مین سپرد کیجاتی ہون۔

جس روز یہ اخیری معرکہ ہوا اس دن قلب کی کمان عبداللہ ابن ابی سرح کے متعلق اور میمنہ کے عبداللہ ابن عمر کے متعلق اور میسرہ کی عبداللہ ابن زبیر کے متعلق اور مقدمہ کی عبداللہ ابن عباس کے متعلق تھی۔

اس فتح کی خبر عبداللہ ابن زبیر نے کہ دربار خلافت مین گئے۔ حضرت عثمان فتح کی خبر سنکر بہت خوش ہوے۔ اور مسلمانون کو جمع کیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے مجمع مین کھڑے ہوکر وہان کے سب حالات اور بہادرون کی بہادری اور فتح وغیرہ کے حالات سنائے لیکن اپنے کارنامون کا تذکرہ تک نکیا۔ کئی دوسرے شخص نے جو عبداللہ کے ہمراہ لڑائی پر سے واپس آیا تھا۔ کھڑے ہوکر عبداللہ کے سب حالات اہل مجلس کو سنائے۔ اوسوقت عبداللہ ابن زبیر نہایت عاجزانہ طور سے گردن جھکائے ہوئے کھڑے تھے۔ گویا کہ اس خفیف کام کو وہ کہنے کے قابل نہ سمجھے تھے۔ حضرت عثمان کو جب معلوم ہوا کہ اس فتح کے بانی مبانی یہی ہین تو اونکو بہت کچھ دعائے خیر دی۔ اور تعریف کی۔

شبیطلہ اور اندلس کی فتح

ہم اوپر کہہ چکے ہین۔ کہ افریقہ کے بھاگے ہوؤن نے شہر شبیطلہ مین پناہ لی۔ اس کا محاصرہ کیا گیا اور تھوڑی کوشش سے فتح ہوگیا۔ اور عبداللہ ابن ابی سرح نے خود افریقیہ ہی مین قیام کیا۔ اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس اور عبداللہ بن الحصین کو موافق حکم حضرت عثمان کے اندلس کو روانہ کیا مسلمانون نے تنگنائے جبل الطارق (جبرالٹر) کو عبور کرکے سرزمین اندلس مین قدم رکھا۔ خفیف خفیف لڑائیون کے بعد اندلس کے شہر فتح ہوگئے اور مسلمانون کا قبضہ اندلس مین بھی ہوگیا۔ حضرت عثمان نے عبداللہ بن حصین کو اندلس کی حکومت سپرد کی۔

بربر٭ اور مغرب کی فتح

اندلس فتح ہونے کے بعد قسطنطینہ پر فوجکشی کی ضرورت ہوئی۔ یہ شہر بحرالروم کے کنارے قیروان کے شمال اور مغرب کے کونے پر آباد ہے۔ لیکن ساحل سے قریب ہونے کی وجہ سے اوس مین ایک مضبوط قلعہ تھا جسمین فوجی میگزین وغیرہ رہتا تھا۔ اور فوج بھی زیادہ رکھی جاتی تھی عبداللہ ابن ابی سرح نے حضرت عثمان کو قلعہ کی دشواری اور اوسکی ضرورت سے مطلع کیا۔ حضرت عثمان نے عبداللہ کو لکھا۔ کہ افریقیا اور اندلس مین جو کثیر التعداد حصہ رعایا کا مسلمانون ہوچکا ہے۔ اونکو جہاد کی ترغیب دیکر جنگ پر آمادہ کرو۔ اور جب وہ لوگ آمادہ ہوجائین۔ تو قسطنطینہ پر فوجکشی کیجائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تو مسلم بہت جلد مدد پر آمادہ ہوگئے۔ اور قسطنطنیہ پر فوجکشی کی گئی۔ چونکہ بہت سے راز دار لوگ ساتھ تھے۔ اسواسطے

٭ ابن خلدون مغربی کے مقدمہ تاریخ مین جو جغرافیہ دیا ہے۔ اوس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ افریقہ اور بربر اقلیم ثالث مین ہین اقلیم ثالث سے ایک پہاڑ جبل درن نامے شروع ہوا ہے۔ اور مراکش کے قریب سے ہوتا ہوا بحر محیط کے شرقی حصہ تک چلا گیا ہے اس پہاڑ کے گرد نواح مین جو لوگ رہنے والے ہین۔ وہ سب لوگ بربر کی آبادی مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور یہ پہاڑ کل بلاد مغرب کو گھیرے ہوے ہے۔ بلکہ مغرب اسکے ایک جوف مین ہے۔ اسکے جنوب مین بلاد مراکش (مراکو) اور اغمات۔ تاولا واقع ہین۔ بحر محیط کے قریب قریب رباط اسفی۔ سلا۔ ہین۔ اور مراکش کے پہلو پر فاس۔ اور مکناسہ۔ اور تازا۔ اور قصر کتامہ واقع ہین۔ ان مقامات کو وہان کے لوگ مغرب اقصیٰ کہتے ہین۔ اسواسطے کہ مغرب کا انتہائی حصہ یہی قرار دیا گیا ہے۔

بہت آسانی سے وہ قلعہ فتح ہوگیا۔ اور سرزمین مغرب مین اسلام کا قدم داخل ہوا۔ یہ بھی یاد
رکھنا چاہیے۔ کہ یہ حملہ اندلس سے بحر روم کو عبور کرکے کیا گیا تھا۔ اسکے بعد بربر اور طرابلس بقیہ
حصے فتح کئے گئے۔ اور عبداللہ بن نافع کو افریقیہ اور بربر اور مغرب کی حکومت سپرد کی گئی۔
ان مقامات کے فتح ہونے کا حال حضرت عثمان کے زمانہ مین تصریح سے نہین لکھا گیا ہے کیونکہ
یہان فتح کے بعد اسلامی حکومت بہت زمانہ تک قائم نہ رہ سکی۔ بلکہ بعض مورخین کا قول ہی
کہ حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت ہی مین فتح کے چند ہی دن بعد یہ ممالک ہاتھ سے نکل گئے۔
اور پھر خانگی جھگڑے ایسے پیدا ہوگئے۔ کہ ادھر توجہ کرنے کی نوبت نہین آئی۔ سلطنت بنی امیہ
کے زمانے مین ولید بن عبدالملک نے ادسپر فوجکشی کرکے دوبارہ فتح کیا۔ لیکن مورخ طبری کا قول ہے
بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۔۔۔ بحر محیط کے ساحل پر شہر سیلا اور عرایش واقع ہین اور ان کے مشرقی حصہ کو مغرب اوسط کہتے
ہین جسکا قاعدہ تلمسان ہے۔ اور اسکے ساحل بحر روم کے کنارے شہر منین اور وہران ہین۔ اور بحر روم
خلیج طنجہ (تنجیر) سے ہوتا ہوا۔ جانب غرب مین بحر محیط سے نکلا ہے۔ اور مشرق کی جانب بلاد شام تک
چلا گیا ہے۔ یہ بحر تنگنائے طنجہ سے نکلنے کے بعد جنوب اور شمال مین پھیل گیا ہے۔ اسواسطے کچھ اُس کا
حصہ اقلیم ثالث اور خامس مین بھی آگیا ہے اسواسطے اقلیم ثالث کے بہت سے شہر بحر روم کے ساحل مین
آگئے ہین۔ ان مذکورہ ساحلون کے مشرق مین اسی دریا کے ساحل پر بجایا ہے اور اوسکے شرق مین
قسنطینہ (کانسٹین ٹائن) اور اقلیم ثالث کے جزو اول کے بالکل آخری حصہ مین اس دریا کی
ایک منزل پر بجایہ اور قسنطینہ کے جنوب مین کسی قدر مغرب اوسط کے جنوب کو ہٹا ہوا اشیر۔ اور اسکے
بعد مسیلہ اور اسکے بعد زاب ہے اور انکا صدر مقام بسکرہ ہے۔ جبل اوراسکے نیچے جو جبل درن کے قریب ہی
ہے اور اسکے قریب شرق مین غدامس اور اسی کی سمت مین شہر فادوان ہے جسکا کچھ حصہ اقلیم ثانی
مین بھی شامل ہے۔ زمین کا وہ حصہ جو کہ جبل درن اور بحر روم کے بیچ مین واقع رہتے۔ اسکے جانب
غرب مین تبسہ اور آدپس ہے اور ان کا ساحل شہر بونہ ہے اور اُن شہرون کے شرق مین افریقیہ
کے شہر ہین جسکا ساحل تونس ہے۔ پھر اسکے مشرق مین سوسہ اور مہدیہ ہین۔ اور اُن شہرون کے
جنوب مین جبل درن کے نیچے نیچے بلاد الجرید توزر اور قفصہ اور نفزاوہ ہے۔ اور ان شہرون
اور ساحل تونس وغیرہ کے درمیان مین شہر قیروان ہے اور اُسی کے قریب جبل وسلات اور شہر
سبیطلہ (سول) ہے اور ان سب شہرون کے شرق مین شہر طرابلس (ٹریپولی) ہے بحر روم کے
کنارے پر اور اسی کے مقابلہ مین جنوب کے جانب جبل دمرہ اور نقرہ ہے جبل درن سے ملا ہوا ہے

کہ ہشام بن عبدالملک کے زمانے تک فتح اول کے بعد سے یہ ممالک برابر مسلمانون کے قبضہ مین رہے - اور افریقیہ کا خراج سال مین دو مرتبہ تقریباً پانچ لاکھ دینار آتا تھا - جو پہلے قیصر روم کو دیا جاتا تھا -

مال غنیمت مسلمانون کو اس لڑائی مین بہت ملا - اور ہر سوار کو تین ہزار دینار اور پیادہ کو ایکہزار دینار مال غنیمت سے حصہ ملا - فوج کی تعداد ہمکو معلوم نہ ہو سکی - کہ کیا تھی -
عبداللہ ابن ابی سرح کی خواہش تھی - کہ افریقیہ کی حکومت اسی کے قبضہ مین رہے - لیکن حضرت عثمان نے اسکو منظور نکیا اور مصر مین پھر انکو طلب کیا -
یہ واقعات ۲۷ھ ہجری کے ہین -

جزیرۂ قبرس کی فتح

حضرت عمر کے زمانے مین معاویہ امیر شام نے جزیرۂ قبرس (سائپرس) پر فوجکشی کی اجازت حضرت عمر سے مانگی تھی حضرت عمر نے اسکے جواب مین اس جزیرہ کی کیفیت پوچھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴ تمنگنائے طنجہ سے جب بحر روم نکلکر پھیلا ہے تو خلیج کے جنوب مین تنگنائے سے ملا ہوا ایک ٹکڑا زمین کا بطور زبان کے چھوٹ جاتا ہے اوس ٹکڑے پر شہر طنجہ آباد ہے جہان سے مغرب کی حد شروع ہوتی ہے اور خلیج کے شمال مین مملکت اندلس ہے اور حساب بطلیموسی کے اعتبار سے طنجہ اور اندلس اقلیم رابع مین داخل ہین - افریقہ کا کچھ حصہ اقلیم ثانی مین بھی آگیا ہے مغرب اور سوڈان کے نیچے جانب شرق مین ایک صحرائی توودتی چلا گیا ہے جسمین مغربی تاجر جو سوڈان جاتے ہین لیکن اوس جنگل مین کہین کہین چھوٹی چھوٹی آبادیان بھی ملتی ہین - ان آبادیون کے جانب شرق مین خزان پڑتا ہے - اور اوسکے بعد بربری آبادی چلی گئی ہے اور پھر اسی سمت مین سوڈان کی آبادی ہے - اور اسکے شمال مین ودّان کی کچھ آبادی ہے اور اسی کی سمت مین مشرق کی طرف منتہی ہے -
طرابلس کو افریقیہ مین ایک صوبہ سمجھنا چاہیے - جسکی جنوبی حد فزان اور ودان ہے اور شمال مین اسکے تونس ہے اور خود طرابلس جنوبی بحر روم کا ساحل ہے - اور تونس کے مشرق مین ہے اور طرابلس کی مشرقی حد نالہ ہے جس کی نہر غالباً صحرائے افریقہ سے ملی ہوئی ہے جو اسکے مشرق مین سوڈان تک چلا گیا ہے اور مغربی حد اسکی غدامس ہے جسکی سرحد مغرب اقصیٰ سے ملی ہوئی ہے - صوبۂ طرابلس غالباً مغرب کا حصہ ابتدائی ہے - جو اب ٹریپولی کے نام سے مشہور ہے اور مغرب اقصیٰ وہ حصہ زمین ہے جو مراکو کے مشرق مین ہے - اور اُسکی حد شرقی غالباً طرابلس ہے اور طنجہ سے شرق کی جانب مین تیردان تک غالباً مغرب اوسط ہے جسکے شمال مین بحر روم اور جنوب مین مغرب اقصیٰ ہے - اور شطلیطلہ

اور ہمین جانیکے راستے اور وہانکی فوج کے متعلق حالات پوچھے۔ امیر معاویہ نے اوسکے جواب مین یہ چند فقرے لکھے تھے جو خالی از لطف نہین ہین۔ اِنِّی رَأَیْتُ خَلْقًا کَبِیْرًا یَرْکَبُہٗ خَلْقٌ صَغِیْرٌ۔ اِنْ رَکَنَ خَرَقَ الْقُلُوْبَ وَاِنْ تَحَرَّکَ اَزَاغَ الْعُقُوْلَ یَزْدَادُ فِیْہِ الْیَقِیْنُ قِلَّۃً۔ وَالشَّکُّ کَثْرَۃً۔ وَھُمْ فِیْہِ کَدُوْدٍ عَلٰی عُوْدٍ۔ اِنْ مَالَ غَرِقَ وَاِنْ نَجَا بَرِقَ۔ حضرت عمر خوفناک لڑائیون سے ہمیشہ پہلو بچاتے تھے۔ کیونکہ اونکو فتوحات کی وسعت کا چندان ذوق نتھا اور نہ وہ خود کبھی لڑائی کو اپنی جانب سے پیدا کرنا چاہتے تھے۔ دوسرے دریا کی دشواریون سے وہ گھبرا گئے۔ اور امیر شام کو لکھ بھیجا۔ "وَاللّٰہِ لَا اَحْمِلُ فِیْہِ مُسْلِمًا اَبَدًا۔" امیر شام مجبورًا خاموش ہو رہے۔ حضرت عثمان کے زمانے مین ۲۸ھ مین امیر معاویہ نے پھر اس امر کی تحریک کی۔ اور اونکو لکھا۔ کہ بحر روم مین اور اسکے کنارے کے قریب قریب بہت سے جزیرے ایسے آباد ہین۔ کہ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے تک مرغ کی آواز جا سکتی ہے۔ اگر آپ اجازت دین۔ تو ہم دریا کے راستے سے اون جزیرون پر فوجکشی کرین۔ ذی النورین کو یہ رائے پسند آگئی۔ اور معاویہ کو اجازت دیدی۔ اور لکھ بھیجا۔ کہ اس فوج کیواسطے قرعہ ڈالنے اور انتخاب کی کوئی ضرورت نہین ہے جس کا جی چاہے۔ جاسکتا ہے۔ امیر معاویہ نے اجازت پانے کے بعد ایک لشکر گران مرتب کرکے کشتیون پر سوار ہوکر مجمع الجزائر کی طرف چڑھائی کی۔ جسمین ابوذر غفاری۔ اور عبادہ ابن الصامت اور اونکی بیوی اُم حرام بنت ملحان الانصاریہ بھی اونکے ہمراہ تھین۔ معاویہ نے پہلے قبرس پر چڑھائی کی۔ جو شہر حمص کے مقابل تھا۔ اثنائے راہ مین چند کشتیان اونکو ملین۔ جسمین کچھ تحفے تحائف حاکم قبرس کی جانب سے قسطنطین بن ہرقل قیصر روم کے واسطے جاتے تھے۔ فوج والون نے اون کشتیون کو لوٹ لیا۔ لیکن امیر معاویہ نے مطلع ہونے کے بعد بہت ناراضی ظاہر کی۔ جب قبرس قریب آگیا تو عبداللہ نامے ایک صحابی کو امیر معاویہ نے ایک کشتی پر مع ایک مسلح دستے کے بطور طلیعہ کے روانہ کیا۔ عبداللہ نے قبرس کے کنارے پہونچکر کشتی روکی۔ اور تلاش مین تھے کہ کوئی شخص دکھائی دے تو اوس سے یہانکے کچھ حالات دریافت کرین تو سامنے سے ایک فقیر اونکو آتے ہوئے معلوم ہوا۔ عبداللہ نے بلاکر ایکدرم اسکو دیا۔ اور چاہتے تھے۔ کہ کچھ حال اوس سے پوچھین۔ فقیر نے کہا۔ کہ مین اپنی عورت کو جو یہان سے بہت ہی قریب پڑی ہو۔ یہ روپیہ دے آؤن۔ کیونکہ وہ کئی دن سے بہت بھوکی ہے۔ کچھ کھانیکا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵، قسطنطینہ و قیروان خاص صوبے ان افریقیہ مراد ہے ۱۰ اور بربر اوس آبادی کا نام ہے۔ جو مراکش کے جنوبی جبال کے سلسلہ مین آباد ہے جیسا کہ مورخ ابن خلدون مغربی کے جغرافیہ کا منشا ہے ۱۱ سید جلیل قریشی

انتظام کرے - اور روپیہ دیکر مین ابھی واپس آتا ہون - عبداللہ چکپے پر چڑھ گئے - فقیر نے آبادی مین پہونچکر روز روز سے چلانا شروع کیا - کہ تمھارے گانون پر ایک بادشاہ چڑھ آیا ہے - وہ تمکو لوٹ لے گا - گانون کے قریب پہونچ چکا ہے - گانون والے سب اکٹھا ہوکر عبداللہ پر ٹوٹ پڑے - اور غوغا کرکے اونکو مار ڈالا ہے - اونکے ساتھی بھی مارے گئے - جو کچھ بچے اونھون نے بھاگ کر معاویہ سے اس واقعہ کی خبر کی - امیر معاویہ نے ساحل پر پہونچکر لنگر کیا - اور آبادی مین گھس کر قتل و غارت شروع کردیا - قبرس کے حاکم کو جب اسکی اطلاع ہوئی - تو اونسے اوس جزیہ پر صلح کرلی - اور سات ہزار دینار سُرخ سالانہ دینا قبول کئے - معاویہ نے اوس سے یہ بھی اقرار لیا - کہ مُسلمانون کے مقابلہ مین رومیون کی مدد نکرے اور رومیونکی نقل و حرکت سے ہمکو مطلع کرتا رہے - امیر معاویہ نے چند روز قبرس مین قیام کیا - اور دربار خلافت مین اس فتح کا خط لکھا - اس موقع پر ایک بات اور بھی یاد رکھنے کے قابل ہے - کہ عبادہ ابن صامت کی بیوی اُم حرام اپنے دابہ سے یہین ایک دن نیچے گر پڑین اور سخت چوٹ آئی اور اسی تکلیف مین اونھون نے جان دی - اور وہین قبرس مین دفن کی گئین - ان کے انتقال کے بارہ مین رسول اللہ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ غزوہ مین وہ ناگہانی موت سے مرینگی اور شہیدون مین محشور ہونگی - خیر ہمکو فقط اس واقعہ کی خبر دینا یہان مقصود تھی -

جزیرۂ رُوروس کی فتح

عو قبر مین ایک مختصر سا جزیرہ ہی جو بحر روم مین واقع ہے جو اب ساٹپرین کے نام سے مشہور ہی بعض لوگونکا یہ بھی خیال ہی - کہ اس جزیرہ والون نے مسلمانون کی فتح کے بعد اس امر پر صلح کی تھی کہ جسطرح ہم روم کو خراج دیتے تھے - تمکو بھی سات ہزار دوسو دینار سالانا دیا کرینگے - تم مین اور رومیون مین اگر کبھی جنگ ہوگی تو ہمسے کسی سے واسطہ نہوگا نہ ہم کسی کے طرفدار ہونگے لیکن ۳۲ھ مین ان لوگون نے خلاف عہد مسلمانون کے مقابلے مین رومیونکو مدد دی - امیر معاویہ نے پانسو کشتیون کے بیڑے کے ساتھ دوبارہ اس پر چڑھائی کی اور نہایت آسانی سے فتح کرلیا - تاہم خراج اور صلح کی شرطین وہی رہین - ہم نہین جان سکتے کہ ۳۲ھ مین انھون نے کب رومیون کو مدد دی اور امیر معاویہ نے کب دوبارہ اس جزیرہ پر فوجکشی کی ۳۳ھ مین فقط عبداللہ ابن سرح اور قسطنطین ابن ہرقل سے جنگ ہوئی تھی بلکہ امیر معاویہ اس جنگ مین شریک بھی نہ تھے اور خشکی کے راستون کی وہ حفاظت کر رہے تھے ہمکو باوجود

قبرس کی فتح کے بعد جزیرہ زودوس (رہوڈس) پر فوجکشی کی جو قبرس نے شمال اور مغرب کے کونے مین کسی قدر ہٹا ہوا ہے۔ یہ جزیرہ بھی آسانی سے فتح ہو گیا۔ یہانکا مال غنیمت قبرس سے کم تھا۔ یہان سے اور جزیرون کی طرف بھی فوجکشی کی گئی جسکی نام مورخین نے نہین لئے۔ لیکن بعض مورخون کے کلام سے اتنی تصریح معلوم ہوتی ہی کہ کم و بیش اس غزوہ مین مسلمانون نے پچاس لڑائیان بری اور بحری لڑین۔ اس سے ہمکو معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے جزیرہ کہ جو شام کے سامنے بحر روم مین ہین معاویہ کے ہاتھون فتح ہوئے۔

تذکرہ ابوذر غفاری

ابوذر ممتاز صحابہ مین سے تھے۔ حضرت عمر کے زمانے مین غزوۂ شام کی نیت سے گئے تھے اور وہین سکونت اختیار کر لی۔ معاویہ والی شام کو دنیا کے تجملات اور زیب و زینت زیادہ پسند تھی۔ اسوجہ سے ابوذر اکثر اوقات اونکو ملامت کیا کرتے تھے۔ کہ تیرے اعمال و افعال سنت سنیہ رسول کے مطابق نہین ہین۔ نہ شیخین کے طریقے پر تیرا چلن ہے۔ ایکدن معاویہ نے اپنی مجلس خاص مین بیت المال کو بیت مال اللہ کو کہدیا۔ ابوذر کو بھلا کہان تاب تھی۔ فوراً ٹوکا۔ کہ تو بیت مال اللہ شاید اسوجہ سے کہتا ہے۔ کہ فقط خدا ہی سے جواب دہی باقی رہجائے اور حقوق العباد اوٹھ جائین۔ مسلمانون کو بیت المال سے کچھ واسطہ رہے۔ اور تیری خواہش یہ ہے۔ کہ مسلمانون کا حق تلف کر کے اپنے قبضہ مین لاوے۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جب معاویہ غزوہ قبرس سے واپس آگئے تھے۔ انکو ابوذر کے کلام سے سخت رنج ہوا اور حضرت عثمان کو خط

بقیہ حاشیہ صفحہ ،، کوشش کی بھی یہ بات معلوم نہو سکی کہ ۲۳ھ مین سوائے قسطنطین کے اور بھی کوئی دوسری لڑائی بحری ہوئی تھی یا نہین۔ امیر معاویہ نے بارہ ہزار مسلمان عرب یہان آباد کئے۔ اور مکانات اور مسجدین تعمیر کرائین۔ ایک مدت کے بعد یہ جزیرہ مسلمانونکے ہاتھ سے نکل گیا۔ سب سے اخیر مین ترکون نے ۱۵۷۰ء مین عیسائیون سے واپس لیا اور اب تک انھین کے قبضہ مین ہے روم و روس کے اخیر جنگ مین انگریزون نے اس شرط پر لے لیا۔ کہ سالانہ خراج جو سلطان کو ملتا تھا اب بھی ہی ملا کریگا۔ چنانچہ اب یہان انگریزی حکومت اور انگریزی انتظام ہے جغرافیہ کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیم زمانے مین اس جزیرہ مین نو صوبہ بارہ شہر آٹھ سو پانچ گانون آباد تھے اور دس لاکھ باشندے تھے۔ اب باشندے اس جزیرے کے ستر ہزار ہین —

کہ اگر مومنین کی یہ خواہش ہے کہ ولایت شام مسلمانون کے قبضہ مین رہے۔ تو ابوذر کو یہانسے
کسی اور مقام پر بھیجدیجیے۔ کیونکہ وہ اس امر کے درپے ہو رہا ہے۔ کہ اہل شام کا عقیدہ میری اور
تمھاری طرف سے پھیردے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا۔ کہ ابوذر اعاظم صحابہ مین سے ہے
اوس کے ساتھ نرمی سے پیش آو۔ اور بلطائف الحیل اوسکو مدینہ بھیجدو۔
جب امیر معاویہ کو یہ خط ملا۔ تو اونھون نے ابوذر سے کہا۔ کہ عثمان تمکو مدینہ مین بلاتے ہین۔ ابوذر نے
بخوشی اسکو قبول کرلیا۔ اور مدینہ پہونچکر حضرت عثمان سے ملے۔ حضرت عثمان اونکے حقوق کی بہت
رعایت رکھتے تھے اور بہت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ لیکن ابوذر باوجود ان سب عنایتون کے
کھلم کھلا حضرت عثمان پر اعتراض کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے۔ کہ زکوۃ دینے والے (مسلمان)
کو چاہیے۔ کہ احسان کو اپنے عزیزون ہی تک محدود نرکھے۔ اور اس قول سے اونکا مقصود حضرت
عثمان پر طعن تھا۔ کعب الاحبار جو اوس جلسہ مین موجود تھے۔ اونھون نے اس فقرہ کو سمجھکر
جواب دیا۔ کہ جس نے فرض ادا کردیا۔ حق خداوندی اوس سے ساقط ہوجاتا ہے۔ پھر اوسکے
لئے کچھ خوف نہین۔ ابوذر کو اس کلام سے غصہ آگیا۔ اور ایک لاٹھی جو اونکے ہاتھ مین تھی کعب
کے سر پر اس زور سے ماری۔ کہ خون بہنے لگا۔ لیکن کعب نے پھر بھی وہی کلمہ کہا۔ حضرت عثمان کو
جب اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو اونھون نے ابوذر کو بلاکر کہا۔ کہ مسلمانون پر طعن اور اونکی غیبت
نکیا کرو۔ خدا سے خوف کرو۔ لیکن اگر تم اپنی زبان پر قادر نہین ہو۔ تو کیا یہ بھی ممکن نہین ہے۔ کہ
خلق اللہ سے علٰحدہ کسی مقام پر گوشۂ تنہائی مین بیٹھکر تم اپنی بقیۂ زندگی کے دن عبادت خدا مین
گذاردو۔ ابوذر نے کہا۔ کہ ہان مین اب ایسا ہی کرونگا۔ حضرت عثمان نے کہا۔ کہ جب تمھین کسی
قسم کی ضرورت ہوا کرے۔ تو تم یہان آتے جاتے رہنا۔ اور چند اونٹ اور کچھ بکریان اونکو دین۔
تاکہ اوس سے وہ اپنی معاش حاصل کرسکین۔ ابوذر مع اپنے اہل وعیال اور غلامون کے مدینہ سے
نکلکر ربذہ مین آئے۔ جو مدینہ سے چند منزل تھا۔ اور یہین سکونت اختیار کرلی۔ اور کبھی کبھی مدینہ جاکر
حضرت عثمان سے ملاقات کرتے تھے۔ اور پھر چلے آتے تھے۔ جب سنہ ۳۲ مین ابوذر بیمار پڑے۔ انکے ہمراہ
انکی ایک صاحبزادی بھی تھین۔ انکو بلاکر کہا۔ کہ یہ زمانہ حج کا ہے۔ اہل کوفہ ادھر سے ہوکر گذرینگے
مجھے یاد ہے۔ کہ رسول اللہ نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ تجکو حاجی لوگ دفن کرین گے۔ اور وہ امت کے
بہترے فاصلون مین ہونگے۔ میرے خیال مین شاید اب وہ وقت آگیا ہے۔ اور کل تک میرا خاتمہ
ہوجائیگا۔ جب میری روح جسم خاکی سے پرواز کرجائے۔ تو تو ایک بکری ذبح کرکے پکا رکھنا۔ جب

حجاج ادھر سے گذرین - اون سے درخواست کرنا - کہ میری تجہیز و تکفین کرتے جائین - اور اسکے بعد انکو
دعوت دینا - دوسرے دن لڑکی نے غلام سے بکری ذبح کرا کے کھانا تیار کرایا - ظہر کے وقت ابوذر
نے پوچھا کہ سوارون کے آنے کا کچھ نشان معلوم ہوتا ہے - یا نہین - لڑکی نے جواب دیا - کہ ہان کچھ
مکہ کی طرف سے آتے ہوے معلوم ہوتے ہین - ابوذر نے قبلہ کی طرف رخ کیا - اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَ
عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور روح قالب سے پرواز کر گئی - جب حجاج ربذہ کے قریب پہونچ گئے
لڑکی نے اونسے جاکر کہا - کہ یہ ابوذر کا خیمہ ہے - اور آج اوس نے وفات پائی ہے اوسکی وصیت
ہے - کہ حجاج میری تجہیز و تکفین کرتے جائین - عبداللہ ابن مسعود جو اس قافلہ مین سب کے معزز
تھے - اونھون نے اوتر کر دیکھا - کہ ابوذر مردہ تنہا پڑے ہین - انکی بیکسی دیکھکر رو دئے - اور کہا
کہ رسول اللہ نے سچ کہا تھا - کہ ابوذر مسکین اکیلا ہی جیئے گا - اور اکیلا ہی مریگا - اسکے بعد اونکو غسل
دیکر عبداللہ ابن مسعود نے کفن پہنایا - اور نماز پڑھائی - دفن کرنے کے بعد جب اونھون نے وہانسے
چلنے کا ارادہ کیا - تو لڑکی نے روکا - اور کہا - کہ ابوذر نے آپکو سلام کہا تھا - اور خدا اور رسول کا واسطہ
دلایا تھا - کہ آپ کھانا کھاکر یہان سے جاوین - عبداللہ اور اونکے ساتھیون نے کھانا کھایا - اور
مدینہ روانہ ہوگئے - وہان پہونچکر حضرت عثمان سے یہ قصہ کہا - حضرت عثمان رو دئے - اور ابوذر کی
لڑکی کو ربذہ سے بلاکر حفاظت سے اپنے یہان مہمان کیا - اور اپنی جیب خاص سے اونکا کچھ وظیفہ
مقرر کردیا - عبداللہ ابن مسعود نے بھی چند دن کے بعد یہین مدینہ مین انتقال کیا - اور جنة البقیع مین
دفن کئے گئے - انکے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ نے اس سال مین انتقال کیا - عبدالرحمن بن عوف
نے ۷۵ سال کی عمر مین اور عباس بن عبدالمطلب نے ۸۸ سال کی عمر مین - عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ
انصاری اور ابوطلحہ وغیرہ کا انتقال بھی ۳۲ھ ہی مین ہوا - بعض روایتون مین ہے - کہ عباس بن عبدالمطلب
نے ۳۴ھ مین انتقال کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ

قسطنطین سے جنگ - یا غزوہ ذات الصوم سنہ ۳۴ھ

اوپر تم پڑھ چکے ہو - کہ افریقیہ اور بربر وغیرہ جو قیصر روم کے ماتحت تھا - عبداللہ ابن ابی سرح کے ہاتھون
فتح ہوا - اور ادھر ۲۸ھ مین امیر معاویہ نے قبرس وغیرہ کو فتح کیا - جو قیصر کے باجگذار تھے قیصر کو اپنے ہاتھ
سے اتنے مقامات نکلجانے کا سخت قلق ہوا - قسطنطین ابن ہرقل نے غصہ مین آکر ارادہ کیا - کہ دریا
کے راستے سے چڑھائی - کرکے پہلے مصر مین عبداللہ ابن ابی سرح کا کام تمام کرکے - اور پھر افریقیہ و اسکندریہ

سے فوج جمع کر کے مسلمانون کے دوسرے ملکون پر حملہ کرے۔ اس خیال سے اُس نے تین سو کشتی تیار کین
اور ہر کشتی مین ایکہزار رومی بہادر آزمودہ کار ونکو بٹھا کر مصر کی طرف روانہ ہوا۔ عبداللہ ابن سرح نے
دربار خلافت مین اطلاع کی۔ حضرت عثمان نے عبداللہ ابن ابی سرح کو دریا کے راستے سے فوجکشی
کا حکم دیا۔ اور معاویہ کو خشکی کے راستے روکنے کا حکم دیا۔ ابن سرح نے اپنی فوج سمیت کشتیون پر
سوار ہو کر بحر روم مین کشتیان چھوڑ دین۔ اور قسطنطنیہ کے رخ پر روانہ ہوے۔ راستہ مین اوس مقام کے
قریب جو ذات الصوم کے نام سے مشہور تھا۔ روم کی تین سو کشتیان نمودار ہوئین۔ جب قسطنطین نے دریا مین
صفین درست کین۔ تو مسلمانون کے دل مین گونہ خوف پیدا ہوا کیونکہ کشتیان اس ترتیب سے رکھی گئی
تھین۔ کہ دریا بھر مین کشتیان ہی کشتیان معلوم ہوتی تھین۔ چونکہ مسلمانون کو دریا مین لڑنے کا اتفاق
بہت کم ہوا تھا۔ خاصکر عبداللہ ابن سرح اور اوسکے ساتھی تو بالکل دریا کی لڑائی سے نابلد تھے۔ اور
ادھر اتفاق سے دونون صفون کے مقابل ہوتے ہی دریا مین طوفان آگیا۔ دونون فریق تو لڑائی
بھول گئے۔ دونون کو اپنی اپنی پڑ گئی۔ اور دل مین ڈوب جانیکا خوف پیدا ہوگیا۔ اور اسی خوف سے
ذات الصوم کے مقابل مین لنگر ڈالدے گئے۔ تین شبانہ روز ایک ہی مقام پر ٹھہرے رہین۔ عبداللہ
نے رومیونکو پیغام دیا کہ ایسے وقت مین بہتر یہی ہے۔ کہ ہم تم کنارے پر چلکے نپٹ لیوین۔ رومیون نے
اسکو ناپسند کیا۔ اور کہا۔ ہمتو دریا ہی کی لڑائی کے عادی ہین۔ عبداللہ عجب کشمکش و پیچ مین مبتلا ہوگیا
تھا۔ دریا کے طوفان کا یہ حال اگر کشتیان بیچ مین رہتی ہین۔ تو ڈوبنے کا خوف ہے۔ اور اگر کنارے
لئے جاتے ہین۔ تو رومی سمجھینگے۔ کہ مسلمان خوف کے مارے ہٹ گئے۔ اور مجبور ہوکر اوسنے لنگر اوٹھا
اور وہین بیچو بیچ دریا مین اپنی کشتیون کو ایک دوسرے سے باندھ دیا۔ اور رومیونکی کشتیون سے بھڑا
کر تیغ زنی شروع کی۔ اور اسقدر کشت و خون ہوا۔ کہ تمام دریا کا پانی سُرخ ہوگیا۔ اور پانی کا کہین نام و
نشان معلوم ہی نہوتا تھا۔ دریا مین ابھی تک طوفان باقی تھا۔ ایک موج ایسے زور سے اوٹھی۔ کہ رومیونکی
کشتیان پیچھے دبنے لگین۔ اور دریا کے کنارے ایک پہاڑ سے ٹکرا گئین۔ ادہر مسلمانون نے اونکو تیرون
پر رکھ لیا۔ ایک تیر مسلمانون کی طرف سے کسی نے ایسا مارا۔ کہ ایک رومی افسر کے لگا۔ جو قسطنطین کے
سامنے کھڑا ہوا تھا اور اوسکے جگر کو پار کر کے قسطنطین کے لگا جسکے صدمے سے وہ بہت بیتاب ہوگیا رومیون
کی صفین سب درہم و برہم ہوگئین۔ اور پہاڑ سے ٹکر کھانے کی وجہ سے بہت سی کشتیان ٹوٹ کر غرق ہوگئین
رومیون نے پھر سنبھلکر دوبارہ صفین جمائین۔ اور ایسا جی توڑ کر لڑے کہ بایدوشاید کئی پہر تک لڑائی
اسکے بعد ہوتی رہی۔ مسلمانون نے ایک مرتبہ ذرا پیچھے ہٹکر زور سے ایک حملہ کیا۔ اور کمانون سے بے پرکے

بجان لیوا ایسے شکاری طائر چھوڑنا شروع کئے۔ جنھون نے رومیون کے آشیانہ قالب مین اوترا وترکے طائران روح کا شل ضعیف بجثہ پریون کے شکار کرنا شروع کیا۔ رومیون پر دوسری مصیبت یہ آئی کر باد مخالف کے جھوکون نے پھر اونکو پیچھے ہٹانا شروع کیا۔ اونکی صفین اونکی درہم وبرہم ہوگئین۔ اور موجون کے تھپڑے پھر کئی کشتیان غرق کردین۔ جو کچھ کشتیان بچگئی تھین۔ اونکو قسطنطین لیکر جزیرۂ صقلیہ (سسلی) کیطرف بھاگا۔ جو قیصر ہی کی زیر حکومت تھا۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ جزیرۂ صقلیہ مین پہونچنے کے بعد قیصر کے ساتھیون مین پھوٹ پڑگئی۔ اور رومیون اور اونکے ساتھ صقلی والون نے قیصر پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ کہ تو نے ایسے طوفان کے زمانے مین کیون فوجکشی کی۔ تیری ہی ذات سے عیسائیون کا اتنا بڑا گروہ قتل کیا گیا۔ اب ہم مین اتنی بھی تو قوت نہین ہے۔ کہ اگر مسلمان ہمارے اوپر حملہ کرین۔ تو ہم اونکو حملہ کو ہی روک سکین۔ کل فوج قسطنطین سے بدظن ہوگئی۔ اور ایک وقت جبکہ وہ حمام مین غسل کر رہا تھا۔ چند آدمیون نے حمام مین گھس کر قیصر کو قتل کر ڈالا۔

اودہر عبداللہ ابن سرح نے رومیون کے بھاگنے کے بعد مصر کو واپس آنا چاہا۔ اوسکے ساتھیون نے کہا۔ کہ ہماری کشتیان کھولائی جائین۔ تاکہ ہم رومیون کا تعاقب کرین۔ محمد ابن ابی بکر نے بھی یہی صلاح دی۔ لیکن عبداللہ ابن ابی سرح خوب سمجھتا تھا۔ کہ دریا مین طوفان کس بلا کا آرہا ہے۔ یہ بھی ایک اتفاقی بات تھی۔ کہ ساری بلا آئی گئی وہ رومیون ہی کے سر ہوگئی۔ ورنہ اگر مسلمان کی طرف باد مخالف کا رُخ ہوتا۔ تو مشکل ہوتی۔ اسی خیال سے وہ چاہتا تھا۔ کہ جلدی کشتیان باہر نکال لیجائین۔ محمد ابن ابی بکر کو عبداللہ نے سمجھایا بھی۔ کہ یہ موقعہ تعاقب کا نہین ہے۔ لیکن محمد نے زیادہ اصرار اور زور دینا شروع کیا۔ اوسوقت عبداللہ کو غصہ آگیا۔ اور کہا تم ابھی بچے ہو۔ تمھین لڑائی کے طریقے معلوم نہین فضول ضد کرتے ہو جب محمد ابن حذیفہ نے بھی عام لوگونکی رائے کی تاکید کی۔ تو عبداللہ ابن ابی سرح نے یہی کلمے انسے بھی کہے۔ ان دونون کو عبداللہ کا یہ کلام سخت ناگوار گذرا۔ اور عبداللہ کو بہت سخت سست کہا۔ اور ساتھ ہی حضرت عثمان کو بھی لے ڈالا۔ کہ اونھون نے ایسا افسر کیونکر اونپر مقرر کیا۔ حالانکہ یہ اون دونونکی زیادتی ہی زیادتی تھی۔ عبداللہ نے بہت ٹھیک کہا تھا۔ اور اوسکی رائے بہت درست تھی۔ کیونکہ طوفان دریا مین ابھی تک موجود تھا۔ اسکے علاوہ آگے بہت سے ایسے جزیرے تھے۔ جو قیصر کے زیر حکومت تھے۔ اگر اونکو خبر لگ جاتی۔ تو آندھی اور مینھ کی طرح ٹوٹ پڑتے۔ مگر بات یہ تھی۔ کہ سپاہیون کے ہاتھ اس غزوہ مین مال غنیمت تو کچھ ہاتھ آیا تھا ہی نہین اسواسطے وہ بیتاب ہو رہے تھے۔ کہ بھاگتے ہوؤن کا تعاقب کرکے اونسے پونے کرلین۔ حالانکہ مصلحت وقت کے یہ بالکل خلاف تھا۔ مسلمان دریا کی لڑائی مین

بالکل واقف تھے۔ وہ اُن گھاتون اور دھوکون کو نہین سمجھتے تھے۔ جو ایسے موقعون پر استعمال کیجاتے تھے۔ ہم نہین سمجھ سکتے۔ کہ محمد ابن ابی بکر اور محمد ابن حذیفہ نے باوجود اس علو مرتبت کے کیونکر عام لوگون کی رائے کا ساتھ دیا۔ اور پھر کیون افسر کی مخالفت کرکے وہ الگ کشتی پر سوار ہوکر جیسا کہ بعض مورخین کا بیان ہے۔ عبداللہ کا ساتھ چھوڑ کے الگ ہو گئے۔ ہم نہایت افسوس کے ساتھ اون مورخون کی غلط فہمی کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتے ہین۔ جو محمد ابن ابی بکر اور محمد ابن حذیفہ کی طرفداری کرکے واقعات کے سلسلہ کو جبکہ وہ خود اونکا اقرار کرچکے ہین۔ بھلا بیٹھے۔ اور عبداللہ ابن ابی سرح اور انکی ساتھ ہی حضرت عثمان پر منہ آنے لگے۔ غرضکہ عبداللہ نے مظفر و منصور مصر کا رخ کیا۔ اور دربار خلافت مین فتح کا خط لکھا۔

مُہر نبوت کا گم ہونا ۔ ۳۱ھ

پیغمبر خدا کے پاس پہلے کوئی انگوٹھی نہ تھی۔ لیکن جب سلاطین روم و شام کے نامۂ پیام ہونے لگے اور اُن لوگون کے خطون پر اونکی مہرین ہوتی تھین۔ رسول خدا نے بھی اصحاب کے مشورہ سے پہلے ایک انگوٹھی سونے کی بنوائی جس پر تین سطرون مین محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ لیکن جب مردون کیواسطے تحریم طلا کی آیت نازل ہوئی۔ تو رسالت پناہ نے وہ انگوٹھی دوسرے کام مین صرف کردی۔ اور چاندی کی دوسری انگوٹھی بنوائی۔ جنمین وہی نقش اوپر والا کندہ تھا۔ اوس انگوٹھی مین کوئی نگینہ جڑا ہوا نہ تھا۔ بلکہ چاندی کے پتر پر نقش کھودکے انگوٹھی مین لگا دیا گیا تھا۔ حضرت نے اپنی وفات کیوقت بی عائشہ کو وہ انگوٹھی سپرد کردی۔ حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر کو دیدی کیونکہ اون ہی کو وہ ولیعہد کرچکے تھے۔ حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت بی حفصہ کو سپرد کردی اور خلیفۂ مابعد کو حوالے کردینے کی وصیت کی۔ جب حضرت عثمان منتخب ہوکر خلیفہ کئے گئے۔ تو بی حفصہ نے وہ انگوٹھی انکے حوالہ کردی۔ ۳۱ھ مین حضرت عثمان نے مدینہ مین ایک کنوان پانی پینے کیواسطے کھدوا دیا تھا جب وہ بالکل تیار ہو گیا۔ تو ایکدن حضرت عثمان اوسکو دیکھنے تشریف لے گئے۔ اور کنوین کی جگت پر بیٹھکر پانی کو دیکھنے لگے۔ انگوٹھی جو ہاتھ مین کسی قدر ڈھیلی تھی۔ اتفاقاً اوسوقت بطور عبث کے اوسکو آپ اونگلی مین گردش دینے لگے۔ اور اُسی حالت مین وہ اونگلی سے نکلکر کنوین مین گرگئی حضرت عثمان نے کنوئین کا تمام پانی کھچوا ڈالا۔ اور بہت کچھ جستجو کی لیکن انگوٹھی نہ ملنا تھی نہ ملی مجبور ہوکر اونھون نے دوسری انگوٹھی اپنے واسطے مہر کے لیے تیار کرائی۔

اتفاق ایسا ہوا۔ کہ انگوٹھی کے گم ہونے کے بعد ہی مسلمانون مین اختلاف پیدا ہونے لگا۔ اور

اختلاف بھی ایسا۔ کہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوگیا۔ اسلامی دنیا مین آئے دن نئے نئے فتنے اوٹھنے لگے۔ اور ملک مین بےچینی پھیلنے لگی۔ اسلام کی وہ ترقی جو اس سادہ لوحی کے ساتھ تھوڑے سے عرصہ مین ہوگئی۔ وہ پھر آئندہ نصیب نہوئی۔

کوفہ مین بےچینی اور سعد کے شرفای کی ناراضی ۳۳ھ

تم کو یاد ہوگا۔ کہ حضرت عثمان نے ۲۵ھ مین مغیرہ بن شعبہ کو کوفی کی حکومت سے معزول کرکے سعد ابن وقاص کو اور پھر ایک سال کے بعد اوسکو معزول کرکے ولید ابن عقبہ کو مقرر کیا تھا۔ ولید ایک خوش خلق اور معاملہ فہم آدمی تھا۔ گو آخر مین اوسکی حالت استعمال نبیذ کی وجہ سے متغیر ہوگئی تھی۔ لیکن اوسکے عدل و انصاف مین سرمو فرق نہ آیا تھا۔ وہ بے دروازے کے مکان مین رہا کرتا تھا تاکہ داد خواہ ہر وقت اوسکے پاس اپنے فریاد لیکر آسکین۔ اوس کے مکان پر کوئی دربان یا حاجب بھی نتھا جو کسی آنے والے کی روک ٹوک کرتا پانچ برس تک اسی حالت سے کوفہ کی حکومت کی۔ لیکن شراب خوری کی وجہ سے وہ اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا۔ اور اوسکی جگہ پر سعد ابن ابی العاص والی کوفہ مقرر ہوئے سعد نے آتے ہی سرائے سلطانی مین قیام کیا اور ولید کے منبر اور اوسکے مکان کو پانی سے دھلوایا۔ تاکہ نجاست سے پاک ہوجاے۔ اہل کوفہ کو سعد کی یہ حرکت بہت ناگوار گذری۔ سعد کو اپنی پاکبازی اور تقوے پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اسیوجہ سے یہ حرکت اوسنے کی۔ لیکن اتفاق سے رعایا کی بددلی کا دیباچہ یہی حرکت ہوگئی اوسپر طرہ یہ ہوا۔ کہ سعد نے اپنے رہنے کے مکان مین دروازہ لگادیا۔ اور دروازہ پر دربان مقرر کیا جسکی وجہ سے وہ آسانی جو ولید کے وقت مین دردخواہون کو ہوتی تھی جاتی رہی۔ یہ بات کوفہ کو اور بھی ناگوار گذری۔ سعد نے مقدمات مین زیادہ سخت گیری سے کام لینا شروع کیا۔ یہ امر سب باتون مستزاد ہوا۔ اور اہل کوفہ کے دل مین سعد کی جانب سے بہت کچھ کدورت پیدا ہوگئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک کمیٹی شرفاے کوفہ کی سعد کے خلاف مین قائم ہوگئی۔ جسمین مالک اشتر بن حارث نخعی۔ اور ثابت بن قیس منعفہ بن صوحان عبدی یزید بن صوحان۔ عروہ بن الجعد البارقی الخزاعی۔ عامر بن قیس وغیرہ جیسے اشراف کوفہ ممبر تھے۔ اور ایک خاص مقام پر ان لوگون کا روز مجمع ہوتا تھا۔ جسمین سعد کو اور اوسکے ساتھ ہی حضرت عثمان کو برا بھلا کہا جاتا تھا۔ سعد کو بھی اسکی خبر تھی۔ لیکن وہ موقعہ کا منتظر تھا۔ ایکدن رات کو اوسے خبر معلوم ہوئی۔ کہ فلان مقام پر اسوقت لوگ جمع ہین۔ اور غیبت مین مصروف ہین۔ سعد نے کوتوال شہر کو حکم دیا۔ کہ اون لوگون کو جاکر سمجھادے۔ اور مجمع کو متفرق کردے۔ کوتوال بغیر کسی سے کچھ کہے سنے سیدھا اوس گھر مین گھستا چلا گیا۔ جہان یہ لوگ جمع تھے۔ ان لوگون نے اپنے نوکرون سے کوتوال کی خوب گت

بنوائی۔ اور اس قدر پٹوایا۔ کہ وہ بیہوش گیا۔ اور جب اوسکو ہوش آیا۔ تو اوس نے جاکر اس واقعہ کی سعد سے اطلاع دی۔ سعد کو سخت غصہ آیا۔ اور حضرت عثمان کو لکھ بھیجا۔ کہ فلان فلان شخص میرے اور آپکے مخالف جمع کرکے لوگون کو ورغلاتے ہین۔

حضرت عثمان کی عادت تھی۔ کہ جب وہ کسی پر بہت خفا ہوتے تھے۔ تو بڑی سزا اوسکو یہی دیتے تھے۔ کہ بلطائف الحیل اوسکو وہانسے کسی دوسری جگہ پر بھیجدیتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان نے سعد کو لکھا۔ کہ ان لوگون کو شام کی فوج مین بھرتی کرکے معاویہ امیر شام کے پاس بھیجدو۔ سعد نے ایسا ہی کیا۔ اور ان لوگون کو معاویہ کے پاس بھیجدیا۔ معاویہ بھی یہ لوگ اسی طرح پیش آئے۔ اوس نے حضرت عثمان کو لکھا۔ کہ ان لوگونکا نہ کوئی مذہب ہے۔ اور نہ اون مین مروت ہی ہے۔ انکے ساتھ مجھے زندگی بسر کرنا دشوار معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عثمان نے ان لوگون کو حمص مین عبد الرحمن بن خالد کے پاس بھیجدیا۔ عبد الرحمن نے ایک مہینے تک ان لوگون کو اپنے سامنے آنے نہ دیا۔ اور عثمان کو لکھا۔

"اجو شخص نیکی کرنے سے درست نہو سکے۔ اوسکو بدی ہی درست کرتی ہے) اگر آپ اجازت دین۔ تو اس سے بھی زیادہ سختی سے اونکے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔

حضرت عثمان انتہا درجہ کے رحیم المزاج اور حلیم تھے۔ اور یہی بات تھی۔ کہ لوگ اونکی حضرت مین گستاخ ہوجاتے تھے۔ اوسی رحیم المزاجی کو پھر اونھون نے کام فرمایا۔ اور عبد الرحمن کو لکھا۔ کہ زیادہ سختی سے اونکے ساتھ پیش نہ آؤ۔ خدا کو یہ بات ناگوار ہے۔ اونکو اپنے پاس کبھی کبھی بلالیا کرو۔ عبد الرحمن نے ایک مہینے کے بعد اون لوگون کو اپنے پاس بلایا۔ لیکن بیٹھنے کی اجازت نہ دی۔ یہ لوگ کھڑے کھڑے واپس چلے گئے اور روز اسی طور سے ملاقات ہونے لگی۔ یہ لوگ فقط سات آدمی تھے۔ اور حمص مین دو ہزار فوج ہر وقت موجود رہتی تھی۔ اس خیال سے اونھون نے کچھ ہاتھ پیر نکالنا مناسب سمجھا۔ بلکہ ایکدن انہین سے چند آدمیون نے کہا بھی۔ کہ یہ روز کی ذلت تو اچھی نہین ہے۔ ہم اونکے پاس جاتے ہین۔ لیکن وہ ہمکو بیٹھنے تک کی اجازت نہین دیتا۔ صعصعہ نے کہا۔ کہ بھائیو یہ موقعہ ہی ایسا ہے۔ اگر ہمارے پاؤن بھی ٹوٹ جائین۔ تب بھی ہمکو چون نکرنی چاہیے۔ آخرکار ان لوگون نے فوج سے اپنا نام کٹوالیا۔ اور عبد الرحمن سے وطن جانیکی اجازت چاہی۔ عبد الرحمن نے استعفا اونکا قبول کرلیا۔ یہ لوگ سب کوفہ واپس آگئے۔ گر مالک اشتر مدینہ گیا۔ حضرت علی نے اپنے زمانے خلافت مین اوسکا قصور معاف کردیا اور اپنے ساتھ اوسکو رکھنے لگے۔ حالانکہ تمکو آگے معلوم ہوگا۔ کہ جس گروہ نے حضرت عثمان کی شہادت تک نوبت پہونچائی۔ اوسکا بانی مبانی مالک اشتر ہی تھا۔

سعد کی معزولی مغیرہ بن شعبہ کی کوفہ مین تقرری ۲۴ھ

حضرت عثمان نے سعد ابن العاص کو ایک خاص شورہ کیواسطے مدینہ مین بلایا۔ اور کوفہ کی فوج کو پارس اور
خراسان کے صوبون مین تقسیم کردیا۔ یعنی فوج کے افسرون کو خراسان کے شہرون مین امیر مقرر کردیا جسکی وجہ
سے اونکی ماتحت فوج بھی اونکے ساتھ چلی گئی۔ اون لوگون کو جو حمص سے کوفہ مین پھر آگئے تھے۔ موقعہ
ملگیا۔ اور صلاح یہ قائم کی کہ اب سعد اگر کوفہ پلٹ کر آوے۔ تو اوسکو شہر مین گھسنے ندین۔ ان لوگون
نے مالک کو وہان سے بلایا۔ مالک نے شہر بھر مین منادی کرادی۔ کہ جسکو اہل کوفہ کے ساتھ ہمدردی
ہو۔ اور سعد سے بیزار ہو۔ وہ فلان فلان دن فلان وقت میرے ہمراہ شہر سے باہر چلے۔ مالک نے
ساتھ ہی یہ بھی مشورہ کردیا۔ کہ مین نے سنا ہے۔ کہ سعد نے اُن کل لوگون کے شہر بدر کرنے کی اجازت
حاصل کرلی ہے۔ جو اوسکے خلاف ہین اسوجہ سے سبھی مالک کے ہاتھ پر اوسکا ساتھ دینے کے لئے بیعت
کرلی۔ اور کوفہ کی مسجد مین روز بدمعاشون کا مجمع ہونے لگا۔ قعقاع بن عمرو۔ اور عمرو بن حریص
سعد کے نائب تھے۔ اُن مجمعون کو توڑتے رہتے تھے۔ بلکہ اونھون نے بہانتک سمجھایا۔ کہ اگر تم لوگ سعد کی
امارت سے خوش نہین ہو۔ تو مدینہ جاکر خلیفہ سے جاکر عذر کرو۔ یہان بلوہ کرنے سے کیا نتیجہ۔ یہ سب کچھ
ہوا۔ لیکن جوش اونکے کسی طرح سے بھی کم نہوئے۔ جب مالک کو خبر معلوم ہوئی۔ کہ سعد کوفہ کی طرف آرہا
ہے۔ اہل کوفہ کو مسلح اپنے ہمراہ لیکر شہر سے باہر گیا۔ سعد اپنے دس خدمتگارون کے ساتھ کوفہ آرہا تھا
جب اوسنے اپنے سامنے کوفیون کو مسلح آتے دیکھا۔ تو ہراسان ہوا۔ کوفیون نے اوس سے کہا۔ کہ ہم تیری
سرداری کے خواہان نہین ہین۔ تمھارے لئے بہتری اسی مین ہے۔ کہ سیدھے مدینہ پلٹ جاؤ۔ سعد نے کہا
تو اتنی سی بات کے لئے اس قدر شور وغوغا کی کیا ضرورت تھی۔ ایک قاصد مدینے مین بھیجدو۔ کہ کوئی دوسرا
حاکم مقرر کیا جاوے۔ جب سعد نے مدینے کی جانب واپس ہونا چاہا۔ تو مالک اشتر نے کہا۔ کہ عثمان سے کہدینا
اگر تمکو منظور ہے کہ کوفہ والے تمھاری اطاعت مین ہین۔ تو ابو موسیٰ اشعری کو امیر بناکے بھیجو۔ سعد نے
مدینہ پہونچکر سارا قصہ حضرت عثمان سے عرض کیا۔ اونھون نے ابو موسیٰ کو کوفیون کی خواہش کے موافق
کوفہ کا حاکم کرکے بھیجدیا۔ کوفیون نے بہت آؤ بھگت سے ان کو لیا۔ ابو موسیٰ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔
جسمین یہ بھی کہا۔ کہ اے اہل کوفہ رسول مقبول کا قول ہے۔ کہ جو شخص امام وقت کی اطاعت نکریگا۔ اور مسلمانون
مین فساد پیدا کرے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے۔ تم اپنے امام کی اطاعت سے منحرف نہو۔ اور عثمان رضی اللہ
عنہ کی اطاعت مین ثابت قدم رہو۔ کوفیون نے یکزبان ہوکر کہا۔ کہ تم ہمارے امیر ہو۔ ہم دل سے عثمان کے مطیع رہین گے
غرضکہ کوفہ مین پھر تھوڑے دنون کیلئے امن قائم ہوگیا۔

مورخ طبری کا یہ قول۔ کہ حضرت علی اور عبد اللہ ابن عباس بھی حضرت عثمان سے رنجیدہ تھے۔ اسوجہ سے

کہ اونھون نے وہ مرتبے اور درجے جوان دونون کو ابوبکر اور عمر کے زمانے مین حاصل تھے۔کم کردیے
تھے۔لیکن ہمکو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر مورخ مذکور کسی مقام پر بھی اُن مرتبون کی اوران یا تونکی
تصریح کر دیتا۔جو حضرت عثمان نے کم کردیے تھے۔تو ہمکو یہ کہنے کا موقعہ ہرگز نملتا۔کہ ہمارے مورخ نے ایک ایسی بات کا
دعوی کردیا ہے کہ جسکا ثبوت وہ خود نہ پیش کرسکا۔

شیعت علی اور مذہب رجعت کی بنا۔ اور مصر پر بلوہ ۳۵ھ ہجری

۳۴ھ کے اخیر مین جب حضرت عثمان نے حج ادا کیا۔اور سب عمال عثمانی حج مین شریک ہوئے۔لیکن کسی نے
کسی کی شکایت نکی۔عثمان اس امر سے بہت خوش ہوے۔کہ شاید اب امن قائم ہوگیا۔
لیکن ۳۵ھ کو شروع مین ایک نیا شگوفہ کیا جسکی وجہ سے پھر از سرنو ملک مین بےچینی پھیل گئی۔ابن السودا کہ جس کو
بعض مورخ عبداللہ ابن سبا لکھتے ہین۔بعض کہتے ہین۔کہ وہ یہودی تھا۔اور بعض آتش پرست بہرحال
یہ شخص یمن مین شہر صنعا کا باشندہ تھا۔اور اپنے گروہ مین عالم شمار کیا جاتا تھا۔دوسرے مذہبون کی
کتابین بھی اوس نے دیکھی تھین۔چونکہ اوسکے مزاج مین طمع تھی اس خیال سے مدینہ مین آکر مسلمان
ہوگیا۔کہ خلیفہ وقت اوسکا اعزاز کرین گے۔اور کچھ وظیفہ مقرر کرینگے۔لیکن اوسکو معلوم نتھا۔کہ انصار
اور مہاجرین کے مقابلہ مین نو مسلمونکو کیونکر ترجیح ہوسکتی ہے۔حضرت عثمان نے معمولی خاطر و
مدارات اوسکی کی۔لیکن اوسکا وہ خیال پورا نہوا کہ عثمان بیت المال سے اوسکا وظیفہ مقرر کردینگے
اسواسطے وہ رنجیدہ ہوکر اُن لوگونکا طرفدار ہوگیا۔جو حضرت عثمان کے مقابلہ مین مخالف کوششین
کرتے تھے۔یا اسکا ارادہ رکھتے تھے۔اوس نے یہ بھی کیا۔کہ لوگون کو حضرت علی کی خلافت کے واسطے
اوبھارنا شروع کیا۔حضرت عثمان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی۔تو اونھون نے اوسکو مدینہ سے نکال
دیا۔یہ مصر مین پہونچا۔مصر کے لوگ اسکی فضیلت اور علمیت کی وجہ سے پہلے ہی سے اسکے گرویدہ تھے
اونھون نے ہاتھون ہاتھ اسکو لیا۔جب اوس نے اپنی طرف لوگون کا رجوع کامل طور سے دیکھا
تو اوس نے کہا۔کہ عیسائی کہتے ہین۔کہ عیسی علیہ السلام دنیا مین پھر دوبارہ آئینگے۔اور اپنے دین
کی مدد کرین گے اور تمکو معلوم ہے۔کہ خاتم النبیین کا مرتبہ سب نبیون سے بڑھا ہوا ہے۔وہ تو دوبارہ
دنیا مین آنے کے زیادہ مستحق ہین اور خدا نے اونکے بھیجنے کا وعدہ بھی کلام پاک مین کیا ہے۔ اِنَّ الَّذِی
فَرَضَ عَلَیکَ القُرآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (بے شک جسنے تجپر قرآن (کا حکم) مقرر کیا ہے۔(وہ پھر)
تجکو پھر جانے کی جگہ پر پلٹا لیجائے گا) یہ آیت وہ اہل ہجرت کے وقت نازل ہوئی تھی کہ تمہاری پہلی جگہ پر

یعنی کہ یہ یقین خداوند کریم پھر لاویگا۔ اور اس سے حضرت کو تسلی اور تشفی دینا مقصود تھی۔ لیکن ابن السوداء نے اس آیت کا یہ مطلب ٹھہرایا۔ کہ خدا خاتم النبیین کو دنیا میں پھر لاویگا۔ کیونکہ آخر زمانے میں دین محمدی میں خرابیان پیدا ہو جائینگی۔ اُن خرابیون کے دفع کرنے کے واسطے وہ خود آوینگے۔

اور بے وقوف کو یہ خیال نہوا۔ کہ اگر رسول اللہ صلعم نے خود دوبارہ تشریف لاکر اپنے دین کو سنبھالا تو عیسی علیہ السلام پر کونسا زیادہ شرف اونکو حاصل ہوگا۔

خاتم النبیین کا شرف تو اس مین ہے۔ کہ وہ کام جو عیسی علیہ السلام کرینگے۔ وہ خاتم النبیین کے ادنی ادنی امتی یعنے علما کرینگے۔ اور جو خرابیان کہ دین مین پیدا ہونگی۔ اونکے دفع کرنیکے لئے ہر زمانہ مین علما مبعوث ہوتے رہینگے۔ علماے ہماری مقصود آجکل کے وہ لوگ نہین ہین۔ جو محتاجونکی طرح بیٹھکر خانقاہون۔ اور مسجدونکی روٹیان توڑتے ہین۔ اور رات دن کفر کے فتوے لگاتے ہین۔ اور مسلمانون کے مال کو تکتے پھرتے ہین۔ اور مزارون پر بیٹھکر چراغیان لیتے ہین۔ اور رہوحق کرکے مطلونین ناچتے ہین۔ بلکہ علما سے وہ لوگ مراد ہین۔ کہ جن مین صفت علم کے ساتھ عمل بھی موجود ہے۔ اور کاہل اور اپاہج بنکے حرام کی روٹیان نہین توڑتے ہین۔ اور سعی شدید مین اپنی جان و مال فدا کرتے ہین۔ فتوی دینے مین بے لوث تہین ہین مسلمانونکی فلاح اور بہبودی کی فکر مین رہتے ہین۔

بہرحال ابن السوداء کے اس قول کی مصر والون نے بڑی زور سے تائید کی۔ اسکے بعد اوسنے ایک فقرہ اور تراشا۔ اور کہنے لگا۔ کہ خداے پاک نے قریب قریب چار ہزار ایکسو بیس پیغمبر دنیا بھیجے۔ اور ہر پیغمبر کا ایک وصی اور خلیفہ ضرور ہوتا رہا ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی جائز علی ہین اور خلافت اونکا حق ہے۔ عثمانؓ نے اونسے بجبر خلافت چھین لی ہے۔ جب عمرؓ نے انتقال فرمایا۔ تو اہل شوری پر خلیفہ کا انتخاب چھوڑ گئے۔ عبدالرحمن بن عوف اور عمرو ابن العاص نے حضرت علی کو دغا دے کر خلافت عثمان کو دیدی۔ سادہ لوح مصریون نے اسکو بھی قبول کرلیا۔ پھر اوسنے کہا۔ کہ ایماندار کیلئے امر معروف اور نہی منکر سے بڑھکر زیادہ ضروری کام نہین ہے۔ عثمان کے مقرر کئے ہوے عامل بہت ظلم کرتے ہین۔ ہمپر واجب ہے کہ اُس بری بات سے ہم اونکو منع کرین۔

ابن السوداء کے اس کہنے سے اوسکا مقصود یہ تھا۔ کہ لوگون مین اتنی جرأت پیدا ہو جائے۔ کہ عاملونکی شکایت کرنے لگین۔ مصریون نے اوسکے اس قول کو بھی دل و جان سے منظور کیا۔ اور مذہب رجعت اور امامت علیؓ اور مخالفت عثمانؓ پر تل گئے۔ امامت علی کا اظہار زیادہ اعلان کے ساتھ بالفعل نہین کیا جاتا تھا۔ ہان مراجعت کا سلسلہ کو اس منکر کی تاکید بڑی زورون سے کیجاتی تھی۔ ان لوگون نے پہلے اپنی

حاکم یعنی عبداللہ ابن سرح نے اس کارروائی کو شروع کیا۔ اور اونکو سمجھانے لگے۔ پھر اوسکی شکایت حضرت عثمان سے کی۔ حضرت عثمان نے جب تحقیق کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ابن السوداکے یہ سارے کرتوت پھیلائے ہوئے ہین۔ اسوجہ سے اونھون نے بھی کچھ سماعت نہ کی۔ بلکہ عبداللہ ابن سرح کو لکھ دیا۔ کہ جو شخص اس قسم کے خیالات لوگون مین پیدا کرے۔ اوسکو قید کرو۔ اور سزادو۔ چنانچہ عبداللہ نے دو تین آدمیون کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ اس پر مصری بہت افروختہ ہوے۔ اور عراق عرب ہر ہر شہر و نین اونھون نے خفیہ طورسے وفد بھیجنا شروع۔ تاکہ لوگون کو اس بات پر آمادہ کرین۔ کہ وہ حضرت عثمان کے معزول کردینے پرمستعد ہوجائین۔ اور ایک وقت معین پر سب لوگ ملکے مدینہ پہونچکر اونکو معزول کردین چنانچہ کوفہ اور بصرہ کے اکثر لوگ ابن السوداکے گروہ سے موافق ہوگئے حضرت عثمانؓ کو بھی اپنے عاملون کے ذریعہ سے اس کھچڑی کی خبر معلوم ہوئی۔ محمد ابن طلحہ نے جب ایکدن حضرت عثمان سے تذکرہ کیا۔ کہ ایسا ایسا سنا گیا ہے۔ تو حضرت عثمان نے جواب دیا۔ کہ کاش اہل عقل بھی ان بیوقوفون کے ساتھ آتے تو مجھے آسانی ہوتی۔ کیونکہ حجت تو میرے ہی ہاتھ ہے۔ اور اگر بیوقوف ہی بیوقوف آئے۔ تو بیشک اونکا سمجھانا دشوار ہے۔ محمد نے کہا۔ اسکا دریافت ہونا تو کچھ مشکل نہین ہر۔ ہر شہر مین ایک ایک جاسوس بھیجدیجیے۔ سب حالت معلوم ہوجائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ سب جاسوس جب پلٹکے آئے۔ تو یہ معلوم ہوا۔ کہ وہان سے لوگ یہ بہانہ کرکے چلے ہین۔ کہ ہم حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہین۔ اور رستہ مین مزار رسول اللہ کی بھی زیارت کرتے جائینگے۔ حضرت عثمانؓ سے بھی مل لین گے۔ تاکہ عام خبر نہو جائے اور فوج نظامی کچھ مارج نہو۔ ان لوگون مین علما بھی ہین۔ اور امیر بھی ہین۔ غریب بھی ہین۔ جاہل بھی ہین۔ ان جاسوسون مین عمار یاسر بھی تھے۔ جو مصر بھیجے گئے تھے عمار کو بھی شیعان علیؓ نے اپنے گروہ مین ملالیا۔ مذہب رجعت بھی اونکے سامنے پیش کیا گیا۔ لیکن اسکو اونھون نے قبول نکیا۔ غرضکہ یہ لوگ کچھ مصر سے کچھ بصرہ سے اور کچھ کوفہ سے جمع ہوکر مدینہ پہونچے اور شہر سے باہر قیام کیا۔ حضرت عثمان نے دو ایسے معتبر لوگون کو انکے پاس بھیجا۔ جنکو ایک وقت مین حضرت عثمان سے کچھ رنج پہونچ چکا تھا۔ لیکن حضرت عثمان کے احسانات نے پھر اونھیں ممنون منت بنالیا تھا۔ اور اونسے کہا۔ کہ تم لوگ ان مسافرون سے جاکے ملو۔ اور وہ رنج جو تمکو میری طرف سے پہونچے تھے۔ اون کا تذکرہ اونسے کرو۔ تاکہ اونکو ثبوت ہوجائے۔ کہ یہ لوگ بھی ہمارے موافق اور عثمان کے مخالف ہین۔ اور اپنا راز تم سے کہدین۔ اور یہ بھی دریافت کرنا۔ کہ اہل مدینہ مین سے کون کون لوگ اونکے موافق ہین۔ یہ دونون شخص مسافرون کے پاس گئے۔ اور اونسے خلا ملا پیدا کرکے سب حال دریافت کرکے واپس آئے۔ اور کہا کہ وہ لوگ

کہتے ہین۔ کہ ہم عثمان کو خلافت سے معزول کرنے آئے ہین۔ اگر وہ اسپر بھی راضی نہونگے۔ تو ہم اونہین قتل کرین گے۔ اور اہل مدینہ مین سے تین لوگ اون کے موافق ہین۔ ایک عمار یاسر دوسرے محمد ابن ابی بکر تیسرے محمد ابن جعفر بن ابی طالب۔ حضرت عثمان نے مسجد مین جاکر اصحاب رسول اللہ کو جمع کیا۔ اور خطبہ دیا۔ کہ تم لوگون نے اللہ کی اور اسکے رسول کی اور اسکے دین کی مدد کی۔ اور تمھاری مدد سے اسلام عزیز ہوا کیا اب تم اسلام اور خلیفۂ رسول کی مدد سے ہاتھ اٹھائے لیتے ہو۔ سب نے کہا۔ کہ کلا۔ یا امیر المومنین ہم ویسے ہی اسلام اور خلیفۂ رسول کے حامی ہین۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ مسافر کسواسطے جمع ہوئے ہین سب نے کہا ہمکو سوا اسکے اور کچھ معلوم نہین۔ کہ وہ حج کرنے جاتے ہین۔ اور یہان مزار رسول کی زیارت کرنے آئے ہین حضرت عثمان نے کہا۔ نہین یہ بات نہین ہے۔ بلکہ وہ اسواسطے جمع ہوئے ہین۔ کہ عثمان کو خلافت سے معزول کرین۔ اور اگر وہ اسپر راضی نہو۔ تو اوسے قتل کرین۔ اور اُن دونون آدمیون کو جو یہ خبر لائے تھے کھڑا کر کے کہا۔ کہ جو کچھ تمنے دیکھا اور سنا ہے بیان کرو۔ اونھون نے جو کچھ سنا اور دیکھا تھا۔ سب بیان کر دیا۔ سب نے کہا۔ یا امیر المومنین۔ تو بیشک وہ لوگ قابل قتل ہین۔ ہمکو حکم دیجیے۔ کہ ہم اونکے سر کاٹ کے آپ کے قدمون پر ڈال دین۔ حضرت عثمان نے کہا۔ نہین نہین۔ وہ مسلمان ہین۔ لیکن نادان ہین سمجھتے نہین ہین۔ مین اونکی خونریزی نہین چاہتا۔ اگر وہ مجھ پر فوجکشی کرین گے تب بھی مین صلح دونگا۔ بلوائیون کو جب یہ خبر ہوئی۔ کہ جملہ اصحاب رسول ہمارے قتل پر تلے ہوے ہین تو مجبوراً اونکو واپس جانا پڑا۔ اور آیندہ سال کا وعدہ ہوا۔ کہ حج کے زمانے مین دوسری بار مسلح ہوکے آوینگے۔ اور پھر بے نیل مرام واپس نجائینگے۔ اور یہ واقعہ ربیع الآخری ۳۴ھ مین حضرت عثمان کی خلافت کے گیارھوین سال ہوا۔

مدینہ پر دوبارہ بلوہ ۳۶ھ

ہم اوپر بتا چکے ہین کہ حاکم مصر عبداللہ ابن سرح نے چند آدمیونکو قید کر دیا تھا۔ اور اسی بنا پر مصریون نے کوفیون۔ اور بصریون کو جمع کر کے مدینہ پر بلوا کیا۔ لیکن وہ بے نیل مرام واپس گئے۔ جو علقمہ۔ اور عبدالرحمن بن عدیس السلوی کنانہ بن بشیر اللیثی سودان بن حمران السکونی ہزار پیادون اور سوار کو جمع کر کے رجب مین پھر مدینہ پہونچے۔ اور محمد بن ابی بکر اور محمد ابن حذیفہ بھی انکے ہمراہ تھے۔ اور کوفہ سے۔ اشتر نخعی۔ اور زیاد بن نضر الحارثی۔ اور عبداللہ بن الہیثم۔ اور زید بن صوحان العبدی ایک گروہ کے ساتھ۔ اور بصرہ سے حکیم بن جبلہ العبدی۔ اور بشیر بن بشیر اور ابن موسیٰ ابن عمرو الحنفی ایک گروہ لیکر مصریون سے راہ مین ملے اور یہ سب لوگ

مدینہ کے گرد و نواح مین اوترے۔ بصرہ والے چاہتے تھے۔ کہ طلحہ کو خلیفہ بنا دین۔ اور کوفی زبیر کے خواہان تھے اور مصری تو شیعت علی مین منہمک تھے ہی۔ ان لوگون نے اصحاب رسول سے ملکر عمال عثمانی کی شکایت خصوصًا عبداللہ ابن سرح کی زیادتی بیان کی۔ اصحاب نے حضرت عثمان پر زور دیا۔ کہ عبداللہ ابن ابی سرح کو معزول کرکے محمد ابن ابی بکر کو اسکی جگہ پر حاکم مصر کردو۔ اور بصریون کو عنایات آئندہ کا امید وار کردو۔ معاملہ رفت وگذشت ہو جائیگا۔

حضرت عثمان نے منظور کر لیا۔ اور محمد ابن ابی بکر کے نام تقرری کا پروانہ لکھدیا۔ اور بصریون سے بھی وعدہ کیا۔ کہ کوئی مناسب عامل تجویز کرکے تمپر مقرر کر دین گے۔ مصری محمد ابن ابی بکر کو ساتھ لئے ہوئے مصر کو روانہ ہوے۔ کوفی اور مصری بھی پلٹ گئے۔

مدینہ پر تیسرا بلوہ اور شہادت حضرت عثمان ۳۵ھ

جب مصری محمد ابن ابی بکر کو ساتھ لئے ہوے مصر روانہ ہوئے۔ مدینہ سے چند ہی منزل گئے تھے۔ کہ راستہ مین انکو ایک شتر سوار ملا۔ جو بہت عجلت سے راہ کترا تا ہوا مصر کی طرف جا رہا تھا۔ صاحب عقینیہ کا قول ہے۔ کہ وہ اعور بن سفیان سلمی تھا۔ لیکن اکثر مورخین کی رائے یہی ہے کہ وہ حضرت عثمان ہی کا غلام تھا۔ پوچھنے سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت عثمان کی طرف سے کچھ پیغام لیکر حاکم مصر کے پاس جاتا ہے۔ لوگون نے کہا۔ کہ حاکم مصر تو ہمارے ساتھ ہی ہے۔ تو مصر کیون جاتا ہے۔ اوس نے کہا۔ کہ نہین مین عبداللہ ابن سرح کے پاس جاتا ہون۔ اوس سے پوچھا گیا۔ کہ کیا تیرے پاس کوئی خط ہے۔ اوس نے انکار کیا پھر پوچھا گیا۔ کیا کوئی زبانی پیغام تجھسے کہا گیا ہے اوس نے کہا۔ نہین مصریون کو اوسکے حرکات اور باتون سے شبہہ ہوا۔ اور اوسکی تلاشی لی تو ایک خط نکلا۔ جسپر حضرت عثمان کی مہر لگی ہوئی تھی۔ خط کھولکے پڑھا گیا۔ تو لکھا تھا۔ کہ فلان فلان شخص مع محمد ابن ابی بکر کے اوسکی تقرری کا پروانہ لئے ہوے آتے ہین تم کسی صورت سے ان پروانہ کو باطل کرکے اون لوگون کو قتل کردو۔ اور میرے دوسرے حکم تک اپنی جگہ پر مستقل رہو۔

مصریون نے یہ مضمون پڑھکر مدینہ کا پھر رخ کیا۔ اور کوفہ اور بصرہ مین قاصد بھیجدیے۔ اور اون لوگونکو بھی مدینہ مین مسلح بلایا۔ مصریون نے مدینہ پہونچکر شہر کے باہر قیام کیا۔ کوفی اور بصری بھی مسلح ہوکر آئے۔ اہل مدینہ ہتیار سنبھالکر اونکے مقابلہ کو تیار ہوئے۔ لیکن اون لوگون نے شہر مین منادی کرادی کہ ہم لڑنے نہین آئے ہین۔ بلکہ ایک نیا معاملہ لیکر آئے ہین۔ اور چند لوگ حضرت علی کے پاس گئے۔ اور اُن سے یہ سب حال بیان کیا

حضرت علی اونکو لئے ہوئے حضرت عثمان کے مکان پر آئے۔ اور اُنسے پوچھا۔ کہ یہ اونٹ تمہارا ہے کہا۔ ہان۔ پھر پوچھا۔ کہ یہ مہر تمہاری ہے۔ اونھون نے کہا ہان۔ پھر پوچھا۔ کہ یہ خط تمنے لکھا ہے۔ جواب دیا کہ نہین مجھے اسکی بالکل خبر بھی نہین ہے۔ اور اس دعوی پر اونھون نے قسم کھائی۔ لوگون نے خط پہچانا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مروان کا لکھا ہوا ہے۔ مصریون نے کہا۔ کہ مروان ہماری سپرد کردو۔ تاکہ ہم اسکی تحقیقات کے بعد اوسے سزا دین۔ حضرت عثمان نے کہا۔ کہ مین اتنے سے شبہ پر کسی شخص کو قتل کرنے کیواسطے تمہارے حوالہ نہین کرسکتا ہون یہ بات ایسی تھی۔ کہ کل صحابۂ کرام حضرت عثمان سے آزردہ ہوگئے۔ حضرت علی بی عائشہ۔ اور طلحہ۔ اور زبیر بھی اسی بات سے رنجیدہ ہوگئے۔ طبری اور ابن الاثیر وغیرہ نے اس مقام پر بہت رنگ آمیزی سے کام لیا ہے۔ اور ایسی ایسی باتین بیان کی ہین۔ جنمین علت و اسباب کا سلسلہ بالکل معدوم ہے اس خط والے واقعہ کو بھی طبری نے دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے لیکن مین نے اسبابکے سلسلہ کو حتی الوسع ہاتھ سے جانے نہین دیا ہے۔

بہرحال جب حضرت عثمان مروان کے سپرد کرنے پر راضی نہوے۔ تو بلوائیون نے اونکے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ اور یہ ارادہ مصمم کرلیا۔ کہ عثمان کو خلافت سے معزول کردین۔ اور اگر وہ اسپر راضی نہون۔ تو اونکو قتل کردین۔ اصحاب رسول بھی خاموش تھے اور اونکو اب کوئی موقعہ اس معاملہ مین دست اندازی کا ملتا نتھا۔ حضرت علی بھی گھر مین خاموش ہوکے بیٹھ رہے۔ لیکن اپنے دونون بیٹون کو شمشیر برہنہ عثمان کے دروازے پر متعین کردیا۔ تاکہ کسی شخص کو اندر گھسنے نہ دین۔ حضرت عثمان کے اوپر بلوائیون نے آب ودانہ بالکل بند کردیا۔ گھر مین اونکے جو کچھ غلہ جمع تھا۔ اوسکو صرف کیا۔ لیکن پانی نہ پہونچنے سے اونکو سخت تکلیف ہونے لگی۔ حضرت علی کو پیغام دیا۔ اونھون نے بنی ہاشم کے غلامونکے ہاتھ چند مشکین پانی کی بھجوادین۔ بلوائیون نے بہت کچھ چاہا۔ کہ پانی اندر نہ پہونچنے دین۔ لیکن حضرت علی کی کوشش سے اونکی زبردستی کارگر نہوئی۔

بی عائشہ حج بیت اللہ کیواسطے مکہ چلی گئی تھین۔ حضرت عثمان نے عبداللہ ابن عباس کو امیر الحاج بناکے حج کے واسطے روانہ کیا۔ عبداللہ ابن عباس کا حضرت عثمان تک پہونچنا دشوار تھا۔ لیکن جب حضرت عثمان نے کوٹھے پر سے عبداللہ کو آواز دی۔ تو بلوائی سمجھے۔ کہ شاید عثمان عبداللہ کو سانحہ خلع خلافت کریگا اس خیال سے اونھون نے بلا بھی دیا۔ ورنہ اونکا پونہچنا بھی وہان تک مشکل تھا۔

حضرت عثمان نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا۔ تو مجبور ہوکر عبداللہ ابن عامر کو بصرہ مین اور معاویہ کو شام مین۔ اور عبداللہ ابن ابی سرح کو مصر مین اس بلوہ کی خبر کی۔ اور اونسے فوج رد کیلیے طلب کی۔ مگر افسوس

کہ فوج کے آنے مین دیر ہوئی۔ اور بلوائی اپنا کام کرچکے تھے۔ مگر جب بلوائیون کو خبر ہوئی۔ کہ فوج عثمان کی مدد کیلئے آنے والی ہے۔ تو اونھون نے محاصرہ مین سختی شروع کی۔

حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام تقریبًا چار سو سے کچھ اوپر مدینہ مین موجود تھے۔ وہ سب بھی عثمان کی مدد کو پہلے سے آئے تھے۔ اور اندر مکان کے چارون طرف پہرہ دیتے رہتے تھے۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سے آدمی تھے جو انکے ساتھ اندر محصور تھے۔ یہ محاصرہ چالیس دن سے کچھ زیادہ ہی رہا۔ لوگ کوشش کرتے تھے کہ مکان مین نقب لگاکے اندر چلے جائین۔ لیکن حضرت علی کی کوششون سے یہ بات ہونے پاتی تھی آخر کار محمد ابن ابی بکر کے کہنے سے ایکدن گھر مین آگ لگادی۔ اور دیوار کو پھاندکر قریب دس آدمیون کے اندر گھس آئے مروان اور حضرت عثمان کے غلامون نے اونسے مقابلہ کیا۔ لیکن حضرت عثمان اون لوگون کو منع کر رہے تھے۔ کہ یہ لوگ مجھ سے لڑنے آئے ہین۔ مجھی سے سر کار ہے تم لوگ بیچ مین کیون بولتے ہو۔ مگر ان لوگون نے ایک نسنی۔ اور تلوار خوب چلی۔ باہر سے اور لوگ بھی اندر گھس آئے حضرت عثمان کا معمول تھا۔ کہ بلوہ کے زمانہ سے وہ دن بھر روزہ رکھتے تھے۔ اور رات بھر نماز پڑھتے تھے صبح سے کلام مجید کی تلاوت کرتے تھے بلکہ یہ ہمیشہ کا اونکا معمول تھا۔

غرضکہ ادھر تلوار چلا کی۔ محمد ابن ابی بکر موقعہ پاکر اس جگہ پہونچ گیا۔ جہان حضرت عثمان بیٹھے ہوے کلام مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ اور اسنے جاکر حضرت عثمان کی ڈارھی پکڑلی۔ اور کہا۔ کیون اب مروان کہان ہے۔ اسوقت تمھاری حمایت کیواسطے نہین آتا حضرت عثمان نے کہا۔ صاحبزادے اگر تمھارے والد اسوقت زندہ ہوتے۔ تو وہ ہرگز اس بات کو پسند نکرتے۔ کہ میری ڈاڑھی تمھارے ہاتھ مین ہو۔ محمد کو شرم معلوم ہوئی۔ اور سیدھا واپس چلا آیا۔ مروان جو باہر لڑ رہا تھا۔ اوسنے چاہا۔ کہ کسی طرح آنکھ بچاکر نکل بھاگے لیکن ایک شخص نے ایسا تلوار کا ہاتھ رسید کیا۔ کہ گردن پر ویسکے سخت زخم آیا۔ اسکا غلام اپنی پیٹھ پر لاد کے باہر نکال لیگیا۔ لوگون نے مردہ سمجھ کر کچھ تعرض نکیا۔ سعد ابن ابی العاص بھی سخت زخمی ہوا۔ اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ کنانہ بن بشر ایک چھری لئے ہوے اندر پہونچا۔ تاکہ حضرت عثمان کا کام تمام کرے عبدالرحمن بن عدیس سعدان بن حمران اور غافقی نے چلاکے کہا۔ کہ اس حرکت سے باز آ۔ ہمکو عثمان کا قتل کرنا منظور نہین ہے۔ کنانہ رک گیا۔ اور ان لوگون نے اندر آکر حضرت عثمان سے کہا کہ اب بھی بہتر ہے۔ تم خلافت سے دست بردار ہوجاؤ۔ تاکہ تمکو کوئی گزند نہ پہونچنے پاوے۔ عثمان نے جواب دیا کہ یہ خلعت تو خدا کی طرف سے مجکو سونپا گیا ہے۔ مین کیونکر اسکو اپنے سے جدا کر دون۔ اسکو سوا خدا کے اور کوئی مجھ سے لے ہی نہین سکتا ہے۔ اب مین تمکو دکھیو اس قرآن کیطرف بلاتا ہون اپنے ارادون سے باز آؤ۔ جب ان لوگون

معلوم ہو گیا۔ کہ عثمان خلافت سے دست بردار نہو گا۔ تو غافقی نے ایک چھری کا وار اونکی کنپٹی پر کیا۔ جس سے خون بہنے لگا۔ اور چند قطرے خون کے قرآن پر گرے۔ جو کھلا ہوا سامنے رکھا تھا۔ جس آیت پر خون گرا تھا۔ وہ یہ تھی۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ سودان نے چاہا۔ کہ عثمان پر تلوار کا ایک وار کرے۔ اونکی بیوی نائلہ نے اپنے کو عثمان پر گرا دیا۔ تلوار نائلہ کے ہاتھ پر پڑی اور انگلیاں کٹ گئیں۔ اور حضرت عثمان کا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ عثمان نے فرمایا۔ هٰذَا اَوَّلُ يَدٍ خَطَّتِ الْمُفَصَّلَ (یہ پہلا ہاتھ ہے۔ جس نے کلام مجید لکھا) سودان نے دوسرے ہاتھ مین سر تن سے جدا کر دیا۔ مروہ پر سو دُرّے اور برے لوگون نے تلوارین بھونکنا شروع کین اور اس بیکسی اور مظلومیت سے اوس رحیم اور حلیم اور مظلوم خلیفہ نے اس جہان فانی کو ہمیشہ کیلئے چھوڑا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

درحالیکہ حضرت عثمان نے طلحہ وغیرہ کو خود اپنے قتل کیواسطے ترغیب دیتے دیکھا۔ تو یہ کہنا ہمارا بالکل لغو ہی ہوگا۔ کہ طلحہ اور زبیر نے بھی اپنے لڑکون کو حضرت عثمان کی حفاظت کیواسطے دروازے پر کھڑا کر دیا تھا۔ اسکے علاوہ اور بہت سے واقعات ایسے ہین جنکو ہمنے دیدہ و دانستہ ترک کر دیا۔ اور ابھی تک وہ ہمکو وہم مین ڈالے ہوے ہین۔

یہ واقعہ جمعہ کے دن ذی الحجہ ۳۵ھ کی ۱۱ تاریخ یا ۱۰ تاریخ کو ہوا۔

حضرت عثمان کی عمر ۸۲ سال ہوئی۔ مدت خلافت بیس دن کم یا انیس دن کم اور بقولے بارہ دن کم بارہ سال ہوئی۔ آپکا جنازہ ایک روایت کے موافق تین دن تک گھر مین پڑا رہا۔ اور بلوائیون نے دفن نکرنے دیا۔ آخرالامر جبیر بن مطعم اور حکیم بن خزامی نے حضرت علی سے التماس کیا۔ کہ آپ عبدالرحمن بن عدیس کو سمجھا دین۔ کہ وہ عثمان کے جنازہ کو مسلمانون کے گورستان مین دفن کرنے دے۔ حضرت علی نے ہرچند سمجھایا۔ مگر اُن لوگون نے جنازہ نلیجانے دیا مجبور ہوکر ان لوگون نے گھر ہی مین ایک مختصر سا گڑھا کھود کر نعش کو اوسمین چھپا دیا اور رات کو بقیع مین بہت پوشیدہ طور سے لے گئے۔ حالانکہ رات کا وقت تھا۔ مگر اہل فتنہ نے تعاقب کیا۔ اور پتھر پھینکنے شروع کئے تین آدمیون نے بقیع مین پہونچکر آخر کار جنازہ کو دفن سے روکا۔ مجبور ہوکر اُن لوگون نے اس دیوار کے قریب دفن کیا۔ جو یہودیون اور مسلمان کے گورستان مین حد فاصل تھی جب معاویہ حاکم شام کی حکومت کل بلاد اسلامی مین ہو گئی تو اوس سلطنے حضرت عثمان کی قبر کو بقیع مین داخل کر لیا۔ جب حضرت عثمان کے دفن سے فراغت ملی تو نائلہ زوجۂ عثمان نے اون غلامون کے دفن کرنے کا انتظام کیا۔ جو اس معرکہ مین بلوائیون کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ لیکن مصریون نے اونھین بھی دفن نہونے دیا۔ اور اونکی نعشون کو

است مین پھنکوا دیا - یہانتک ورندون نے چیر پھاڑ کے ڈال دیا - حضرت عثمان کے گھر مین جو کچھ اسباب تھا - وہ بھی ظالمون نے لوٹ لیا - یہان تک کہ نائلہ جو چادر اوڑھے ہوے تھین وہ بھی اتروالی

اولاد و ازواج

حضرت عثمان نے جاہلیت اور اسلام مین کل آٹھ نکاح کئے تھے - جنمین سے رقیہ اور ام کلثوم دو صاحبزادیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین - اور ناجیہ عروان کی بہن - ام عمرو بنت حیدر فاطمہ بنت ولید بن عبد الشمس بن مغیرہ ام البنین بنت عقبہ بن حصین - رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ - نائلہ بنت الفرافصہ جنمین چار آخر والی اونکی وفات تک موجود تھین -

اولاد ذکور مین سے اونکے گیارہ لڑکے تھے - عبد اللہ رقیہ سے - عبد اللہ اصغر ناجیہ سے - زید - عمرو - ام عمرو سے خالد - عبد الملک - ابان - ام البنین سے - ولید - سعید - فاطمہ - بنت ولید سے - عقبہ نائلہ سے اور اولاد اناث مین سے چھ لڑکیان تھین - مریم - ام عمرو سے - سویدا - فاطمہ سے - عائشہ - ام عمرو - ام ابان رملہ سے - ام البنین نائلہ سے - مگر ہمکو یہ معلوم نہو سکا - کہ حضرت عثمان کی وفات کے وقت اونکے کتنے صاحبزادے اور صاحبزادیان موجود تھین -

اون عمالان عثمانی کی فہرست جو شہادت عثمان کے وقت تک موجود تھے

مقام	نام عامل	نام عہدہ	مقام	نام عامل	نام عہدہ
مکہ	عبد اللہ بن الحضرمی	والی	مدینہ	زید ابن ثابت	قاضی
〃	ابو ہریرہ	قاضی	موصل	حکیم بن خزاعی	والی
طائف	قاسم بن ربیعہ ثقفی	والی	قرقیسیا	جریر بن عبد اللہ بجلی	〃
حمص	عبد الرحمن بن خالد ولید	〃	مصر	عبد اللہ ابن ابی سرح اموی	〃
بصرہ	عبد اللہ بن عامر اموی		شام	ابو داؤد	قاضی
کوفہ	ابو موسیٰ اشعری	والی	آذربائیجان	اشعث بن قیس کندی	والی
فلسطین	علقمہ بن حکیم	〃			
یمن	یعلی بن منبہ	〃	اصفہان نہاوند	سائب بن اقدع	〃
شام	معاویہ بن ابی سفیان اموی	〃	دینور ہمدان	بشیر بن امیہ	〃

نام شہر	نام عامل	نام عہدہ	نام شہر	نام عامل	نام عہدہ
رے	سعید بن قیس	"	نیشاپور	عبداللہ بن حازم	"
طالقان مرو در طبرستان تک	احنف بن قیس	والی	تخارستان	حبیب بن قرۃ الیربوعی	"
طبرستان تا دیر و گرجستان غور	خالد بن عبداللہ	"	بلخ	اسد بن انس	"
			در تنبید خراسان	سلیمان باہلی	"

عمال عثمانی کی فہرست دیکھنے سے تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ انمین بنی امیہ کی تعداد کسقدر تھی۔ شاید تم تین ناموں سے زیادہ نہ بتا سکوگے اور انکے علاوہ سب غیر قبیلوں کے لوگ تھے۔ پھر ہم نہین سمجھ سکتے۔ کہ کس بنا پر حضرت عثمان کو یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے قرابت دارونکو ملکی عہدے زیادہ تقسیم کرتے تھے۔ مین اون مورخوں کے کلام کی وقت فسانۂ نیم شبی سے زیادہ نہین سمجھتا۔ جنھون نے صفحے کے صفحے اسی مضمون مین سیاہ کر ڈالے۔ اور ذی النورین پر مفت خود کے الزام لگائے۔ اور نئی نئی عبارتین تراشین۔ اور بنی عباس کی خوشامد سے بنی امیہ کی تذلیل کے لئے خلیفۂ رسول کو متہم کیا۔

اور اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ حضرت عثمان نے اپنے قرابت دارون کو ملکی عہدے زیادہ دئے تو مین کہتا ہون۔ کیا خلیفہ وقت کو یہ اختیار نہین ہے۔ کہ وہ مسلمانون کی بہبودی جس امر مین خیال کرے۔ اوسکو اختیار کرے۔ اور جس پر اطمینان ہو۔ اوسیکو ملکی عہدے دے۔ مین اسوقت صاف صاف کہتا ہون کہ حضرت عثمان کو بنی ہاشم پر اطمینان نہ تھا۔ اس وجہ سے بنی ہاشم کو ملکی عہدے نہ دیے۔ اور یہی ساری بنای فساد ہوئی۔ سچ ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول کہ انسان کی عادت مستمرہ ہمیشہ سے جاری ہے۔ کہ خلیفہ وقت کے اقران او وادکے ہمسر انکو چونکہ خلافت کی طمع دامنگیر رہتی ہے۔ اسواسطے وہ خلیفہ سے کشیدہ رہتے ہین۔ بلکہ اوسکی ایذا رسانی درا وسکے انتظام کے درہم و برہم کرنے کے درپے ہو جاتے ہین پھر اگر ایسی حالت مین حضرت عثمان نے بنی امیہ پر نوازش زیادہ کی اور اونکو اپنا شریک حال رکھا۔ تو کیا برا کیا۔ **شعر** وَعَيْنُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيلَةٌ ✦ وَلٰكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا

حضرت عثمان کے بہت سے حالات باقی رہگئے ہین۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ رسالہ مین طول ہوا جاتا ہے دوسرے اوڈیشن مین انشاءاللہ یہ کمی پوری کیجائیگی فقط

خادم قوم سید جلیل قریشی کانپور